آفتابِ سرہند

رحمۃ اللہ علیہ

مجددیت و قیومیت

قاضی ظہور احمد اختر

مکتبہ نورِ اسلام شرقپور شریف

Marfat.com

آفتابِ سرہند رحمۃ اللہ علیہ

قاضی ظہور احمد اختر

مکتبہ نورِ اسلام شرقپور شریف

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	------------------	آفتاب سرہند
مرتب و مصنف	------------------	قاضی ظہور احمد اختر مدیر پندرہ روزہ آواز نقشبند' چوک بھلروں ضلع شیخوپورہ
حسب حکم	------------------	فخر المشائخ حضرت صاجزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ
کمپیوٹر کمپوزنگ	------------------	محمد ظہیر الدین غوری (پرفیکٹا)
پروف ریڈنگ	------------------	قاضی محمد نور اللہ
طابع	------------------	آر زیڈ پیکجز 2۔ کورٹ روڈ' لوئر مال لاہور
ناشر	------------------	مکتبہ نور اسلام شرق پور شریف
طباعت	------------------	2000ء
تعداد اشاعت اول	------------------	ایک ہزار
ضخامت	------------------	216 صفحات
ہدیہ	------------------	-/70۔ روپے

ملنے کے پتے:

1- مکتبہ نور اسلام' شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ

2- مکتبہ القاضی' چوک بھلروں ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو جو دراصل حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے حضور ایک عاجزانہ ہدیہ عقیدت ہے اپنے پیر طریقت ولی نعمت فخرالمشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے نام نامی سے منتسب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کی فیض نگاہ نے مجھ ناچیز میں اس کتاب کے لکھنے کی لگن پیدا کی۔

Marfat.com

حسن ترتیب

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
4	انتساب	1-
14	عرض حال	2-
17	تعارف	3-
19	دیباچہ	4-
29	تقریظ	5-
131	**باب اول بشارت مجدد**	
31	علماء کی شان	1-
32	احادیث تجدید	2-
32	پہلی حدیث	3-
32	دوسری حدیث	4-
32	کار تجدیت پہلا اقتباس	5-
33	دوسرا اقتباس	6-
34	تیسرا اقتباس	7-
35	مجددین کی فہرست	8-
37	**باب دوم ذات بابرکات**	
37	شخصیت قرآن و سنت اور اولیائے مقتدین کے فرمودات کی روشنی میں	
	حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ کے ظہور کے	

Marfat.com

متعلق آیات سے اشارات 37

آپؒ کے ظہور کے بارے میں چند احادیث 37

آپؒ کے ظہور کے بارے میں اولیائےؒ سابقین کی بشارتیں 38

1- حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ 38

2- حضرت شیخ احمد جام رحمتہ اللہ علیہ 39

3- حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ 39

4- حضرت داوٗد قیصری رحمتہ اللہ علیہ 40

5- حضرت خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ علیہ 40

6- حضرت شیخ سلیم چشتیؒ <شیخ نظام نارنولیؒ> اور شیخ عبداللہ سہروردیؒ 40

7- شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ 40

8- حضرت عبدالاحد قدس سرہ العزیز 41

ولادت باسعادت 41

آٹھ واقعات 42

زمانہ رضاعت کا ایک واقعہ 43

دینی تعلیم 43

روحانی تربیت 44

حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی نظر میں 46

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں خواجہ باقی باللہؒ کے

مزید ارشادات 48

باب سوم ہندوستان میں غربت اسلام 50

Marfat.com

مذہبی و معاشرتی حالت	50
علمائے سو	51
علماء کے اختلاف کا بادشاہ پر اثر	52
ملا مبارک ابو الفضل اور فیضی کا اثر	53
ملا مبارک کا عقیدہ	54
ابوالفضل کا عقیدہ	55
فیضی کا عقیدہ	56
اکبر کی گمراہی میں روافض کا حصہ	56
صوفیائے خام	57
ہندوؤں اور ہندو رانیوں کے اثرات	58
دین الٰہی	59
چیلوں کا عہد	60
بادشاہ کے عقائد	61
دین الٰہی کے نتائج	64
دین الٰہی کے مسلمانوں پر اثرات	64
نوبت بہ ایں جا رسید	66
باب چہارم حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عظیم تجدیدی کارنامے	67
1- مجدد الف ثانیؒ کا تقرر	67
پروفیسر محمد اسلم کا بیان	67
نکولس مینوکی کا بیان	67
امور تجدید	68

Marfat.com

حکمرانوں کی اصلاح	68
پہلا اقتباس	68
دوسرا اقتباس	69
محمد عبدالحکیم خان اختر کا بیان	70
اظہار تاسف	70
بادشاہ کی درستگی کی جدوجہد	71
2- کفار اور بدعقیدہ افراد سے نفرت کی تلقین	72
3- اہل سنت پر شیعیت کے اثرات اور ان کا تحفظ	75
صحابہ کرامؓ کا دفاع	76
فضیلت صحابہ کرامؓ	77
اہل سنت کا مسلک	78
تعظیم صحابہ کرامؓ	79
4- عقائد کی درستگی	88
5- علمائے سو کی مذمت	95
6- صوفیائے خام کے نظریات کا رد	96
اب پنجم اصلاح احوال کے لیے مزید ارشادات	108
ترویج شریعت	108
کتاب و سنت کی اہمیت	109
قرب الٰہی کا ذریعہ	109
نماز کی اہمیت	109
زکوۃ کی اہمیت	110

Marfat.com

ذکر الٰہی 111

اوامر و نواہی 111

بدعت سے اجتناب 111

حقیقت دنیا 113

اعمال حسنہ 116

اعمال میں عجلت پسندی 117

اطاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 118

محبت اہل بیتؓ 120

صحابہ کرامؓ سے محبت 121

فقراء سے محبت 121

طریقت کے آداب 122

وجہ فضیلت انسان 122

علماء کی بے احتیاطی 123

باب ششم رخصت نہیں عزیمت (احوال زنداں) 125

رہائی کی روایات 128

لشکر میں نظر بندی 130

تبلیغی وفود 132

سرہند واپسی 133

باب ہفتم مجدد اور مجدد الف ثانی کا فرق اور علماء و مشائخ کی تصدیق 134

مجدد 134

Marfat.com

مجدد الف ثانی 136

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ 137

باب ہشتم معاندین حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ 143

عبدالحکیمؒ شاہ جہان پوری کا تبصرہ 143

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقیؒ کا تبصرہ 147

حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کا جواب 149

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقیؒ 150

حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد 151

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا اخلاص نام 153

ڈاکٹر سید اظہر عباس زیدی کے اعتراضات 154

یوحنا فریڈ مان کے تاثرات 154

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دفاع میں لکھی گئی کتب 156

باب نہم ڈاکٹر علامہ اقبالؒ پر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے نظریاتی اثرات 158

پروفیسر عبدالقادر کا بیان 158

ڈاکٹر علامہ اقبالؒ کی حضرت مجدد الف ثانیؒ سے محبت و عقیدت کی وجوہات 158

علامہ اقبالؒ کے سرہند شریف کے بارے میں تاثرات 159

مولانا عبدالمجید سالک کا بیان 159

پروفیسر سلیم چشتی کا بیان 160

جاوید اقبال کا بیان 160

Marfat.com

ڈاکٹر اقبالؒ کی عاجزی 161

ڈاکٹر اقبالؒ اور نظریہ وحدۃ الشہود 162

گستن یا پیوستن 163

خالص اسلامی تصوف 163

سلسلہ نقشبندیہ سے محبت 164

باب دھم تصنیفات حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ 166

رسالہ تہلیلیہ 168

رسالہ اثبات نبوت 168

رسالہ رد شیعہ (رد روافض) 168

رسالہ معارف لدنیہ 169

رسالہ شرح الشرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہؒ 169

رسالہ مبداؑ و معاد 169

رسالہ مکاشفات غیبیہ 170

مکتوبات شریف 170

باب یازدھم اولاد امجاد 173

خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ محمد فرخ رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ محمد عیسی رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ محمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

خواجہ محمد یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ

بی بی رقیہ رحمتہ اللہ علیہا

بی بی ام کلثوم رحمتہ اللہ علیہا

بی بی خدیجہ بانو رحمتہ اللہ علیہا

حصہ دوم

باب دوازدھم منصب قیومیت 176

مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ 176

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کی قیوم کے بارے میں تشریح 178

حضرت مولانا مولوی سعید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی تشریح 178

حضرت پیر کرم شاہ صاحب کی تشریح 178

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تشریح 178

امام رازی کی تشریح 179

شرک و توحید 179

علامہ خازن رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف 179

علامہ تفتازانی کی تعریف 179

قرآن پاک کی تین آیات 180

مولانا شاہ نعیم الدین کی تفسیر 181

توحید کا معنی 182

توحید اور شرک میں فرق 183

اللہ تعالیٰ کی حیات اور انسانی حیات 183

خداوندی اور انسانی اختیار 184

Marfat.com

ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے 185
کمال عطائی ماننا شرک نہیں 186
قیومیت 187
منصب قیومیت شرک نہیں 187
انسان اللہ تعالیٰ کی عطا سے قیوم ہو سکتا ہے 187
ذات موہوب 188
امام غزالیؒ کی تشریح 189
مقام قیومیت 190
قیوم اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے 190
قیوم مانند وزیر ہوتا ہے 191
قیومیت ولایت کا ایک درجہ ہے 195
انسان کامل کے مختلف نام 196
چند گزارشات 197
1- ولی سے دشمنی اللہ تعالیٰ سے جنگ کے مترادف ہے 197
2- مشرک کو مجدد نہیں کہا جا سکتا 198
3- عارفوں کے فرمودات سے انکار نہ کیا جائے 198
4- روافض کی خوشنودی حاصل نہ کی جائے 198
5- اعتراضات کو دوہرانا عقل مندی نہیں 198
6- احتیاط کیجئے 199
حوالہ جات
حصہ اول 200
215

Marfat.com

عرض حال

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے تیرہ و تار دور میں اصلاح و احوال کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ بادشاہ' اکابر علمائے سو' خام صوفیاء روافض اور ہندو جوگیوں کے زیر اثر بے دین ہو چکا تھا اس کے ایما پر مختلف مذاہب کے چند اصول مرتب کر کے ایک نیا دین تشکیل دیا گیا جسے دین الٰہی کہا گیا۔ جس میں اکبر بادشاہ کو امام وقت بنا دیا گیا سر دربار بادشاہ کو سجدہ کیا جانے لگا۔ علمائے سو حکومت کی تائید میں پیش پیش رہے۔ جھوٹے مشائخ طریقت لایعنی مسائل کی تشریح میں مناظرے اور مجادلے کرنے لگے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے دین الٰہی کی بدعات و منکرات اور عقائد فاسدہ کی نہ صرف بھرپور تردید کی بلکہ تحریر و تقریر میں ان پر شدید ضربیں لگائیں۔ آپ نے بڑے موثر انداز میں توحید و رسالت کے صحیح مسلک کی تلقین کی۔ اور منحرف لوگوں کو شریعت اسلامیہ سے روشناس کرایا اور حقیقی تصوف کی نشان دہی کی آپ نے شریعت کی پابندی کے بغیر تصوف کو جہالت قرار دیا۔ آپ نے مصلحت اندیش اور جاہ طلب علمائے سو کو لاجواب کر دیا۔ اگرچہ اس ماحول میں اصلاح احوال کا کام کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کام کر دکھایا انہیں اس کے لئے قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھانا پڑیں۔

اپنے مکتوبات شریف میں آپ نے قرآن و سنت اور تصوف حقیقی پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ معاندین نے بعض مکتوبات میں تحریف و ترمیم کر کے علماء کو آپ کے خلاف بھڑکایا سب سے پہلے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے نام نہاد اعتراضات کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو خط لکھا۔ حضرت

Marfat.com

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی علالت کی وجہ سے خط کا جواب نہ دے سکے۔ لیکن جب شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو کسی طرح سے حقیقت حال کا پتہ چلا تو آپ نے اخلاص نامہ جاری کیا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے نہ صرف اپنے طرز عمل پر معذرت کی بلکہ اپنی عقیدت کا اظہار بھی کیا اور فرمایا کہ میرا دل حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے صاف ہو گیا ہے۔ لیکن لادینی عناصر اور روافض نے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر اعتراضات جاری رکھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادوں اور عقیدت مندوں نے تمام اعتراضات کا شافی جواب دیا۔ اس دور کے معاندین تو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر طعن و تشنیع کرتے ہی چلے آ رہے تھے۔ لیکن آج بھی ہندوستان کے دو رضوی "مفتیوں" نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے بیان کردہ منصب قیومیت پر حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا سہارا لے کر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ اس فتویٰ نے اسلام کی ان دونوں عظیم ہستیوں کے عقیدت مندوں کو تڑپا کر رکھ دیا۔ میرے مرشد فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتم العالیہ نے مجھے حکم دیا کہ اس فتویٰ کے جواب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجددیت اور منصب قیومیت پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جائے۔ آپ نے میری حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ کچھ کتب بھی مہیا کیں۔ اور وقتاً فوقتاً مجھ سے اس کے بارے میں استفسار بھی فرماتے رہے۔ چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل میں یہ کاوش پیش کر رہا ہوں۔ مجھے اپنی کم مائیگی کا احساس ہے تاہم میں نے "آفتاب سرہند" میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجددیت اور منصب قیومیت پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اب یہ دیکھنا قارئین کرام کا کام ہے کہ میں اپنے مقصد میں کس حد تک کامیاب رہا ہوں۔

Marfat.com

میں فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کار خیر کے لیے ذمہ داری سونپی اور میری رہنمائی بھی فرمائی۔ میں صوفی غلام سرور صاحب اور جناب مولانا حضرت محمد منشا تابش قصوری صاحب کا بھی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے مسودہ پڑھ کر مجھے مفید مشورے دیے۔ محمد ظہیر الدین غوری نے کمپوزنگ اور پسرم قاضی محمد نور اللہ نے اس کی درستگی میں میرا ہاتھ بٹایا۔ ان کا بھی مشکور ہوں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

قاضی ظہور احمد اختر

بھلون ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

تعارف

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہماری زندگی کی راہیں جو کانٹوں سے اٹی پڑی تھیں جن پر چلنا نہایت مشکل تھا پاؤں مجروح ہو رہے تھے۔ ہمارے اسلاف نے وہ کانٹے چن چن کر الگ پھینک دیے اور پھولوں سے ان راہوں کو مزین کر دیا۔ ان اسلاف کے میر کارواں امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ ہمارا یہ فرض بنتا تھا کہ ان کے مقام و مرتبے پر عش عش کرتے۔ ان کی علمی اور روحانی حیثیت کو تسلیم کرتے اور ان کی سیاسی بصیرت سے روشنی حاصل کرتے۔ مگر افسوس اپنی کم مائیگی کو محجوب کرنے کے لیے بعض لوگوں نے بزرگان دین کو ہدف تنقید بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرما دے۔

ان لوگوں کی تنقید کا تنقیدی سفر پگڈنڈیوں سے شروع ہوا اور شاہراہوں تک جا پہنچا۔ اور اب یہ پاک و ہند کی اس محی اسلام پر نظر رکھے ہوئے ہیں جن کی مجددیت اور قومیت پر نہ کسی نے شک کیا نہ اعتراض۔ دور اکبری سے لے کر اب تک جتنے بھی مفکر آئے وہ کسی نہ کسی شکل میں تعلیمات مجددیہ کے محتاج رہے۔ اور آج کا وہ طالب علم جو تصوف اور طریقت کی صراط مستقیم کا متلاشی ہے اس کے لیے مینارہ نور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ہی بنیں گے۔

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ملت اسلامیہ کے لیے جو راہیں متعین کیں انہیں کی وجہ سے مسلمانوں کا تشخص ابھرا۔ دو قومی نظریہ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ہی دلوں میں راسخ کیا۔ جس کی بنیاد پر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔

آج اکابرین امت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام زیادہ نمایاں

Marfat.com

ہے اللہ تعالیٰ نے جسے بھی قلم پکڑنے اور سنبھالنے کی استعداد دی اس نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے اظہار عقیدت کی بناء پر خوب لکھا۔ انہیں لکھنے والوں میں ایک نام پندرہ روزہ "آواز نقشبند" چوک بھلوان ضلع شیخوپورہ کے مدیر جناب قاضی ظہور احمد اختر صاحب کا بھی ہے۔ انہیں لکھتے ہوئے ایک عرصہ بیت گیا۔ وہ ماہنامہ نور اسلام میں بڑے تحقیقی مقالات لکھ کر ہماری معاونت کرتے رہتے ہیں۔

آفتاب سرہند کا پورا تحریری سرمایہ انہی کے قلم کا ثمر ہے۔ یہ کتاب ۱۲ ابواب پر مشتمل ہے جو فہرست میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ہر موضوع کے مطابق معلومات فراہم کرنے میں آپ نے خوب محنت کی ہے۔ جو لکھا ہے تحقیق سے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر اجر دینے والا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف شیخ سرہندی ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے بلکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات و احوال سے آشنا ہونے والوں کے لیے ایک پر مغز اور پر معنی تحفہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے زنگ آلود ذہن صیقل ہوں گے۔ اور ذوق مطالعہ میں نکھار آئے گا۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی سچی محبت پیدا کرے۔

خاکپائے شیر ربانی وگدائے آستانہ لاثانی
میاں جمیل احمد شرقپوری

Marfat.com

دیباچہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ ہزارہ دوم کی وہ علمی و روحانی شخصیت ہے جو کہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں ان بزرگان دین میں ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کے احیاء اور اس کی سیاسی سربلندی کے لیے عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ دور اکبری سے لے کر اب تک جتنے مفکر اس برصغیر میں پیدا ہوئے اور جتنی دنیا بھر میں آزادی کی تحریکیں اٹھیں وہ کسی نہ کسی صورت میں تعلیمات مجددیہ کی مرہون منت ہیں۔ شاہجہان کی اسلام دوستی اورنگزیب عالمگیر کی حکمت عملی، حضرت شاہ ولی اللہ کا فلسفہ 'اقبال کا فلسفہ خودی کی کڑیاں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات سے جا ملتی ہیں۔ دین کا کون سا طالب عالم ہو گا جو حضرت شیخ احمد سرہندی کے نام نامی اسم گرام سے واقف نہ ہو گا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اتباع سنت' اصلاح طریقت و تصوف اور صراط مستقیم کی ہدایت کا جو کام حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے لیا اس کی بدولت دین کا ہر طالب علم بالعموم اور برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والا ہر سالک راہ تصوف ان کا احسان مند ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تبلیغی مساعی جمیلہ سے ہندوؤں کی اس سازش کو ناکام بنا دیا جو وہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کو اسلام اور ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی اور احترام کو ختم کرنے کے لیے کر رہے تھے۔ آپ نے مسلمانوں کے ملی تشخص کو ابھارا اور مسلم قومیت کے داعی کی حیثیت سے دو قومی نظریہ کی بنیاد رکھی

Marfat.com

اور مملکت خداداد پاکستان اسی نظریہ کی بنیاد پر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو معرض وجود میں آئی۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تحریک پاکستان اس بغاوت کی وراثت ہے۔ جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے مغل اعظم شہنشاہ اکبر کے خود ساختہ دین الٰہی کے خلاف کی تھی۔

بقول ابوالکلام آزاد "حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کا وجود گرامی بھی من جملہ ان اکابر امت کے ہے۔ جن کی تعظیم و توقیر تو حسن اعتقاد کی بناء پر بہت کی جاتی ہے لیکن ان کی زندگی کے اصل کارناموں پر پردے پڑ گئے ہیں"۔ یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے عظیم کارناموں اور آپ کی شخصیت کو جس طرح نمایاں اور اجاگر کر کے پیش کرنے کی ضرورت تھی اسے عموماً نظر انداز کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ خانقاہوں' مشائخ عظام اور سجادہ نشیناں نے بھی اس طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی۔ کاش کہ یہ قابل قدر ہستیاں اس طرف متوجہ ہوتیں۔

اللہ تبارک و تعالٰی نے اپنے فضل عمیم سے سیدی مرشدی فخرالمشائخ حضرت صاجزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کو یہ توفیق بخشی کہ وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی ہمہ جہت شخصیت کے علمی اور روحانی مقام کو پیش کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۶۰ء سے حضرت امام ربانی کی شخصیت' ان کے تجدیدی کارنامے' ان کے کارہائے نمایاں اور آپ کے صحت مند اور توانا کردار سے عوام الناس کو روشناس کرانے کے لیے ان تھک محنت اور کاوش سے کام لیا۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے 39 برسوں میں ہزاروں مجالس منعقد ہوئیں۔ المنتخبات من المکتوبات امام ربانی مجدد الف

Marfat.com

ثانی (عربی)، لاکھوں پمفلٹ مسلک مجدد اور مقالات یوم مجدد کے نام سے طبع کروا کر مفت تقسیم کیے گئے۔ مکتوبات امام ربانی کے اقتباسات پر مبنی کتاب ارشادات مجدد ہزاروں کی تعداد میں شائع اور تقسیم ہوئی۔ فاضل شہیرادیب جناب سردار علی احمد خاں کی انگریزی زبان میں مرتبہ کتاب "دی نقشبندیز" اور دنیائے اسلام کی مایہ ناز علمی اور روحانی شخصیت حضرت شیخ ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کی فارسی تصنیف منہاج اسیرو مدارج الخیر نامی تصوف کی کتاب کا انگریزی ترجمہ، حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، اردو اور انگریزی ترجمہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء کی راہنمائی کے لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ علامہ اقبالؒ کی نظر میں پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں طبع کروا کر مفت تقسیم کا اہتمام کیا۔ ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف کا حضرت مجدد الف ثانی نمبر جو کہ ۱۱۶۲ صفحات پر مشتمل ہے شائع کیا گیا نیز نامور محقق عصر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی مصنفہ کتب سیرت حضرت مجدد الف ثانیؒ مجدد ہزارہ دوم اور حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ممتاز صحافی جمیل اطہر سرہندی کی کتاب شیخ سرہندؒ کو بازار سے خرید کر علم دوست احباب میں تقسیم کیا گیا۔ کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس عربیہ کے طلباء اور طالبات کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کے لیے مقالہ نگاری برائے حضرت مجدد الف ثانیؒ ایوارڈ کے مقابلے اول دوم اور سوم آنے والوں کو طلائی اور کانسی وغیرہ کے تمغہ جات بطور انعام دیے گئے۔ حضرت قبلہ میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ تعلیمات مجددیہ اور مسلک اہل سنت و جماعت کو عام کرنے اور دینی اور ملی خدمات کے پیش نظر لائق صد تحسین ہیں۔

ان تمام کوششوں کے باوجود حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کے بہت سے پہلو تشنہ ہیں۔ فاضل شہیر اور

Marfat.com

نامور محقق و ادیب جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے مکتوبات امام ربانی مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی کے مقدمہ میں نشاندہی کی ہے۔ چند مکتوبات کی بعض عبارتوں پر اعتراضات کے سلسلے میں تذکرہ نگاروں نے جو کچھ لکھا ہے وہ ناکافی ہے' معارج الولایت (قلمی) مخزونہ دانش گاہ پنجاب نسخہ ذخیرہ آذرورق ۵۸۶ ب' بعید میں معاندانہ اور گستاخانہ انداز میں جو کچھ جمع کیا گیا ہے۔ اور فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ کے ذریعے سید محمد برزنجی اور ابو علی حسن بن علی عجمی مکی کے رسائل کے بے ہودہ مضامین سے آگاہی حاصل کی تو اندازہ ہوا کہ اس موضوع پر سینکڑوں صفحات لکھنے کی ضرورت ہے" نیز فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ سے عارضی طور پر کچھ اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ جو جلد ہی رفع ہو گئے اس پر بھی مفصل گفتگو کی ضرورت ہے" "پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب نے "حیات شیخ عبدالحق" میں شیخ کا وہ رسالہ جس میں مجدد صاحبؒ پر تنقید کی گئی ہے۔ معارج الولایت سے لے کر شامل کیا ہے۔ اس کا متن مخدوش ہے۔ محققین کو شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ کا وہ رسالہ تلاش کرنا چاہیے۔ جو اغلاط سے پاک ہو" تعلیمات مجددیہ کا بھی شافی جواب دیا جانا مقصود ہے۔ تفصیل کے لیے مقدمہ کا حاشیہ نمبر ۳۵ اور ۳۸ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کی تصانیف کے سلیس اور بامحاورہ تراجم اردو اور انگریزی زبانوں میں شائع کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نیز تحفظ نظریہ پاکستان کے لیے آپ کی تعلیمات عام کرنا اشد ضروری ہے۔ زیر نظر کتاب "آفتاب سرہند" جناب قاضی ظہور احمد اختر کی مرتبہ کتاب ہے۔ قاضی صاحب کے والد مرحوم حضرت مولانا ظہور ربی صاحب رحمتہ اللہ علیہ قطب دوراں مجدد طریقت' قدوہ السا لکین' زبدہ العارفین' ماحی بدعت' ماحی شریعت اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں

Marfat.com

شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے ارادت مند اور قطب العالم حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم جلیس تھے۔ قاضی ظہور احمد اختر صاحب نے اپنے والد گرامی اور حضرت قبلہ بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا ہے۔ اور آپ کا سلسلہ بیعت فخر المشائخ' پیر طریقت حضرت قبلہ الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ سے ہے۔ حضرت سیدی مرشدی قبلہ میاں صاحب مدظلہ العالی کی ترغیب اور حکم کی تعمیل میں قاضی صاحب نے اس تحقیقی مجلّہ کو ترتیب دیا ہے۔

فاضل مصنف نے اس کتاب کے حصہ اول میں بشارت مجدد' ذات بابرکات (قرآن و سنت اور اولیائے متقدین کے فرمودات کی روشنی میں) ہندوستان میں غربت اسلام' حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عظیم تجدیدی کارنامے' اصلاح و احوال کے لئے مزید ارشادات' رخصت نہیں عزیمت' مجدد اور مجدد الف ثانی کا فرق' معاندین حضرت الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ' ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نظریاتی اثرات اور تصانیف حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر بڑی تحقیقی کاوش کی ہے۔

قاضی ظہور احمد اختر صاحب کی تصنیف "آفتاب سرہند" کو مفصل دیکھا ہے قاضی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بڑی علمی اور تحقیقی کاوش کی ہے اور آپ کی شخصیت و ذات اور عظمت و مقامات کے بارے میں بڑی ہی مضبوط تحریریں پیش کی ہیں جو دلائل و براہین سے معمور ہیں اور ژرف نگاہی کا پتہ دیتی ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کی عظمت اور رفعت و مقامات کے حوالے سے یہ کتاب ایک ٹھوس دستاویز ہے جو کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مریدین و متوسلین کے لیے ایک عظیم سرمایہ ہے خاص طور پر اس کتاب کے حصہ دوم کے

Marfat.com

عنوان "منصب قیومیت" پر قاضی صاحب موصوف نے معترضین کو شافی جوابات دیے ہیں اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کو قیوم زمانی کے لقب سے یاد کرنے کو جائز اور مستحسن ٹھہرایا ہے۔ انہوں نے لفظ قیوم کے حوالے سے مخالفین کے اعتراضات کہ کسی کو قیوم کہنا کفر ہے کا اچھا جواب دیا ہے لیکن ساری بحث میں ان کا زاویہ فکر کفرو شرک اور اس کی تشریحات کے دائرے تک ہی رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ سے جو فتویٰ طلب کیا گیا تھا اس کو قاضی صاحب نے من و عن نقل نہیں کیا بلکہ اس کے مندرجہ جات سے متعلق مواد کو اختصار سے پیش کیا ہے۔ فتویٰ کے اصل متن سے کہیں بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ فتویٰ کسی طور پر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات پر وارد ہوتا ہے۔ معترضین نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے دوہرا شکار کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ماننے والوں کو ایک طرف سے بدظن کرنے کی شعوری کوشش کی اور دوسری طرف حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ذات کو فتوے کی زد میں لا کر گھٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو کہ کسی طور پر قرین انصاف نہیں ہے۔ ہم اس بحث میں قاضی صاحب کے موقف کی توثیق کرتے ہوئے کچھ اضافہ کرتے ہیں قیوم کا لفظ قرآن حکیم میں تین مقامات پر آیا ہے۔ سورہ بقرہ کی آیتہ الکرسی' سورہ آل عمران کے شروع میں اور سورت طٰہٰ میں۔ قیوم کے جن معنوں پر مفسرین کو اتفاق ہے وہ یہ ہے بالذات قائم رہنے والا یا نگہبان' ساری مخلوق کو تھامنے والا قیوم سے متعلق ایک لفظ قیِّم ہم معنی ہیں اور قیمہ مخفف ہے مصدر ہے جو صفت کے معنی میں ہے دراصل یہ قیما تھا جس کے معنی مستحکم اور مستقیم کے ہیں۔ قیوم اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت ہے اور جتنے

Marfat.com

وصفی نام ہیں وہ محض ذات پر دلالت نہیں کرتے لہٰذا قیوم ذات باری تعالیٰ کی صفت ہے اور اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی اور کو اس جیسی صفت کے ساتھ موصوف جانے تو یہ شرک خالص ہے۔ لیکن اگر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کسی ایسی صفت سے موصوف فرمائے جیسے زندہ کرنا تو یہ صفت اس موصوف کے لیے متناہی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے لیے رؤف اور رحیم کی صفات کا ذکر کیا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی رؤف اور رحیم کہہ کر یاد فرمایا ہے۔ تو بظاہر ہر صفت کا اطلاق اللہ اور نبی پر مشترک نظر آتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ نہیں۔ کہاں صفات ذاتی اور کہاں صفات عطائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محی (زندہ کرنے والا) کی جو صفت عطا کی گئی وہ خود ان کا قول قرآن حکیم میں ہے۔ کہ میں خود اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں تو کسی شخص کو اعتراض کا حق ہی نہیں پہنچتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا کردہ صفات کا واہمہ شرک کے تحت انکار کرے۔ اگر مشرک واہمہ پیدا کرتا ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قول کی توجیہہ کیا ہے کہ وہ خود زندہ کرنے کے باذن الٰہی داعی ہیں۔ ہاں شرک تو وہ قول ہے جو نمرود نے کیا اور کہا انا احی و امیت (کہ میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں) جبکہ وہ مطلقاً" جھوٹا ہے اس سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ نمرود کا دعویٰ شرک پر مبنی تھا کہ وہ ذات و صفات باری تعالیٰ کے مقابل بولا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ بالکلیہ حق ہے کہ وہ ذات باری کی طرف سے اس صفت سے متصف کیے گئے اور انہوں نے برملا اس عظمت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعطائے الٰہی المحی ہو سکتے ہیں تو حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ بعطائے الٰہی قیوم کیوں نہیں ہو سکتے اور اللہ نے بندے کو اپنی صفات پر ہی تو پیدا کیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں

Marfat.com

ہے ان اللہ تعالی خلق آدم علی صورتہ یہاں صورت بمعنی سیرت و صفات ہے حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ علماء ربانیین میں سے ہیں اور قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے والذین اوتو العلم درجت اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا اللہ کے درجات و مراتب بلند ہیں یا انہیں وہ بلند درجات دیے گئے قومیت بھی اہل علم کا ایک درجہ ہے اتباع رسول کی برکت سے عطا ہوتا ہے۔ اور اہل علم کو جتنے بھی درجات ملے ہیں وہ اسی واسطے اور ذریعے سے ملے ہیں۔ قرآن حکیم کا صفاتی نام بھی العلم ہے اور اس کے حفاظ کے لیے حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ ان کے درجات کی حد کیا ہے اللہ ہی کو معلوم ہے کتاب و سنت کے علم کی شان یہ ہے کہ اللہ نے اپنی توحید پر علماء کی گواہی بیان فرمائی ہے اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی المعروف غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے درست العلم حتی حرت قطبا یعنی میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہو گیا۔ اس سے ثابت ہے کہ درجات کی تمام تر بلندیاں کتاب و سنت کے نورانی عمل اور اس پر عمل کی برکتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ جن کو ہم اقتدار دیتے ہیں وہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کرتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روک دیتے ہیں۔ یہ درجہ یہ اقتدار اور یہ رفعت اللہ کے دوستوں کو حضور علیہ الصلواۃ کے طفیل حاصل ہوتی ہے اور انشاء اللہ ہوتی رہے گی۔ سعادت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچنا ہرکس و ناکس کا کام نہیں ہے یہ رتبہ بلند جس کا مقدر و نصیب ہو اسی کو ملتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس عظیم درجہ کا ذکر کیا ہے تو یہ تحدیث نعمت ہے اور اللہ کی عطا کا تذکرہ ہے۔ اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ہزارہ دوم کے آغاز میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سے یہ کام لینا تھا اور اللہ ہی نے ان کو یہ مرتبہ عطا کیا۔ استحکام

Marfat.com

دین، اقامت ملت بیضاء، احیائے سنت، ردبدعات اور امور قبیح اور غیر شرعی باتوں کی بیخ کنی کے سارے کام اللہ نے آپ کے ذریعے قائم کر دیے پھر آپ کو قیوم زمانی کیونکر نہ کہا جائے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے اگر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکاشفات کے حوالے سے فتویٰ طلب کیا جاتا تو وہ فتویٰ ہمارے اس قول کی توثیق میں ہوتا۔ جبکہ سائل نے اعلیٰ حضرت بریلویؒ سے عمومی فتویٰ مانگا ہے اور اس میں اس بات کی وضاحت ہی نہیں ہے کہ پیر کا دعویٰ عطائی کا ہے یا ذاتی کا اور مرید اس بارے میں کیا کہتے ہیں لیکن یہاں اس کا معاملہ برعکس ہے۔ حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خود اس دعوے کی وضاحت کر دی ہے کہ درجہ قیومیت نبی کریم ﷺ کے توسل و فیضان سے اور اللہ کی مہربانی سے عطا ہوا ہے اور کوئی مجددی بھی اس صفت قیومیت کو نہ تو ذات باری کی طرح مانتا ہے اور نہ ہی ایسا اعتقاد رکھتا ہے۔ بجز اس کے وہ یہی کہتا ہے کہ یہ درجہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو بارگاہ حمیت سے عطا ہوا ہے۔ جس تک رسائی ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اور اللہ کے دوستوں میں یہ منصب آپ کے لیے خصوصیت کا حاصل ہے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی امت کے علماء انبیائے بنی اسرائیل کی مثل ہے تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ جیسا عالم باعمل اور یگانہ مرد حق ان درجات کی بلندیوں کا حامل کیونکر نہ ہو گا جبکہ اس امت کے لیے کمالات نبوت کے درجات اور مقامات کے حصول کی راہیں کھلی ہیں اور یہ مقام انہیں ہی ملتا ہے جو اس کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں جس قدر کسی کا مجاہدہ ہے اسی قدر اس کا مشاہدہ ہے جس قدر کسی کی محنت و ریاضت ہے اسی قدر اس کو رفعت بلندی حاصل ہوتی ہے۔ علامہ اقبال

Marfat.com

کے شعر میں ہمارے مسلک کی بڑی تائید ہے اور انکار کرنے والوں کے لیے شافی جواب ہے۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے کیا جس کو بروقت خبردار

یہ لفظ نگہبان قیومیت ہی کا ترجمہ ہے تاہم قاضی صاحب موصوف نے جس انداز میں بحث کو سمیٹا ہے وہ نہ صرف اس کتاب کا حسن ہے بلکہ اس کتاب کا اہم ترین باب ہے جس نے کتاب کی افادیت کو کئی گنا بڑھا دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ عاشقان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے لیے برکت و رحمت کا بڑا خزینہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ موصوف کی کاوشوں کو مقبول و منظور فرمائے اور انہیں دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے۔ اور اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

خادم آستانہ عالیہ شرقپور شریف
صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
خطیب جامع مسجد قادریہ شیر ربانی
سمن آباد لاہور
محررہ ۱۷ ستمبر بروز جمعتہ المبارک ۱۹۹۹ء

Marfat.com

تقریظ

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے تجدید کا جو عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ نے اس پرفتن دور میں اصلاح احوال کے لئے جو کھی لڑائی لڑی۔ بادشاہ وقت، علمائے سو، بااثر روافض، ہندو جوگی اور خام صوفیا کے خلاف جہاد کیا ان کے لایعنی نظریات کے جوابات دیئے۔ احیائے اسلام کے لئے آپؒ نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ جب تک ہندوستان میں اسلام کا احیاء نہ ہو گیا آپؒ مسلسل تگ و دو کرتے رہے۔ مکتوبات شریف کے ذریعے آپؒ نے حکومتی کارپردازوں کی اصلاح فرمائی۔ آپؒ کے معاندین نے اپنے مفاد میں بڑی کوشش کی کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا مشن ناکام ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپؒ تمام رکاوٹوں کے باوجود سرفراز و کامیاب و کامران ہوئے۔

آپؒ کی اولاد امجاد نے بھی آپؒ کے مشن کو جاری رکھا اور فی زمانہ بھی تحریر و تقریر کے ذریعہ آپؒ کے مشن کے لئے اپنی زندگیاں وقف کئے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب ''اکابر مجددیہ'' میں ان تمام تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے جو آپ کی اولاد امجاد آج بھی سرانجام دے رہی ہیں۔

آفتاب سرہند قاضی ظہور احمد اختر کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے آفتاب سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجددیت اور قیومیت کے بارے میں مدلل حوالہ جات مہیا کئے ہیں۔ آفتاب سرہند کے بارہ باب ہیں۔ باب اول میں بشارت مجدد، باب دوم میں ذات بابرکات، باب سوم میں ہندوستان میں غربت اسلام، باب چہارم میں عظیم تجدیدی کارنامے، باب پنجم میں اصلاح احوال کے مزید ارشادات، باب ششم میں احوال زنداں، باب ہفتم میں مجدد اور مجدد الف ثانی کا فرق اور علماء و مشائخ کی

Marfat.com

تصدیق، باب ہشتم میں معاندین حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ، باب نہم میں ڈاکٹر علامہ اقبال پر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے نظریاتی اثرات، باب دہم میں تصنیفات حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ، باب یازدھم میں اولاد امجاد اور باب دوازدھم میں منصب قیومیت پر بڑا تحقیقی کام کیا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

صاحبزادہ محمد عاشق حسین شاہ

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ سرہند شریف

Marfat.com

باب اول

بشارت مجدد

نبی کریم فخر دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں اب ان کے بعد نہ کوئی رسول پیدا ہو گا نہ نبی۔ شریعت محمدیہؐ آخری شریعت ہے۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری کتاب ہے اب کسی آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں۔ یہی منبع رشد و ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن پاک میں فرمایا کہ قرآن کی حفاظت ہمارا ذمہ ہے وہاں شریعت محمدیہؐ کی حفاظت بھی اپنے صالح اور نیک بندوں کے ذریعے کرنے کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کنتم خیر امته اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر و تومنون بالله ۱؎

(ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو)

علماء کی شان: نبی کریم ﷺ کے بعد تبلیغ و تذکیر کا فریضہ صحابہ کرامؓ تابعینؒ اولیائے کرامؒ اور علماء اسلامؒ کے ذمہ رہا جن کی شان میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ علماء امتی کانبیا نبی اسرائیل ۲؎

(میری امت کے علما (تبلیغ و تذکیر میں) بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں)

مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ دین کے ہر شعبے کی حفاظت کرنے والے افراد ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔

Marfat.com

احادیث تجدید

پہلی حدیث: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا ہوں گے کہ جو امر دین کو تازہ کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامہ علی راس کل ماۃ من یجدد لھا دینھا (ترجمہ اللہ تعالیٰ اس امت کے واسطے ہر صدی کے آغاز پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو اس کے لئے اس کا دین تازہ کریں گے)

مولانا علی قاری حنفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند صحیح اور رجال ثقہ ہیں اور اسی طرح حاکمؒ نے اس کی تصحیح کی ہے۔[4]

دوسری حدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت فرمائی ہے

عن معاویہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال من امتی امہ بامر للہ لا یضرھم من خذلھم علی ذالک متفق علیہ[5] (ترجمہ = معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ہمیشہ میری امت میں ایک گروہ دین برحق کی حفاظت پر قائم رہے گا انہیں ذلیل کرنے والے اور مخالف کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے وہ گروہ تا قیامت حق پر قائم رہے گا)۔

مذکورہ بالا آیت پاک اور احادیث مبارکہ سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہؐ کی حفاظت کا انتظام مجددین امت کے ذریعے فرمایا ہے۔

محمد عبدالحکیم خان اختر شاہ جہانپوری اپنی کتاب تجلیات امام ربانیؒ میں چند اقتباسات درج فرماتے ہیں۔

پہلا اقتباس: جناب مولوی زوار حسین شاہ نے بعض آیات و احادیث پیش کر کے

Marfat.com

دین کی حفاظت کے انتظام اور مجددین امت کے کار تجدیدیت کے بارے میں یوں تصریح کی ہے۔

"ان آیات اور احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ ہر دور میں علماء و صلحاء کی ایک جماعت اس دنیا کی حفاظت کرتی رہے گی اور اس دین کی حقیقت کو تحریفات اور فاسد تاویلات کی دست برد سے محفوظ اور بدعات و ایجادات انسانی کی آمیزش سے پاک رکھے گی اس لئے نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے۔ قیامت تک اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا اور اس امت کے علماء کو انبیاء نبی اسرائیل کی مانند قرار دیا گیا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور ہر صدی میں ان محافظین دین کی کوششوں کے باوجود جو تحریفات و بدعات فی الدین عامتہ الناس میں رواج پا گئی ہوں گی اور جس قسم کی اعتقادی' عملی خامیوں اور کوتاہیوں نے مسلمانوں میں اپنا سکہ جما لیا ہو گا وہ ختم صدی پر مبعوث ہونے والی اس مخصوص ہستی یا ہستیوں کی کوششوں اور تبلیغ و تربیت کے اثرات سے دور ہو کر مسلمانوں کی اعتقادی و عملی زندگی میں دین اسلام از سر نو حیات پذیر ہو جائے گا اور یہی وہ ایک مخصوص شخص یا مخصوص حضرات ہوں گے جو حدیث تجدید کا خصوصی مصداق ہوں گے واللہ اعالم بالصواب۔ ۶

دوسرا اقتباس: مولوی محمد منظور نعمانی نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

"دراصل رسول اللہ ﷺ کا مقصد اس ارشاد سے امت کو یہ اطمینان دلانا ہے کہ یہ دین کبھی محرف نہیں ہو سکے گا اور نہ مرور زمانہ سے یہ بوسیدہ ہو گا اور نہ زمانہ کے انقلاب اس حقیقت کو بدل سکیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی بقا اور حفاظت اور تجدید کا انتظام برابر کرتا رہے گا اور ہر دور اور قرن میں ایسے بندے برابر پیدا ہوتے رہیں گے جو دین پر سے اس گرد و غبار کو برابر جھاڑتے رہیں گے جو زمانہ کی ہواؤں

Marfat.com

سے اس پر پڑے گا اور اس کی کھنگی دور کرنے کے لئے اس کی رگوں میں تازہ خون اپنی جدوجہد سے دوڑاتے رہیں گے اس تشریح کی بنا پر یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے محکم وعدے انا لہ لحافظون کے سلسلہ میں ایک الٰہی نظام کا بیان ہو گی اور ان دوسری احادیث کے ہم معانی ہو گی جن میں رسول اللہ ﷺ نے اسی حقیقت کو دوسرے الفاظ میں اور دوسرے عنوان سے بیان فرمایا۔ے ۷

تیسرا اقتباس: جناب مودودی صاحب کہتے ہیں۔

"مجدد نبی نہیں ہوتا مگر اپنے مزاج نبوت سے بہت قریب ہوتا ہے نہایت صاف دماغ، حقیقت رس نظر، ہر قسم کی کجی سے پاک، بالکل سیدھا ذہن، افراط و تفریط سے بچ کر توسط و اعتدال کی سیدھی راہ دیکھنے اور اپنا توازن قائم رکھنے کی خاص قابلیت، اپنے ماحول اور صدیوں کے جمے اور رچے ہوئے تعصبات سے آزاد ہو کر سوچنے کی قوت، زمانہ کی بگڑی ہوئی رفتار سے لڑنے کی طاقت، جرات، قیادت و رہنمائی کی پیدائشی صلاحیت، اجتہاد اور تعمیر نو کی غیر معمولی اہمیت اور ان سب باتوں کے ساتھ اسلام میں مکمل شرح صدر نقطہ نظر اور فہم و شعور میں پورا مسلمان ہونا، باریک سے باریک جزئیات تک میں اسلام اور جاہلیت مین تمیز کرنا اور دلو ٹھائے دراز کی الجھنوں میں سے امر حق کو ڈھونڈ کر الگ نکال لینا یہ وہ خصوصیات ہیں جن کے بغیر کوئی شخص مجدد نہیں ہو سکتا اور بھی وہ چیزیں ہیں جو اس سے بہت زیادہ بڑے پیمانے پر نبی میں ہوتی ہیں۔ے ۸

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ مجدد نبی نہیں ہوتا نبی کی طرح اس پر ایمان لانا ضروری نہیں بلکہ وہ دین کا علمبردار اور سچا خادم ہوتا ہے جو تائید ایزدی سے راستے کی ہر رکاوٹ کو ہٹا کر اور بے دینی کے سیلاب کا رخ پھیر کر دین کو تازہ کرتا ہے۔ مجدد کے پاس خالص دین ہوتا ہے، فرقہ بازی اور اختلافات کے دور میں کھرا مال

Marfat.com

مجدد اور اس کے ہم نواؤں کے پاس ہوتا ہے۔ اس کے مخالفین کھوٹ کے شیدائی اور راہ ہدایت سے برگشتہ ہوتے ہیں۔ دریں حالات کھرے اور کھوٹے مال میں تمیز کرنے، صاف اور گدلے پانی میں امتیاز کرنے کی خاطر مجدد کی تلاش وقت کا اہم تقاضا ہوتا ہے۔

مجددین کی فہرست : ہر صدی کے شروع میں تشریف لانے والے جن مجددین پر اکثر اکابر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے ان کی فہرست ترتیب وار یہ ہے۔

پہلی صدی : حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۰۱ھ) بالاتفاق اس صدی کے مجدد ہیں۔

دوسری صدی : امام شافعی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۲۰۴ھ) اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ)

تیسری صدی: امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۰۳ھ) امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۰ھ) اور امام ابو جعفر طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۱ھ)

چوتھی صدی: امام ابوحامد الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۱۷ھ)

پانچویں صدی : حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۰۵ھ)

چھٹی صدی : امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ)

ساتویں صدی : امام تقی الدین بن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۰۲ھ)

آٹھویں صدی : حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۶ھ) امام سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۶۸ھ) امام شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

(المتوفی ۸۳۳ھ)

نویں صدی: خاتم الحفاظ، امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) امام شمس الدین سخاوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۹۰۲ھ)

دسویں صدی: علامہ علی قاری حنفی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) علامہ شمس الدین بن شہاب الدین رملی رحمتہ اللہ علیہ

گیارہویں صدی: امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) اور بقول بعض خاتم المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) بھی کار تجدید میں شریک رہے۔ شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نہ صرف گیارہویں صدی کے مجدد ہیں بلکہ دوسرے ہزار سال کے مجدد ہیں۔ یہ امتیاز صرف آپؒ کو حاصل ہے اس لحاظ سے بجا ہے کہ آپؒ کو مجدد الف ثانی اور مجدد اعظم کہا جائے۔

بارھویں صدی: سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۱۸ھ)

تیرھویں صدی: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۹ھ)

چودھویں صدی: امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ) علامہ یوسف بن اسماعیل بنہانی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۰ھ)۔۹

ان واجب الاحترام ہستیوں میں سے اس وقت ہمارے زیر بحث گیارہویں صدی کے مجدد اور ہزار سالہ مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپؒ کے تجدیدی کارناموں کو بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپؒ کی شخصیت پر روشنی ڈالی جائے۔

Marfat.com

باب دوم

شخصیت
قرآن و سنت اور اولیائے متقدمین کے فرمودات کی روشنی میں

حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے ظہور کے متعلق آیات سے ارشادات: حضرت احمد حسین خان سنی حنفی نقشبندی امروہی رحمتہ اللہ علیہ جواہر مجددیہ میں لکھتے ہیں کہ "کوئی نص صریح تو ہماری نظر سے آپ کے ظہور کی نسبت نہیں گزری لیکن بفحوائے آیہ شریف لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین پارہ رکوع ۱۲ (ترجمہ اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہوئی روشن کتاب) پر غور کرنے سے آپ کے وجود باوجود کی طرف اشارات ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ آیت شریف وثلثه من الاولین ○ وثلثه من الاخرین○ (ترجمہ = اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمان میں بھی تھوڑے بزرگ مقربین بارگاہ الٰہی مثل اولیں کے ہوں گے اور آپؒ اور آپؒ کے خلفاء متاخرین اولیاء سے ہیں اور بسبب اتباع سنت آپؒ کا طریق مماثل طریقہ اولین یعنی اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ محدث دہلوی وغیرہ مفسرین نے لفظ آخریں سے آپؒ کی ذات اور آپؒ کے خلفائے مراد لیئے ہیں۔۔۔۱۰

آپؒ کے ظہور کے بارے میں چند احادیث: خاں صاحبؒ موصوف نے چند احادیث بھی اس سلسلہ میں پیش کی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ سنن ترمذی میں مروی

Marfat.com

لہ کنز العمال، ۱۲/۱۸۵، طبع بیروت۔

ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیر ام اخرھا ترجمہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت مثل بارش کی ہے نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخر کا۔ جمع الجوامع میں امام سیوطیؒ نے نقل کیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون رجل فی امتی یقال لہ صلۃ یدخل الجنتہ بشفاعتہ کذا وکذا ترجمہ ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں ایک شخص صلہ ہو گا (یعنی مخلوق کو خالق سے ملانے والا یا شریعت کو طریقت کے ساتھ جمع کرنے والا) جس کی شفاعت سے اتنے اتنے یعنی بے شمار آدمی جنت میں داخل ہوں گے دونوں معنی کے لحاظ سے آپؒ کی ذات بابرکات صلہ اور مصداق حدیث ہے۔

دوسری حدیث روضۃ القیومیہ میں وارد ہے کہ یبعث رجل علی احد عشر مائتہ سنتہ ھو نور عظیم اسمہ اسمی بین السلطا نین الجابرین ویدخل الجنتہ الونا (ترجمہ گیارہویں صدی کے شروع میں دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک شخص بھیجا جائے گا وہ میرا ہم نام اور نور عظیم الشان ہو گا اور ہزاروں آدمیوں کو اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔)ے۱۱

سے اس حدیث کی اصل ملنی چاہیے

آپؒ کے ظہور کے بارے میں اولیائے سابقینؒ کی بشارتیں

۱۔ **حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ :** روضۃ القیومیہ میں دیگر کتب معتبرہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی جنگل میں مراقبہ فرما رہے تھے یکایک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا۔ اس سے تمام عالم منور ہو گیا اور القا ہوا کہ آپ سے پانچ سو سال کے بعد جبکہ عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گی ایک بزرگ وحید امت پیدا ہو گا وہ دنیا سے شرک و الحاد کے نام کو نابود کرے گا۔

Marfat.com

دین محمدی کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا۔ اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہو گی اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا خرقہ خاص کو اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تفویض کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب ان بزرگ کا ظہور ہو یہ ان کے حوالے کرنا اس وقت سے صاحبزادہ صاحب کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۰۱۳ھ میں حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے پوتے سید شاہ سکندر قادریؒ نے آپ کے حوالہ کیا۔

۲۔ حضرت شیخ احمد جام رحمتہ اللہ علیہ: مقامات شیخ الاسلام احمد جام قدس سرہ العزیز میں مذکور ہے کہ شیخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا "میرے بعد سترہ آدمی میرے ہم نام پیدا ہوں گے ان سب سے آخر کے صاحب جو مجھ سے چار سو سال بعد پیدا ہوں گے سب سے افضل ہوں گے۔ شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدین قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب رموز العاشقین میں لکھا ہے کہ آخیر عمر تک میرے باپ کے ہاتھ چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی تھی میں نے ان سے عرض کی کہ اکثر مشائخ کبار کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں مگر آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں آپ نے فرمایا اب سے چار سو سال بعد ایک بزرگ میرا ہمنام پیدا ہو گا اس کے حالات مجھ سے کہیں افضل اور مثل اصحاب کبارؓ ہوں گے۔

۳۔ حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ: نفحات الانس میں حضرت مولانا جامیؒ نے بھی شیخ احمد جامؒ کا مقولہ مذکورہ بالا نقل کیا ہے اور شیخ کی سن وفات ۶۰۰ھ تحریر کی ہے۔ چونکہ حضرت امام ربانیؒ کا ظہور ۱۰۰۰ھ میں ہوا جو زمانہ شیخ سے پورے چار سو سال بعد ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ بزرگ آپؒ ہی ہیں۔

Marfat.com

۴۔ **حضرت داؤد قیصری رحمتہ اللہ علیہ :** حضرت داؤد قیصری شارح فصوص الحکم مقدمہ قیصری کی دوسری فصل میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور کوکب کا دورہ ہزار سال کا ہوتا ہے چنانچہ اولو العزم نبیوں کی شریعت کا زمانہ بھی ہزار سال کا ہے اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گا وہ دین کی اصلاح اور درستی کرے گا۔

۵۔ **حضرت خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ علیہ :** مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشیؒ میں مذکور ہے کہ شیخ نے ایک روز فرمایا سبحان اللہ سلسلہ خواجگان نقشبند میں ایک عزیز افضل ترین اولیاء امت ملک ہند میں پیدا ہونے والے ہیں ان سے شرف ملاقات نہ ہو سکنے کا مجھ کو افسوس ہو گا انہوں نے ایک خط عرضداشت آپؒ کے نام تحریر کیا اور اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمان بدخشیؒ کو دیا جو ۱۰۲۲ھ میں آپؒ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ اس میں آپؒ سے دعا کے لیے استدعا کی گئی تھی آپؒ نے ملاحظہ فرما کر ان کے لیے دعا فرمائی اور کہا شیخ خلیل اللہ کا مقام کبار اولیاءؒ امت میں نظر آتا ہے۔

۶۔ **حضرت شیخ سلیم چشتیؒ، شیخ نظام نارنولیؒ اور شیخ عبداللہ سہروردیؒ :** اکابر اولیاءؒ ہندوستان کی خدمت میں لوگ آکر اکبر بادشاہ کی بے دینی اور گمراہی کی شکایت کر کے ترقی اسلام کی دعا کے لیے خواہستگار ہوا کرتے تھے۔ یہ اولیاءؒ وقت جب توجہ باطنی فرماتے تو الہام ہوتا کہ عنقریب ایک امام وقت مجدد اسلام کا ظہور ہو گا وہ سب بد دینی اور ضلالت کو دفع فرمائے گا اور قیامت تک اس کا نور باقی رہے گا۔

۷۔ **شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ :** شیخ نے جناب مخدوم (حضرت شیخ سرہندیؒ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ العزیز) کے بیعت کے وقت فرمایا تھا کہ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے اس سے شرق و غرب

Marfat.com

روشن ہوں گے بدعت و ضلالت دور ہو گی میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کا وسیلہ قرب الٰہی گردانونگا۔

۸۔ حضرت عبدالاحد قدس سرہ العزیز کا کشف : آپؒ کے والد ماجد نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا کہ عالم میں تاریکی پھیل گئی ہے خوک و بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں ایک نور ان کے سینہ سے نکلا جس سے جہان روشن ہو گیا اور برق خاطف نے نکل کر سب درندوں کو جلا کر خاک کر دیا پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشین ہیں ان کی چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی اور ملائک مودب کھڑے ہیں۔ ملحدوں، زندیقوں، ظالموں اور جابروں کو لا لا کر ان کے حضور میں پیش کر کے بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ منادی ندا دے رہا ہے۔ قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زھوقا (ترجمہ حق آیا گیا باطل۔ باطل بالکل پامال ہوا) آپؒ نے یہ واقعہ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے عرض کیا آپؒ نے توجہ الی اللہ کر کے فرمایا کہ آپؒ کے ہاں ایک فرزند گرامی جو افضل اولیاء امت میں سے ہو گا پیدا ہو گا اس کے نور سے شرک و بدعات کی تاریکی دور اور دین محمدی کی روشنی اور فروغ حاصل ہو گا۔۱۲

ولادت باسعادت : حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۴ شوال ۹۷۱ بمطابق ۱۵۶۴ء میں سرہند ریاست پٹیالہ مشرقی پنجاب میں ہوئی۔۱۳

آپ کا نام احمد رکھا گیا اور آپ کے والد شیخ عبدالاحدؒ آپ کو اس وقت کے مشہور بزرگ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کی خدمت میں لے گئے انہوں نے بچے کو دیکھتے ہی فرمایا "عبدالاحد' تیرے گھر میں عالم عمل اور عارف کامل پیدا ہوا ہے اس کے فیض سے گمراہیوں کی تاریکیوں کا خاتمہ ہو گا" یہ کہہ کر شاہ کمالؒ نے بچے کے منہ میں انگلی

Marfat.com

دے دی بچہ انگلی چوسنے لگا کچھ دیر بعد شاہ کمالؒ نے انگلی کھینچ لی اور فرمایا بابا بس کرو اتنا ہی کافی ہے کچھ ہماری اولاد کے لیے بھی چھوڑ دو"۔[۱۴]

آٹھ واقعات : صاحب جواہر مجددیہ نے آپ کی ولادت با سعادت کے وقت آٹھ واقعوں کا مختصراً" ذکر کیا فرماتے ہیں :۔

۱۔ کل اولیاء امتؒ نے جمع ہو کر آپ کی والدہ ماجدہ کو مبارک باد دی اور آپ کے مدارج عالیہ بیان کیے۔

۲۔ آپ کے والد ماجدؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو دیکھا کہ تشریف لا کر آپ کے کانوں میں آذان و تکبیر کہی اور آپ کے مدارج بیان فرمائے۔

۳۔ آپ کے والد ماجدؒ نے انبیاء مرسلین اور اولیاء کاملین اور ملائکہ مقربین کو مع ستر ہزار علم سبز دیکھا اور آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے سنا۔

۴۔ شیخ عبدالعزیزؒ خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ قدس سرہ العزیز آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے آپ نے دیکھا کہ ملائکہ کا ہجوم ہے اور سب آپ کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔

۵۔ شیخ ابوالحسن چشتی قدس سرہ آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے آپ نے دیکھا عام انبیاء اور اولیاء جمع ہیں ایک بزرگ نے ممبر پر چڑھ کر بیان کیا کہ جس قدر کمالات اس وقت علیحدہ علیحدہ اولیاء کو دیے گئے تھے آپ کو اس کا مجموعہ عطا کیا۔

۶۔ آپ کی ولادت سے ایک ہفتہ تک مزار و مزامیر سب باجے بے کار رہے بہت سے قوال مطربوں ارباب نشاط نے حیرت زدہ ہو کر توبہ کی۔

۷۔ صوفیان ارباب سماع و سرود کو آپ کی ولادت سے ایک ہفتہ تک کیفیت مسدود

Marfat.com

رہی کشف سے آپ کے فضائل اور مقامات عالیہ منکشف ہوئے اسی بناء پر آپ کے ظہور کے بعد اس وقت تک باقی ماندہ اولیاءؒ نے آپ کی طرف رجوع کیا۔

۸۔ آپ کی ولادت کے دن اکبر بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا ہر چند سیدھا کیا گیا مگر سیدھا نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایک وحشت ناک خواب دیکھی ہیبت زدہ ہو کر معبروں کو بیان کی انہوں نے تعبیر دی کہ کسی بزرگ کے ظہور سے آپ کے آئین میں تزلزل واقع ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔۱۵۔

زمانہ رضاعت کا ایک واقعہ : حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب نقشبندی مجددیؒ آپ کے زمانہ رضاعت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایام رضاعت میں آپ ایسے علیل ہو گئے کہ زندگی کی توقع نہ رہی اتفاقاً حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرتؒ کے والدؒ حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس دم کرانے کو لے گئے حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی زبان حضرت کے منہ میں دے دی اور آپ اس کو دیر تک چوستے رہے حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کے والد بزرگوار کو تسلی دی کہ خاطر جمع رکھو اس لڑکے کی عمر دراز ہو گی وہ عالم و عارف ہو گا۔۱۶

روضۃ القیومہ میں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مختون پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے خصائل و اطوار بچوں سے مختلف اور بزرگی کے آثار بچپن سے نمایاں تھے۔ غرضیکہ اولوالعزم پیغمبروں کے نائب میں جن عادات و اطوار اور خصائل و کمالات کا ہونا ضروری ہے ان کی جھلک ہر چشم بینا کو صاف نظر آ رہی ہے ۔۱۷۔

دینی تعلیم : آپ کو جب تحصیل علم کے لیے مکتب میں بٹھایا گیا تو تھوڑے ہی عرصے میں آپ نے قرآن پاک حفظ کر لیا ابتدائی علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ سے کی علمی اور روحانی طور پر موصوف سے دل کھول کر کسب

Marfat.com

فیض کیا اور ظاہری و باطنی دولت سے خوب مالا مال ہوتے رہے آپ نے معقولات کی چند ابتدائی کتابیں مولانا کمال الدین کشمیری رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں جن کے تلامذہ میں حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۶۷) جیسا نابغہ عصر بھی تھا۔

آپ نے بعض کتب احادیث یعقوب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھی تھیں جو قطب وقت شیخ حسین خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور امام ابن حجر مکیؒ (المتوفی ۹۷۴ھ) اور امام عبدالرحمان بن فہد مکی رحمتہ اللہ علیہ کے علم حدیث کے شاگرد تھے۔ آپ نے تفسیر واحدی اور دیگر مولفات واحدی مثل بسیط دو سیط و اسباب نزول و تفسیر بیضاوی و دیگر مصنفات بیضاوی مثل منہاج الوصول وغایۃ القصوی وغیرہ اور صحیح بخاری و دیگر مصنفات بخاری مثل ثلاثیات امام بخاری و ادب المفرد و افعال العباد و تاریخ وغیرہ اور مشکوٰۃ تبریزی و شمائل ترمذی و جامع صغیر سیوطی و قصیدہ بردہ شیخ سعید بو میریؒ کی تحصیل عالم عبانی شیخ بہلول بدخشانی رحمتہ اللہ علیہ سے کی مذکورہ کتب اور احادیث مسلسل کی روایت و اجازت بھی موصوف نے حاصل کی جنہیں ان کتابوں اور حدیث مذکورہ کی روایت و اجازت شیخ عبدالرحمان بن فہد مکی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل تھی۔ آباؤ اجداد سے شیخ عبدالرحمان بن فہد مکی رحمتہ اللہ علیہ موصوف کا گھرانہ علم و حدیث کا خزانہ بنا ہوا تھا۔ علم حدیث میں ان بزرگوں کا پایہ بہت بلند تھا۔[۱۸]

سترہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ سے فراغت حاصل کر کے آپ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے تھے جہاں ظاہری علوم کی تحصیل و تکمیل میں آپ کوشاں رہے۔[۱۹]

روحانی تربیت: آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے اور آپ نے ان کی صحبت کیمیا خاصیت کو لازم پکڑا۔ ریاضت اور عبادت میں

Marfat.com

مشغول ہوئے اور انہوں نے ۱۵ سلاسل میں آپ کو خلافت عطا فرمائی۔۲۰

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ یعقوب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ سے طریقہ کبرویہ میں بیعت کر کے یہ طریقہ بھی حاصل کیا۔۲۱

صاحب تجلیات امام ربانی لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے باطنی فیوض و کمالات اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیے تھے۔ موصوف نے وہ خرقہ خلافت جو سلسلہ سہروردیہ کا اپنے آباؤ اجداد سے پایا تھا آپ کو عطا فرمایا نیز وہ خرقہ خلافت جو سلسلہ چشتیہ میں شیخ القدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۵ھ) سے حاصل کیا تھا اور سلسلہ قادریہ کا وہ خرقہ خلافت جو شاہ کمال کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۹۸۱ھ) سے پایا تھا۔ اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کو عنایت کر کے اپنا قائم مقام و جانشین مقرر فرما دیا۔۲۲

صاحب زبدۃ المقامات کا بیان ہے شیخ احمد سرہندیؒ نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے سے پہلے باطنی علوم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیے اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ انہی ایام میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے دل میں حج بیت اللہ کی سعادت کے حصول کی آرزو پیدا ہوئی لیکن اپنے والد بزرگوار کی خدمت کی وجہ سے حجاز مقدس کا سفر اختیار نہ کر سکے۔ اتفاق یہ ہوا کہ ان کے والد شیخ عبدالاحدؒ ۱۵۹۸ء میں فوت ہو گئے اور حضرت شیخ احمد سرہندیؒ اس کے ایک سال بعد یعنی ۱۵۹۹ء میں حج بیت اللہ کی سعادت کے حصول کے ارادے سے سرہند شریف سے روانہ ہو کر دہلی پہنچے اور یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ وہاں ان کی ملاقات مولانا حسن کشمیریؒ سے ہوئی وہ ان کے توسط سے قلعہ فیروزی میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے سفر حج بیت اللہ کے ارادے کا ذکر کیا حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے ارشاد فرمایا "اگرچہ آپ کا ارادہ حج بیت اللہ کے مبارک سفر کا ہے لیکن کیا حرج ہے اگر چند روز

Marfat.com

فقیروں کی صحبت میں رہیں" حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ارشاد قبول کیا اور ان کی خانقاہ میں مقیم ہوئے۔۲۳

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے جو روحانی سفر طے کیا اور جس طرح آپ مختلف کیفیات سے گزرے اس کے بارے میں مؤلف زبدۃ المقامات نے اپنی تصنیف میں درج کیا ہے۔

"لیکن اس روحانی سفر کے دوران وہ جن مقامات اور منازل سے گزرے اور جو جو کیفیات ان پر طاری ہوئیں وہ ہم جیسے عامی اشخاص کے فہم و ادراک سے ماوراء ہیں اس نوع کی کیفیات کا صحیح علم تو انہیں حضرات کو ہو گا جنہوں نے یہ روحانی سفر طے کیا ہو اور یہاں پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کیفیات کا صحیح علم پہلے تو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو ہوا اور ان کے بعد حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کو ہوا کہ جن پر وہ کیفیات ان کے روحانی سفر کے دوران میں ان پر طاری ہوئیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کا روحانی سفر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی رہنمائی میں ختم ہوا۔ اور طریقہ نقشبندیہ میں ان کی روحانی تربیت تکمیل کو پہنچی۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے ان کو سرہند شریف واپس جانے کی اجازت دے دی اور وہ حضرت خواجہ صاحبؒ سے وداع ہو کر سرہند چلے گئے۔۲۴

حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی نظر میں:

حضرت خواجہ باقی باللہؒ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو حضرت خواجہ امکنگی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم ہندوستان جاؤ وہاں تم سے طریقہ جاری ہو گا میں نے اپنے میں اس کی قابلیت نہ پا کر عذر کیا تو انہوں نے استخارہ کے واسطے فرمایا۔ استخارہ میں مجھ کو معلوم ہوا کہ گویا ایک طوطی درخت کی شاخ پر بیٹھی ہے میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ طوطی اڑ کر میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جائے تو مجھ کو سفر ہندوستان میں کشائش ہو گی چنانچہ

Marfat.com

بمجرد اس خیال کے وہ طوطی میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ گئی میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی صبح اٹھ کر میں نے یہ خواب حضرت امکنگی رحمتہ اللہ علیہ سے بیان کیا انہوں نے سن کر فرمایا کہ طوطی ہندوستانی جانوروں میں سے ہے ہندوستان میں تم سے ایک ایسے شخص کا ظہور ہو گا کہ جہان روشن ہو گا اور تم بھی اس سے بہرہ یاب ہو گے۔

مزید فرمایا کہ جب سرہند میں پہنچا واقعہ میں معلوم ہوا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تم قطب کے پڑوس میں ٹھہرے ہو اور اس قطب کا حلیہ بھی دکھایا صبح اٹھ کر میں اس جگہ کے درویشوں اور گوشہ نشینوں سے ملنے گیا لیکن کسی میں وہ قابلیت نہ پائی میں نے خیال کیا کہ شاید یہاں کے باشندوں میں یہ قابلیت ہو گی کہ بعد ازاں ظہور میں آئے گی۔ چنانچہ جب تم کو دیکھا تو وہی حلیہ پایا اور نشان قابلیت بھی موجود تھے۔

اور نیز ایک روز دیکھا کہ میں نے ایک بڑا چراغ جلایا اور لحظہ بہ لحظہ اس چراغ کی روشنی بڑھتی چلی گئی اور لوگ اس چراغ سے اور بہت سے چراغ بکثرت روشن کر رہے ہیں اور جب سرہند کے قرب و جوار میں پہنچا تو وہاں کے دشت و صحرا کو مشعلوں سے بھرا پایا ہے اور اس بات کو بھی میں تمہارے ہی معاملہ میں اشارہ سمجھا۔۲۵

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک دوست کو خط تحریر کرتے ہوئے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"اہل سرہند سے ایک بزرگ شیخ احمد بڑے فاضل اور کثیر العمل عالم ہیں فقیر نے چند روز ان کی صحبت میں نشست و برخاست کر کے بہت سے عجائب روزگار کا مشاہدہ کیا وہ ایک چراغ ہیں جو ایک عالم کو منور کریں گے الحمد اللہ فقیر کے یقین میں کمالات جاگزیں ہو گئے ان کے چند بھائی برادر بھی ہیں جو سب کے سب نیک اور بزرگ ہیں کئی عالم ہر وقت ان کی خدمت کیمیا خاصیت میں حاضر رہتے ہیں انہوں نے آپ کی

Marfat.com

صحبت میں بڑی بڑی استعدادیں حاصل کی ہیں شیخ صاحبزادے جو ابھی بہت کم سن ہیں اسرار الٰہی ہیں اور شجرہ طیبہ خدائے تعالیٰ ان کی اچھی طرح سے نشوونما کرے فقراء کے دل خدا سے ملنے کے دروازے ہیں فقط ۔۲۶۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں ارشادات: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں :-

۱۔ میاں شیخ احمدؒ فضل و کمال کے نیر تاباں ہیں جن کی روشنی میں ہمارے جیسے کتنے ستارے گم ہیں۔

۲۔ ہماری اور میاں شیخ احمدؒ کی مثال خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ اور ان کے مرید خواجہ عبیداللہؒ کی ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے تو اپنے مرید سے شرف ارادت حاصل کرتے۔

۳۔ میاں شیخ احمدؒ جیسی ہستی آج اس آسمان کے نیچے کوئی اور نہیں ہے۔

۴۔ صحابہ تابعین کے بعد میاں شیخ احمدؒ جیسی ہستیاں چند ہی گزری ہیں۔

۵۔ میاں شیخ احمدؒ قطبیت ارشاد و قطبیت مدار دونوں کے جامع ہیں۔

۶۔ میری محنت رائیگاں نہیں گئی کیونکہ میاں شیخ احمدؒ جیسی نادر الوجود ہستی کی تربیت کر چلا ہوں۔

۷۔ میاں شیخ احمدؒ مرید نہیں مراد اور محبوب ہیں۔

۸۔ راہ سلوک میں ہمارا توقف میاں شیخ احمدؒ کی توجہ ہی سے دور ہوا تھا۔

۹۔ میاں شیخ احمدؒ کی ذات پر مجھے فخر ہے۔

۱۰۔ میاں شیخ احمدؒ کے ذریعے ہی مجھ پر روشن ہوا کہ توحید وجودی تنگ کوچہ ہے۔۲۷

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہم نے ان تین چار برسوں میں پیری اور مرشدی کے فرائض انجام نہیں دیے بلکہ یہ تو ایک کھیل تھا جو ہم

Marfat.com

چند روز کھیلتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور یہ اس کا احسان ہے کہ ہمارا یہ کھیل اور پیری اور مرشدی کی یہ تجارت ضائع نہیں ہوئی کہ اس کے نتیجے میں ان جیسا کامل مرشد ظاہر ہوا۔

پھر فرماتے ہیں یہ پیری اور مرشدی جس کے فرائض ہم نے انجام دیے ہیں اس کا اصل مقصد شیخ احمد سرہندیؒ کا ظہور تھا۔۲۸

صاحب زبدۃ المقامات کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ ہمیشہ اپنے اصحاب کو فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی موجودگی میں ہماری تعظیم نہ کرو بلکہ ہماری طرف توجہ بھی نہ کرو (آخری موقع پر) حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے تمام اصحاب کو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے حوالے کیا اور پیری اور مرشدی کا سارا معاملہ ان کے سپرد کیا۔۲۹

مزید فرماتے ہیں ہم نے (طریقہ نقشبندیہ کا) یہ بیج بخارا اور سمرقند سے لاکر ہندوستان کی بابرکت زمین میں بویا اور روحانی تربیت حاصل کرنے والوں کے سلسلے میں ہماری عملی سرگرمیاں اس وقت تھی کہ جب تک حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی روحانی تربیت تکمیل کو نہ پہنچی تھی جب ہم ان کی روحانی تربیت سے فارغ ہو گئے تو طالباں طریقت کو ان کے حوالے کر دیا۔۳۰

Marfat.com

باب سوم

ہندوستان میں غربت اسلام

مذہبی و معاشرتی حالت: حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی مجددانہ حیثیت اور ان کے عملی کارناموں کو جاننے کے لیے ہمیں اس وقت کے ہندوستان کی عام مذہبی و معاشرتی حالت سے آگاہی حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور دسویں صدی ہجری کے ان واقعات کا بالتفصیل جائزہ لینا ہو گا۔ جنہوں نے اسلام کو ملک بدر کرنے کی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔

اکبر بادشاہ ابتداء میں اپنے آباؤ اجداد کی طرح اسلام سے محبت رکھنے والا بادشاہ تھا مولانا محمد میاں نے اکبر کی ابتدائی زندگی کے بارے میں لکھا ہے۔

”اس کی زندگی کے ابتدائی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شدت کے ساتھ اسلامی عبادات کا پابند تھا نماز تو بڑی چیز ہے سفر و حضر میں جماعت بھی ترک نہیں ہوتی تھی سات عالم امامت کے لیے مقرر تھے۔۳۱

اکبر نامہ کے حوالہ سے صاحب ماثر الامراء فرماتے ہیں:۔

یہ مشہور بات کہ اکبر بادشاہ شیخ محمد غوث گوالیاریؒ کا مرید تھا۔ اکبر نامہ سے بھی ظاہر ہے۔۳۲

اکبر کو علماء و صلحاء کی صحبت بہت پسند تھی اور ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا اپنی سعادت سمجھتا تھا۔ حضرت شیخ سلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۹ھ) سے خاص عقیدت تھی اس عقیدت کے باعث اپنے شہزادے شہنشاہ نورالدین جہانگیر کا نام سلیم رکھا تھا۔ بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر حاضری دینا باعث برکت و کسب فیض کا ذریعہ خیال کرتا تھا اور حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ کے مزار اقدس پر از راہ عقیدت پیدل چل کر حاضر ہوا کرتا تھا۔۳۳

"اکبر ان بزرگوں کی بڑی تعظیم کرتا تھا اور ان کی سفارش پر بڑے بڑے باغیوں کو چھوڑ دیتا تھا۔ اولیاءؒ سے محبت اور علماء کی صحبت میں بیٹھ کر اکبر صوم و صلوۃ کا پابند ہو گیا تھا۔ صاحب ماثر الامرا کے مطابق اکبر خود آذان دیتا اور امامت کرتا تھا"۔۳۴

عجیب بات ہے کہ اکبر جو نمازیں پڑھتا اذانیں دیتا امامت کرتا اور سردربار لوگوں کو پنج گانہ نماز باجماعت کی تلقین کرتا اولیاء اللہؒ کی جوتیاں سیدھی کرتا مزارات پر پا پیادہ حاضری دیتا نظر آتا ہے بعد میں الحاد اور لادینیت کے اتھاہ سمندر میں غوطے کھاتا نظر آتا ہے ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ایسا کیوں کر ہوا؟ ہم ان عناصر کو جو اکبر کی گمراہی کا باعث بنے الگ الگ لیتے ہیں۔

علمائے سوء: اکبر علماء کی بڑی قدر کرتا تھا۔ اس وجہ سے طالع آزما علما سوء نے بھی بادشاہ کے دربار کا رخ کیا ملا عبدالقادر بدایونی کے مطابق سو سے زیادہ علما بادشاہ کی مجالس میں شریک ہوتے تھے۔ "بحث مباحثہ و مناظرہ کرنے والے علماء خواہ محقق ہوں یا مقلد ان کی تعداد سو آدمیوں سے تجاوز تھی"۔۳۵

مولانا مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں:۔

"بھلا جہاں مولویوں کی اتنی تعداد جمع ہو جائے وہ مختلف الخیال ہوں اور دنیوی اغراض بھی رکھتے ہوں تو پھر وہی ہونا تھا جو ہوا شروع شروع میں پہلا جھگڑا نشست گاہوں پر چلا ہر ایک بادشاہ سے قربت کا خواہاں تھا ملا بدایونی لکھتے ہیں:۔

"پہلی بدنفسی تھی جو اس گروہ سے ظاہر ہوئی۔"۔۳۶

صفدر حیات صفدر ملا عبدالقادر بدایونی کے حوالے سے اس بارے میں لکھتے ہیں فتح پوری آنے کے بعد بادشاہ کے اکثر اوقات عبادت خانہ میں علماء کی محفل میں گزرتے تھے خاص طور پر جمعہ کی راتیں شب بیداری میں گزرتی تھیں اور دینی مسائل کی

Marfat.com

تحقیق اور اصول و فروع کی بحثیں رہتی تھیں۔ ان مجلسوں میں علماء کی زبانیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں تلواروں کی طرح خود ہی اپنے جوہر دکھاتی تھیں۔ مذہب و مسلک کے اختلافات اتنے شدید ہو گئے کہ ایک دوسرے کی تکفیر دھڑلے سے کی جانے لگی سنی، شیعہ، حنفی، شافعی، فقیہہ و حکیم کے موازنہ و مقابلہ سے گزر کر اصول و مہمات دین پر بھی زبانوں کی چھریاں بے باکی سے چلنے لگیں۔ علما کے ان اختلافات اور جھگڑوں کی وجہ سے اہل بدعت کو خوب کھل کھیلنے کا موقع ملا۔ انہوں نے حقائق کو مسخ کر کے بادشاہ کو جو خاص عالم حیرت میں مبتلا تھا۔ اصل دین سے ہی پھیر دیا اور دین و شریعت کی بنیادوں پر ایسی ضرب لگائی کہ ان پانچ چھ سالوں میں اسلام کا نام تک نہ رہا اور ساری بساط چوپٹ ہو کر رہ گئی۔؎۳۷

محمد عبدالحکیمؒ خان اختر شاہ جہان پوری فرماتے ہیں:۔

"مذکورہ مجالس میں شریک ہونے والے اور دربار کے مباحثوں اور مناظروں میں حصہ لینے والے علماء کا انداز گفتگو اور ان کے ذاتی کردار نے بادشاہ کو جملہ حاملین اسلام سے متنفر کر دیا موجودہ حضرات کو دیکھ کر وہ اسلاف کی عظمت کا بھی منکر ہو گیا کہ ملت اسلامیہ کے نمائندوں اور ترجمانوں کی یہ حالت ہے تو دوسرے کس گنتی شمار میں ہوتے ہیں۔؎۳۸

بقول ملا عبدالقادر بدایونی "علمائے وقت کی گردن کی رگیں ابھر آئیں آواز بلند ہوئی اور ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔؎۳۹

علماء ہی کے بارے میں ملا بدایونی فرماتے ہیں:۔

"علماء کا یہ اختلاف کہ ایک فعل کو ان میں ایک حرام بتاتا تو حیلے سے دوسرا اسے حلال قرار دیتا یہ طرز بادشاہ کا سبب انکار بنا۔؎۴۰

علماء کے اختلاف کا بادشاہ پر اثر: جب ایک ہی مسئلہ کو علما کا ایک گروہ حرام اور

Marfat.com

دوسرا حلال کہنے لگا تو بادشاہ نہایت حیران اور ان کی بحثوں سے دل برداشتہ ہو گیا بادشاہ نے دوسروں کی باتوں پر صاد کرنے کی بجائے اپنی پسند ناپسند کو ایک اصول بنا لیا۔ صفدر حیات صفدر لکھتے ہیں:۔

"جو اصول و کلیات اسے پسند آ جاتے خواہ وہ مسلمانوں کے معتقدات کے موافق ہوتے یا مخالف' انہیں وہ بدل و جان قبول کر لیتا تھا اور جو باتیں اس کی نگاہ میں نہ جچتی تھیں ان کو وہ ترک کر دیتا تھا اس طرح اس نے ترک و اختیار' ردو بدل قبول کر کے ایک خاص شعور اور جداگانہ معرفت کو اپنا معیار بنا لیا اور عجیب طرح کے ہیولاتی اعتقادات نے اس کے ذہن پر غلبہ پا لیا"۔[۴۱]

اور پھر فرماتے ہیں:۔

"دربار میں مختلف مذاہب و مسالک کے جو گمراہ کن عناصر جمع ہو گئے تھے انہوں نے خوب ہی فائدہ اٹھایا اور دین کے معتقدات کو خلاف عقل ثابت کر کے اس کے ذہن کو انحراف کی طرف مائل کر دیا"۔[۴۲]

اکبر چونکہ ان پڑھ تھا اس لیے وہ از خود قرآن و حدیث کا مطالعہ نہ کر سکتا تھا بلکہ اپنے درباری علماء کے علوم پر صاد کرتا اور ان کی ذات کو اعلیٰ و ارفع سمجھتا تھا جب اس نے ان علماء کو دنیوی فائدے کے لیے ایک دوسرے کے خلاف صف آرا دیکھا تو نہ صرف ان علماء سے نفرت کرنے لگا بلکہ اسلاف کی عزت و توقیر اور فضل و کمال سے منکر ہو گیا۔ ملا عبدالقادر بدایونی فرماتے ہیں:۔

"اپنے عہد کے علماء کو امام غزالیؒ اور امام رازیؒ سے بہتر تصور کرتا تھا لیکن جب ان کے چھچھورے پن کو دیکھا تو حاضر پر غائب کو قیاس کیا اور سلف صالحین کا بھی منکر ہو گیا۔[۴۳]

ملا مبارک ابوالفضل اور فیضی کا اثر: اکبر بادشاہ پر سب سے زیادہ اثر انداز

Marfat.com

ہونے والے ملا مبارک اور اس کے بیٹے ابو الفضل و فیضی تھے مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں :۔

”تینوں باپ بیٹوں نے اپنے شخصی انتقام کا نشانہ ہندوستان کے اہل سنت کے مولویوں ہی کو نہیں بلکہ اسلام ہی کو بنا لیا۔ مقصد میں کامیاب ہونے کے بعد جس وقت اسلام کا ایوان اپنے متوسلین کے ساتھ جل رہا تھا۔ اس وقت ملا عبدالقادر کا بیان ہے کہ ابوالفضل کی زبان پر ہر تھوڑی دیر کے بعد حسب ذیل اشعار جاری ہو جاتے۔“

آتش بدست خویش و خرمن خویش
چوں خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش

”اپنے ہاتھ سے اپنے خرمن میں آگ لگائی ہے چونکہ خود آگ لگائی ہے اس لیے اپنے دشمن پر کیا روؤں“۔

کس دشمن من نیست منم دشمن خویش
اے وائی من و دست من دامن خویش

”میرا کوئی دشمن نہیں میں خود اپنا دشمن ہوں افسوس میرا دامن میرے ہاتھ میں ہے“۔

عجیب بات ہے کہ شخصی اغراض نے بہ تدریج کیسی سخت قومی اور مذہبی خطرہ کی صورت اختیار کر لی تھی۔ ۴۴

مناظر احسن گیلانی ہی تینوں باپ بیٹوں کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

”اس سلسلہ کا سب سے زیادہ ”سیاہ حلقہ“ وہ ہے جو اگرچہ علماء ہی کا فتنہ تھا لیکن شدت تاثر نے اکبری الحاد کا اس کو بڑا ذریعہ بنا دیا میری مراد ملا مبارک ناگوری اور ان کے شہرہ آفاق صاجزادوں سے ہے“۔ ۴۵

ملاں مبارک کا عقیدہ : سرولز لے ہیگ نے ملا مبارک کے عقیدہ کی کچھ اس طرح

Marfat.com

تشریح کی ہے "دراصل شیخ مبارک نے جس ہوشیاری سے محضر نامہ مرتب کیا تھا اس سے اس کا مقصد اکبر کو مختار کل بنانا تھا شیخ مبارک کے لیے یہ بات مشکل بھی نہ تھی وہ خود کسی ایک مذہب کا پیروکار نہ تھا"۔ سرولز لے ہیگ کے مطابق شیخ مبارک مختلف ادوار میں سنی، شیعہ، صوفی اور اس کے علاوہ خدا جانے کیا کیا رہ چکا تھا۔۴۶

"شیخ مبارک نے بادشاہ کے سامنے خلوت میں بیربر سے کہا کہ جس طرح تمہاری مذہبی کتابوں میں تحریفیں ہوتی ہیں ہمارے دین میں بھی اسی طرح بہت تحریفیں ہوئی ہیں جن کے باعث اب اس کا اعتماد نہیں رہا"۔۴۷

ابوالفضل کا عقیدہ: ابوالفضل کے بارے میں صفدر حیات صفدر صاحب رقمطراز ہیں:۔

کچھ ہی عرصہ کے بعد ان کے دن ایسے پھرے کہ شیخ ابو الفضل نے جلد ہی اپنی خدمات، زمانہ سازی، بددیانتی، مزاج شناسی اور خوشامد کے ذریعہ بادشاہ کا بہت زیادہ تقرب حاصل کر لیا۔۴۸

ابو الفضل خود گمراہ تھا اور اس نے اکبر بادشاہ کو گمراہی کی راہ پر ڈال دیا تھا۔ ابوالفضل مسلمانوں کا ذکر بڑی حقارت سے کرتا تھا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

"ابو الفضل اپنی تحریروں میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں کا ذکر کرتا ہے انہیں پیروان احمدی کیش کوتاہ بین گم گشتگان بیابان ضلالت، سادہ لوحان تقلید پرست، گرفتار زندان تقلید کے تحقیر آمیز کلمات سے یاد کرتا نیز اس نے عبادت اسلامی کے خلاف مسائل بھی لکھے"۔۴۹

درباری علماء سے چھیڑ چھاڑ اور بزرگ علماء کی توہین و تضحیک اس کا شعار بن چکا تھا۔ عہد مغلیہ مع دستاویزات کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:۔

"وہ (ابوالفضل) ان بداعتقادیوں کے بارے میں شیخ صدر قاضی حکیم الملک اور مخدوم الملک جیسے دیرینہ بوڑھوں کو بڑی جسارت سے چھیڑ چھاڑ کر بحثیں کیا کرتا تھا اور

Marfat.com

ان کی بے عزتی کرنے میں ذرہ برابر بھی نہیں جھجکتا تھا"۔۵۰۔

دوسرا اقتباس بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

"بحث مباحثے کے وقت اگر کوئی کسی مجتہد کا قول پیش کرتا تو وہ نہایت جسارت سے کہا کرتا تھا فلاں حلوائی، فلاں موچی اور فلاں چرم فروش کا قول ہمارے لیے حجت نہیں ہے غرض علماء کا انکار اور ان کی توہین اس کا مقبول مشغلہ تھا"۔۵۱۔

ملا مبارک اور ابوالفضل کے بعد فیضی کے بارے میں بھی چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:۔

فیضی کا عقیدہ: "ملا مبارک کے ایک بیٹے نے جو ابوالفضل کا شاگرد بھی تھا اسلامی عبادات کے متعلق اعتراض اور مسخرگی کے پیرایہ میں چند رسائل تصنیف کیے (شاہی جناب) میں ان کے ان رسالوں نے بڑی مقبولیت حاصل کی اور اس کی سرپرستی کا ذریعہ ہی رسالے بن گئے۔۵۲

مناظر احسن گیلانی دونوں بھائیوں کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"میری مراد ابوالفضل و فیضی سے ہے کہ اکبر کی سوء دماغی میں بہت بڑا دخل ان دو تعلیم یافتہ بھائیوں کا تھا"۔۵۳۔

محمد عبدالحکیم شاہ جہان پوری فرماتے ہیں:۔

"ظاہر ہے کہ اکبر کی گمراہی اور اسلام سے بدظنی میں جتنا حصہ ملا مبارک ناگوری اور اس کے فرزندوں ابوالفضل اور فیضی کا ہے اتنا کسی دوسرے کا نہیں ملا موصوف اور ان کے صاحبزادے تقلید شخصی سے آزاد اور محقق ہونے کے مدعی تھے جو گمراہی کا پیش خیمہ ہے۔ یہ حضرات محقق بننے کے شوق میں جہاں خود گم کردہ منزل ہوئے وہاں بادشاہ کو بھی گمراہی کے عمیق گڑھے میں دھکیل گئے۔۵۴۔

اکبر کی گمراہی میں روافض کا حصہ: اکبر کی گمراہی میں شیعہ علماء نے بھی بڑا حصہ

Marfat.com

لیا فیضی خود شیعہ تھا۔ صفدر حیات صفدر لکھتے ہیں:۔

"باقی رہا فیضی تو وہ شیعہ تھا۔ قاضی نور اللہ شستری کی فیضی کے ہاں آمد تھی۔ جبکہ شیخ عبدالحق محدثؒ فیضی کے عقائد کے باعث اس سے قطع تعلق کر چکے تھے۔ شیعی عالم سید علی نقی لکھنوی نے اپنی تالیف مقدمہ تفسیر القرآن میں شیعہ مفسرین کی جو فہرست دی اس میں فیضی کا نام بھی شامل ہے۔۵۵۔

علماء سوء نے ایسا ماحول پیدا کر دیا تھا جس نے اکبر کا سکون حرام کر دیا تھا۔ اکبر نے سکون کی خاطر علماء کو مختلف مقامات پر بھیج دیا تھا جس سے غیروں نے بڑا فائدہ حاصل کیا۔ صفدر حیات صفدر رقمطراز ہیں:۔

"اکبر نے جھگڑالو علماء کو مختلف مقامات پر بھیج دیا میدان خالی دیکھ کر شیعہ' ہندو' جینی' پارسی وغیرہ آ دھمکے اور اکبر کو خوب اکسایا حتیٰ کہ بادشاہ کا ذہن ان الجھاؤں کو نہ سمجھ سکا اس نے ان تمام اعتقادات کا ملغوبہ تیار کرایا جسے دین الٰہی کا نام دیا گیا۔۵۶۔

صوفیائے خام: علمائے سوء کے بعد صوفیائے خام نے بھی اسلام کو بہت نقصان پہنچایا وہ اپنے آپ کو شریعت مطہرہ سے ماورا سمجھتے تھے۔ دینی رخنوں اور مذہبی فتنوں کا ذمہ دار یہی گروہ تھا اس نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا یہ لوگ وحی الٰہی کی پیروی سے علی الاعلان انکار کرتے تھے جس پر بندوں کی ہدایت کا دارو مدار ہے ان کا دعویٰ تھا کہ خدائے سبوح و قدوس جل شانہ ان کے اندر حلول کیے ہوئے ہے اور ان کا خالق و مالک سے کلی اتحاد ہے اسی طرح وہ گویا مشرکیں ہند کے مزعومہ اوتاروں کی طرح بن بیٹھے تھے اور اسی نامعقول دعوے کے باعث شریعت مطہرہ کی پیروی اور وحی الٰہی کی ضرورت و احتیاج سے مستغنی ہوئے پھر رہے تھے۔ یہ اسلام سے روگردانی کرنے کی ایسی صورت تھی کہ اس سے بری شاید ہی اور کوئی صورت ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"اکثر خام صوفی اور بے سرو سامان ملحد اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اپنی گردنوں کو شریعت مطہرہ کی اطاعت سے باہر نکال لیں اور شرعی احکام کو عوام الناس ہی کے ساتھ مخصوص رکھیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ خواص صرف معرفت ہی کے مکلف ہیں جیسا کہ وہ اپنی جہالت کے باعث امیروں اور بادشاہوں کو عدل و انصاف کے سوا اور کسی چیز کا مکلف قرار نہیں دیتے اور وہ کہتے ہیں کہ احکام شرعیہ بجا لانے کے مقصد یہی ہوتا ہے کہ معرفت حاصل ہو جائے اور جب معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو شرعی تکلیفات ساقط ہو جاتی ہیں"۔۵۷

ہندوؤں اور ہندو رانیوں کے اثرات: ہندوؤں سے اچھے سلوک کا جذبہ اکبر میں ہندو عورتوں کی وجہ سے پیدا ہوا اکبر نے ہندو برہمنوں پروہتوں اور فلسفیوں کی باتیں سن کر ہندوؤں کے لیے قدیم روش سے ہٹ کر سوچنا شروع کر دیا اور ہندوؤں نے دربار میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کر لیا۔ چنانچہ اس کے دربار میں ہندوؤں کا اثر و رسوخ بڑھا کالپی کا ایک برہمن جس کا نام پریم داس تھا اور جس کو سب سے پہلے "کب رائے" یعنی ملک الشعراء کے خطاب سے سرفراز کیا گیا بعد میں وہی "بیربر بہادر" کے نام سے مشہور ہوا۔ بادشاہ کے مزاج میں بہت دخیل ہو گیا تھا بیربر کی سفارش پر ایک بڑا فلسفی برہمن جس کا نام دیوی تھا بادشاہ کے قرب سے معزز ہوا۔

ملا عبدالقادر بدایونی نے دیوی کے بارے میں لکھا ہے کہ :۔

ایک مدت تک دیوی پنڈت کو جو مہا بھارت سنانے والوں میں سے تھا چارپائی پر بٹھا کر اس مکان پر اوپر کی جانب کھینچ لیا جاتا تھا جس کو محل کے نزدیک بادشاہ نے اپنی خواب گاہ بنایا ہوا تھا۔ اس سے ہندومت کی خاص باتیں سنتا بت پرستی، آتش پرستی اور آفتاب پرستی کے طریقے سیکھتا اور تاروں کی تعظیم بادشاہوں کے ہندوانی اصول معلوم کرتا اور اکابر ہنود برہما، مہادیو، بشن، کشن اور مائی وغیرہ کے بارے میں سنتا اور ان کی

Marfat.com

جانب مائل ہوتا"۔۵۸

گوتھم نامی برہمن بھی بادشاہ سے بہت گھل مل گیا تھا ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ تر دین اکبری کے قائل انہی لوگوں کے عقائد و اعمال رسوم اور طریقوں کو جگہ ملی۔

ان لوگوں کے علاوہ اکبر کی ہندو بیویوں نے بھی اکبر کی گمراہی میں بہت اہم کردار ادا کیا اکبر جو شروع میں بہت نمازی اور مسلمان تھا اپنی ہندو رانیوں کے زیر اثر ہندو ازم کے اثرات زیادہ قبول کر لیے ۔۵۹

دین الٰہی : اکبر کے جب دینی نظریات میں فرق آ گیا اور اس پر بے دینی کا بھوت سوار ہوا اور دین الٰہی کا منصوبہ مکمل ہو گیا تو ملا مبارک اور اس کے بیٹوں کی مدد سے ایک محضرنامہ تیار کیا گیا جس کو ملا عبدالقادر بدایونی نے یوں نقل کیا ہے:۔

محضر نامہ : "ان امور کے درج کرنے سے یہ ہے کہ بادشاہ کے عدل و انصاف اور سرپرستی کی بدولت ہندوستان آج کل امن و امان کا مرکز بنا ہوا ہے اور اسی وجہ سے عوام و خواص خصوصاً" ان صاحب علم و فضل علماء کا بیان ان دنوں اجتماع ہو گیا ہے، جو نجات کی راہوں کے رہنما ہیں اور "وترالعلم درجات" قرآن کی آیت کے مصداق یہ لوگ عرب و عجم سے اس ملک میں تشریف لائے اور اسی کو اپنا وطن بنا لیا۔ اب جمہور علماء جو ہر قسم کے علوم میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں اور عقلی و نقلی فنون کے ماہر ہیں اور ایمان داری اور انتہائی دیانت اور راستبازی کے ساتھ موصوف ہیں قرآنی آیت اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم صحیح حدیثیں مثلاً" یہ کہ خدا کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ محبوب وہ امیر ہو گا جو عادل ہے اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی وہ جس نے امیر کی نافرمانی کی اس

Marfat.com

نے میری نافرمانی کی ان کے سوا اور دوسرے دلائل عقلی و نقلی کی بنیاد پر قرار دیتے ہیں اور فیصلہ صادر کرتے ہیں کہ خدا کے نزدیک سلطان عادل کا مرتبہ مجتہد کے مرتبہ سے زیادہ ہے اور حضرت سلطان اسلام کف الانام امیر المومنین ظل الہ علی العالمین ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی خدا اس کی حکومت کو ہمیشہ قائم رکھے سب سے زیادہ عدل والے اور علم والے ہیں اس بنیاد پر ایسے دینی مسائل میں جن میں مجتہدین باہم اختلاف رکھتے ہیں۔ اگر وہ اپنے ذہن ثاقب اور صائب رائے کی روشنی میں بنی آدم کی آسانیوں کے کسی ایک پہلو کو ترجیح دے کر اس کو مسلک قرار دیں تو ایسی صورت میں بادشاہ کا یہ فیصلہ متفق سمجھا جائے گا اور عام مخلوق رعایا و برایا کے لیے اس کی پابندی لازمی و لابدی ہو گی۔ اگر کوئی ایسی بات جو قطعی نص کے مخالف نہ ہو اور دنیا والوں کو اس سے مدد ملتی ہو بادشاہ اگر اس کے متعلق کوئی حکم صادر فرمائے تو اس کا ماننا لازم ہو گا اور اس کی مخالفت دینی اور دنیاوی بربادی اور اخروی مواخذہ کی مستوجب ہو گی۔٦٠

ملا مبارک اور اس کے بیٹوں کے تیار کردہ محضر نامہ میں بظاہر اسلام کے خلاف کوئی چیز نظر نہیں آتی کیونکہ قطعی نص کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ لیکن یہی محضر نامہ نئے دین کی بنیاد بنا۔ چنانچہ ۵۸۱ ھ میں بادشاہ نے نئے دین کا اعلان کر دیا اسے دین الٰہی یا توحید الٰہی کا نام دیا جاتا ہے۔ اس دین کو اختیار کرنے والے کو اکبر چیلا کہتا تھا ابوالفضل کے مطابق اکبر اتوار کو لوگوں کو مرید بناتا تھا۔ ہر مرید اپنے ماتھے پر تلک لگاتا اور پگڑی اس کے سر پر رکھ دیتا تھا پھر ایک تمغہ دے دیتا جس پر اللہ اکبر لکھا ہوتا تھا ابو الفضل نے آئین اکبری میں وہ اصول بتائے ہیں جن پر چیلوں کو عمل پیرا ہونا پڑتا تھا۔ ہر چیلہ نیا دین قبول کرنے سے پہلے ایک تحریر لکھ کر دیتا۔٦١

چیلوں کا عہد: ملا عبد القادر بدایونی اس تحریر کو یوں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

"میں فلاں بن فلاں ہوں اپنی خواہش و رغبت اور دلی شوق کے ساتھ دین اسلام مجازی و تقلیدی سے جس کے متعلق میں نے اپنے باپ دادا سے سنا اور جس پر انہیں عامل پایا بیزاری کا اظہار کرتا ہوں مزید براں میں اخلاص کے چاروں مراتب ترک مال و جان و ناموس و دین طے کر کے اکبر کے دین الٰہی میں داخل ہوتا ہوں"۔ ۶۲۔

دین الٰہی کی وجہ سے غربت اسلام اس حد تک پہنچ گئی کہ دین اسلام کا نام تک مٹا دیا گیا جو صورت حال پیدا ہوئی وہ یوں ہے۔

بادشاہ کے عقائد: حکم دیا گیا کہ کلمہ لا الہ الا للہ اکبر خلیفتہ اللہ کا مکلف ٹھہرایا جائے۔ ۶۳

عبادت میں بجائے توحید کے شرک کا عمل دخل ہو گیا۔ بادشاہ کی عبادت گزاری کچھ اس قسم کی ہو گئی تھی۔

سورج کی عبادت کرنے کے لیے روزانہ چار وقت مقرر تھے۔ صبح، شام، دوپہر اور آدھی رات کو (بادشاہ) ضرور عبادت کرتے اور سورج کے ایک ہزار ایک ناموں کا وظیفہ کرتے یعنی سورج کی جانب حضور قلب سے متوجہ ہو کر پڑھا کرتے اور اپنے دونوں کانوں کو پکڑ کر بادشاہ ایک چکر کھاتا اور اپنے کانوں پر مکہ مارتا اور اسی قسم کی بہت سی حرکتیں کرتے اور بادشاہ قشقہ بھی لگاتے تھے آدھی رات کو اور طلوع آفتاب کے وقت نقارہ بجایا جاتا تھا۔ ۶۴۔

اسی طرح آگ پانی درخت اور تمام مظاہر فطرت حتیٰ کہ گائے اور گائے کے گوبر تک کو پوجتا تھا اور قشقہ اور زنار سے اپنے بدن کو آراستہ کرتا اور آفتاب، کو مسخر کرنے کی دعائیں جس کی تعلیم ہندوؤں نے دی تھی ورد کے طور پر آدھی رات کو اور طلوع آفتاب کے وقت پر پڑھا کرتا۔ ۶۵۔

بادشاہ کے لیے سجدہ کرنا تجویز کیا گیا اور اس کا نام زمین بوس رکھا اور بادشاہ کا

Marfat.com

ادب ملحوظ رکھنا فرض عین قرار دیا گیا وہ بادشاہ کے چہرے کو مرادوں کا کعبہ اور حاجتوں کا قبلہ جانتے تھے اور بعض کمزور روایات نیز مشائخ ہند کے بعض مریدوں کے عمل سے بادشاہ کو سجدہ کرنے کی اس بات کو ثابت کرتے تھے۔۶۶

"نماز روزہ اور جملہ نبویؐ تعلیمات کو تقلیدات کا نام دیا گیا یعنی سب نامعقول ہیں اور کہا کہ دین الٰہی کا مدار عقل پر ہے نہ کہ نقل پر"۔۶۷

"بادشاہ اسلام کی ضد میں جو حکم دیگر مذاہب والے کرتے اسے نص قاطع شمار کرتا تھا اس کے برعکس ملت اسلامیہ کے دین برحق کو نامعقول' جدید اور عرب کے غریبوں کا تخلیق کیا ہوا مانتا تھا۔۶۸

"سود اور جوا حلال کر دیا گیا تھا اسی پر دوسری حرام چیزوں کو قیاس کر لینا چاہیے ایک جوا خانہ خاص دربار میں بنایا گیا تھا اور جواریوں کو شاہی خزانہ سے سودی قرض دیا جاتا تھا۔۶۹

شراب کی حلت کے بعد دین الٰہی میں سب سے زیادہ زور جس چیز پر دیا جاتا تھا وہ ریش تراشی کا تھا۔ ملا صاحب کا بیان ہے کہ ابتدا" داڑھی منڈانے کا خیال "دختران راجھانی عظیم" کی بدولت پیدا ہوا۔ اس کے بعد پھر کیا تھا اس خیال کی تائید میں عقلی و نقلی دونوں قسم کے دلائل کا دریا بہا دیا گیا عقلی دلائل میں دلچسپ دلیل تو یہ تھی۔

داڑھی کے بال پانی خصیوں سے حاصل کرتے ہیں لہٰذا کوئی مخنث داڑھی نہیں رکھتا پھر اس کے رکھنے میں کیا ثواب ہو سکتا ہے۔۷۰

غسل جنابت کو منسوخ کر دیا گیا اور اسے غیر ضروری قرار دے دیا گیا ملا صاحب فرماتے کہ:۔

(ترجمہ) ناپاکی کی وجہ سے غسل کے فرض ہونے کو بالکل منسوخ کر دیا گیا اس لیے کہ نیک لوگوں کی پیدائش کا تخم (منی) ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ پہلے غسل کرے

Marfat.com

پھر جماع کرے ۷۱۔

اکبر نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی انکار کر دیا تھا اذان پر پابندی تھی ۱۲ سال کے بعد اگر کوئی چاہے تو ختنہ کرا سکتا تھا زبردستی نہ تھی۔ ۱۲ سال سے کم عمر کا لڑکا اور ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکی کی شادی نہ ہو سکتی تھی اکبر نے احمد محمود اور محمد جیسے نام رکھنے پر ناراضگی کا اظہار شروع کر دیا۔ جن سکوں پر کبھی کلمہ طیبہ لکھا ہوتا تھا ان پر رام اور سیتا کی مورتیاں بننے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت کا اظہار بھی اکبر کبھی کبھی کرتا رہتا تھا ۷۲۔

"قرآن کو مخلوق قرار دے دیا وحی کو امر محال کہا۔ نبوت اور امامت کے بارے میں شکوک پیدا کیے جن فرشتے اور دوسرے تمام امور غیبی معجزوں اور کرامتوں کا انکار کر دیا گیا قرآن کے تواتر ہونے پر بھی اعتراضات کیے مرنے کے بعد بقائے ارواح اور عذاب ثواب کو صرف تناسخ پر منحصر کر دیا ۷۳۔

ان امور کے علاوہ تجہیز و تکفین شادی بیاہ پردہ ختنہ ہجرت کے سلسلہ میں اکبر نے ملحدانہ اور مشرکانہ رویہ اختیار کیا مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب نے سچ فرمایا تھا کہ اکبر کی بدعات ایک دو ہوں تو ذکر کیا جائے اس نے تو ابتدائے زندگی سے آخر زندگی تک سارے قوانین الٹ پلٹ کر کے رکھ دیے تھے ۷۴۔

اکبر گائے کا گوشت لہسن اور پیاز کھانے اور داڑھی رکھنے سے احتراز کرتا تھا اور اپنی مجلس میں ہندوؤں کی رسومات کی پابندی کیا کرتا تھا کتے اور سور کو نہ صرف پاک قرار دے دیا گیا بلکہ شاہی محل کے نیچے انہیں جگہ دی گئی۔ بادشاہ خود ان کا دیدار قابل سعادت سمجھتا تھا۔ جمعہ کو نماز صرف اس لیے ہوتی کہ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ عربی پڑھنا عیب تھا فقہ حدیث اور تفسیر پڑھنے پر لعن طعن ہوتا تھا۔ عربی سے ث ح ع ص ض ط ظ نکال دیے گئے اور احدی کو اہدی اور عبداللہ کو ابداللہ لکھا

Marfat.com

جانے لگا۔۷۵۔

دین الٰہی کے نتائج: حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے رسالے اثبات النبوۃ کے مطالعہ سے حسب ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں:۔

۱۔ اصلی نبوت پر شک و شبہ پیدا کر کے اکبر کی نبوت کے لیے کوشش کی گئی۔

۲۔ شرائع کی پیروی کرنے والوں اور رسولوں پر یقین رکھنے والوں کو سخت ایذائیں دی گئیں اور بہت سے علماء کو قتل کیا گیا۔

۳۔ اکبر کی مجلس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک کی تصریح ترک کر دی گئی اہل قلم لوگ اپنی کتابوں سے نعت خارج کرنے لگے۔

۴۔ جس شخص کا نام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک پر رکھا گیا وہ بدل دیا گیا۔

۵۔ گائے کا ذبح کرنا قانوناً" ممنوع قرار دیا گیا۔

۶۔ مسجدوں کو منہدم اور ویران کیا گیا۔

۷۔ کافروں کی عبادت گاہوں اور ان کی عبادت کے طریقوں کی تعظیم کی گئی۔ ان کے تہواروں کی بھی تعظیم کی گئی۔

۸۔ مقبروں کو توڑا گیا۔

۹۔ کفار کی دینی کتابوں کو فارسی میں منتقل کیا گیا تاکہ اسلام کے آثار مٹا دیے جائیں۔

۱۰۔ لوگوں کے عقائد کی جانچ پڑتال کی تو معلوم ہوا کہ حکمائے ہند اور کتب فلسفہ کی طرف شغف بڑھ گیا ہے اور دین اسلام کو پس پشت ڈال دیا گیا۔۷۶۔

ان حالات میں جو اثرات عوام الناس پر مرتب تھے ان کے بارے میں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

Marfat.com

"اسلام کی غربت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر لعن طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور ہر کوچہ و بازار میں نڈر ہو کر کفر کے احکام جاری کرتے ہیں اور اہل کفر کی تعریف کرتے ہیں اور مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے رکے ہوئے ہیں اور شرائع کے بجالانے میں مذموم اور مطعون ہیں"۔۷۷

چھپائے رخ کو پری دیو ناز کرے
حواس و ہوش یہ سن کر میرے بجا نہ رہے

رسومات کے بارے میں مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

"مسلمان باوجود ایمان کے اہل کفر کی رسموں کو بجالاتے ہیں اور ان کے ایام کی تعظیم کرتے ہیں"۔۷۸

مسلمان عورتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

اپنے انتہائی جہل کی وجہ سے اکثر عورتیں اس حرام و ممنوع استمداد میں مبتلا ہیں اور ان وہمی دیوتاؤں سے (جن کے نام تو ہیں لیکن مسمی نہیں ہیں) بلاؤں کو ٹلانے کی درخواست کرتی ہیں اور شرک و اہل شرک کی رسموں کو بجالاتی ہیں۔۷۹

اہل ہنود کی رسوم میں مسلمان سرگرم حصہ لینے لگے تھے اس بارے میں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"اہل اسلام کے جہلا دوالی کے دنوں میں خصوصا" عورتیں اہل کفر کی رسمیں ادا کرتی ہیں اور اس کو تہوار مناتی ہیں۔۸۰

العیاذ باللہ آخر وہ منحوس دن بھی سامنے آگیا جب حالت یہاں تک پہنچ گئی۔ ارکان دین کے ہر رکن اور اسلامی عقائد کے ہر عقیدہ کے متعلق خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے مثلا" نبوت مسئلہ کلام دیدار الٰہی انسان کا مکلف ہونا عالم کی تکوین حشر نشر وغیرہ کے متعلق تمسخر اور ٹھٹھے کے ساتھ طرح طرح کے شبہات و

Marfat.com

شکوک پیدا کیے جانے لگے۔۸۱۔

نوبت بہ ایں جا رسید : عبدالحکیمؒ خان اختر شاہ جہاں پوری ان حالات کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"اسلام اور مسلمانوں پر جو کچھ اکبری دور میں گزر رہی تھی اس کے تصور ہی سے ایک درد مند اور صاحب ہوش و حواس انسان خون کے آنسو بہانے پر مجبور ہو جاتا ہے ملت اسلامیہ کے درمندوں اور اسلام کے بہی خواہوں کے سینے حالات کی اس ستم ظریفی کو دیکھ کر پھٹ رہے تھے وہ خون کے گھونٹ پیتے اور کلیجہ مسوس کر رہ جاتے تھے کس کی پیش نہیں جا رہی تھی ذرا بولے تو سامنے موت کا اژدھا منہ کھولے ہوئے نگلنے کے لیے تیار کھڑا تھا جو بولے وہ قتل کروا دیے گئے۔ یا جلا وطن کیے گئے پورے ملک کی فضائیں گوشہ گوشہ اور ذرہ ذرہ اس مرد مجاہد کا منتظر تھا جو ایسے نامساعد حالات میں آکر گمراہی کے بپھرے ہوئے سیلاب کا رخ پھیرا کرتا ہے جو اصلاح شرع میں دین و ملت کا "مجدد" کہلاتا ہے آخر انتظار کی گھڑیاں تمام ہوئیں اور محمدؒ کھار کا ایک شیر سرہند نامی قصبہ سے برآمد ہوتا ہے حالات کا بغور جائزہ لیتا ہے جگر خراش حالات پر خون کے آنسو روتا دوسروں کو رولاتا بلبلاتا اور آہیں بھرتا ہوا نظر آتا ہے"۔۸۲۔

Marfat.com

باب چہارم

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عظیم تجدیدی کارنامے

مجدد الف ثانیؒ کا تقرر

الف : اکبری دور میں جو حالات پیدا ہو گئے تھے اس کی اصلاح کا بندوبست اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرما دیا اور اصلاح احوال کے لیے اپنا ایک بندہ مقرر فرما دیا۔نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے۔

اس تیرہ و تار دور میں اصلاح احوال کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا جو اپنے وقت کے متجر عالم اور حق پرست شیخ طریقت تھے۔ مجدد اعظم امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ تھے جو مجدد الف ثانیؒ کے لقب سے ملقب ہوئے اور ہر قسم کی بدعات و منکرات اور الحاد و لادینیت کے لیے شمشیر قاطع ثابت ہوئے آپ کے مساعی جمیلہ نے اسلام کو برصغیر پاک و ہند میں صحیح مقام دلایا۔ یہ خاموش انقلاب کوئی آسان کام نہ تھا۔۸۳

پروفیسر محمد اسلم کا بیان : پروفیسر محمد اسلم دہلوی فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے اس تیرہ و تار دور میں اصلاح احوال کے لیے حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتخب فرمایا۔ ان دونوں بزرگوں نے امراء کی ایک جماعت کو جسے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ "جرگہ ممدان دولت اسلامیہ" کے نام سے پکارتے تھے۔ بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنے اور ترویج و اشاعت شریعت کے لیے رغبت دلائی۔۸۴

نکولس مینوکی کا بیان : انگریز نکولس مینوکی لکھتے ہیں :۔

Marfat.com

حضرت مجددؒ نے جس سیاسی گھٹن اور جاہ و جلال اقتدار کے ہوتے شاہان وقت پر تنقید کی وہ انہیں کا حصہ تھا۔ اس نازک دور میں حکومت یا سربراہان حکومت پر تنقید کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا آج آسان ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں پر تختہ دار پر چڑھا دیا جاتا تھا۔ بلکہ اکبر کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ اپنے مخالفین کو اپنے ہاتھ سے زہر دے کر تڑپا تڑپا کر مار دیا کرتا۔ ۸۵

امور تجدید: حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا تجدیدی کارنامہ میں جن امور کی طرف توجہ دی وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ حکمرانوں کی اصلاح: حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں پر اثرانداز ہونے کی پوری کوشش کی جو بادشاہ کے مقربین میں شامل تھے آپ نے ان کو اصلاح احوال کے لیے بذریعہ مکتوبات تاکید کی۔

محمد عبدالحکیمؒ اختر شاہ جہان پوری کی کتاب تجلیات امام ربانی کا پہلا اقتباس: مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں:۔

چالیس سال کا زمانہ آپؒ نے دور اکبری میں گزارا حضرتؒ کی عمر کا یہ حصہ زیادہ تر علوم ظاہری و باطنی اور کمالات باطنی کے حصول میں صرف ہوا۔ جوانی کے ایام میں آپؒ اکبر آباد (آگرہ) تشریف لائے جہاں دربار کے ان دونوں عالموں ابوالفضل و فیضی سے آپؒ کی خوب خوب ملاقاتیں رہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس ارادہ کا ظہور بعد کو ہوا اس کا تخم ان ہی ملاقاتوں کے سلسلہ میں پیدا ہوا۔ ابوالفضل و فیضی آپؒ کی غیر معمولی ذہانت و ذکاوت سے بہت متاثر تھے۔ بلکہ مشہور تو یہاں تک ہے کہ "سواطع الالہام" جو فیضی کی مشہور بے نقط تفسیر ہے اس میں حضرتؒ کی بھی امداد شریک تھی۔ فیضی کو حیرت ہو گئی جب ایک صنعت میں جس کا وہ ملتزم تھا مضمون گرفت میں نہیں آ

Marfat.com

رہا تھا۔ اس نے حضرتؒ سے ذکر کیا کہا جاتا ہے کہ برداشتہ قلم آپؒ نے اسی صنعت بے نقط میں پوری عبارت لکھ دی۔ ان ہی دنوں کا ایک مشہور واقعہ یہ بھی ہے کہ عید کے چاند میں اختلاف ہو رہا تھا۔ شرعی ثبوت سے پہلے ہی اکبر نے عید کا اعلان کر کے لوگوں کے روزے تڑوا دیے اسی دن حضرتؒ ابوالفضل سے ملنے آئے۔ پوچھنے پر ابوالفضل کو معلوم ہوا کہ حضرتؒ تو روزے سے ہیں۔ اس نے وجہ دریافت کی آپؒ نے فرمایا چاند کے متعلق اب تک شرعی شہادت فراہم نہیں ہوئی۔ ابوالفضل نے کہا بادشاہ نے تو حکم دے دیا ہے اب کیا عذر ہے بے ساختہ آپؒ کے منہ سے اس وقت یہ جملہ نکلا۔ "بادشاہ بے دین ست اعتبار ندارد"۔۸۶

دوسرا اقتباس: گیلانی صاحب کا ہی ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں :۔

ابوالفضل اور فیضی کی صحبت آگرہ میں آپؒ کے لیے بہت مفید ثابت ہوئی ان لوگوں سے آپؒ کا فتنہ کے اسباب اور ان موثرات کے سمجھنے کا خوب موقعہ ملا۔ جس نے بادشاہ اور اس کی حکومت کو اس نقطہ تک پہنچا دیا تھا اور غالباً" وہیں آپؒ نے ان حربوں کا پتہ چلا لیا جن کی راہوں سے یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر رہے تھے۔بتدریج آپؒ نے ان حربوں سے اپنے کو مسلح کیا۔۸۷

مورخین حیران ہیں کہ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے امراء دربار مغلیہ سے راہ و رسم کیسے پیدا کی۔ اور اکبری تھیلی کے چٹے بٹے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے کیسے کام آ گئے۔ مناظر احسن گیلانی اپنی حیرانی کو یوں بیان کرتے ہیں۔

"افسوس ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی جدوجہد کی کوئی مکمل بلکہ غیر مکمل تاریخ موجود نہیں۔ جس سے اس سلسلہ کے واقعات کی پوری ترتیب معلوم ہو سکے۔ خود حضرتؒ ہی کے مکتوبات سے بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپؒ نے بہت سے ارکان سلطنت اور عمائد حکومت سے خاص رابطہ پیدا کیا بلکہ زیادہ صحیح لفظوں میں ان

Marfat.com

کو اپنا گرویدہ بلکہ غلام بنا لیا۔ لیکن یہ کیوں کر ہوا؟ اور ایک فقیر بے نوا نے کس طرح اس میں کامیابی حاصل کی۔ اس کی تفصیلات افسوس ہے کہ بالکل نہیں تھیں۔ ۸۸

محمد عبدالحکیم رح خاں اختر کا بیان: مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے بادشاہ کے مقربین، مریدین اور معتقدین کے ذریعے بادشاہ کو راہ راست پر لانے کی سعی کی۔ محمد عبدالحکیم رح اختر صاحب رقمطراز ہیں:۔

اکبر بادشاہ کی بے راہ روی اور اسلام دشمنی اپنے عروج کو چھو رہی تھی۔ یہ صورت حال اسلام کے ہر بہی خواہ کو تڑپانے اور خون کے آنسو رلانے والی تھی۔ فاروقی مجدد رح کی رگوں کا خون کھول رہا تھا اور صورت سیماب مضطرب تھے اس نازک مرحلے پر آپ نے بادشاہ کے مقربین اور مریدین و معتقدین یعنی خان خاناں، خان اعظم، سید صدر جہاں اور شیخ فرید وغیرہ کے ذریعے بادشاہ کو راہ راست پر لانے کا فریضہ ادا کیا۔ ۸۹

اظہار تاسف: حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اظہار تاسف فرما رہے ہیں:۔

افسوس ہزار افسوس بادشاہ (اکبر) مسلمان ہے لیکن ہم غریب اسلامیان ہند اس کمزوری اور خرابی میں پڑے ہوئے ہیں۔ سلاطین کے جاہ و جلال سے اسلام کے چہرے پر رونق آ جاتی ہے۔ علماء کرام و صوفیائے عظام کا اعزاز و اکرام ہوتا تھا اور وہ ان حضرات کی مدد سے شرعی احکام نافذ کرتے تھے۔ ۹۰

اصلاح احوال کی تیاری: اکبر بادشاہ نے جب دین الٰہی کا اعلان کیا اس وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی۔ اپنے ظاہری و باطنی علوم کے حصول میں مصروف رہنے کی وجہ سے مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ دین الٰہی پر کاری ضرب نہ لگا سکے اور صرف تیاری میں مصروف رہے۔ چنانچہ اکبر کی وفات کے بعد جب جہانگیر تخت پر بیٹھا تو آپ نے

Marfat.com

دین الٰہی کے خلاف پوری شدت سے آواز بلند کی۔

شہزادہ سلیم نور الدین جہانگیر کے نام سے تخت نشین ہوا۔ جہانگیر کو دین الٰہی کی قباحتیں وراثت میں ملیں اگرچہ وہ اس عقیدہ کا قائل تھا کہ ہندوؤں کا روپ دھارے بغیر بھی ہندوؤں کو خوش کیا جا سکتا ہے۔۔۹۱

بادشاہ کی درستگی کی جدوجہد : بادشاہ جہانگیر بھی دین الٰہی کی بدعات و منکرات کو جاری رکھے ہوئے تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمانروا کی تبدیلی کے ساتھ ہی اپنی جدوجہد میں اضافہ کر دیا۔ لالہ بیگ جہانگیری دربار کے امیر تھے ان کے نام اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"بادشاہت کے شروع ہی میں اگر مسلمانی کا رواج ہو گیا اور مسلمانوں کا کھویا ہوا اعتبار حاصل ہو گیا تو کیا کہنے لیکن العیاذ باللہ اگر اس میں کچھ رکاوٹ یا تاخیر ہوئی تو مسلمانوں کا کام سخت دشواری میں پڑ جائے گا فریاد فریاد فریاد"۔۔۹۲

لاہور کے گورنر جناب شیخ فرید بخاریؒ جو جہانگیر کے خاص معتمد تھے کو اس مہم پر یوں آمادہ کرتے ہیں :۔

"جناب کی بزرگ ذات سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ آپ کو کلمہ حق کہنے کی استطاعت ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو بادشاہ کا قرب بھی مرحمت فرمایا ہے تو خلوت اور جلوت میں شریعت محمدیؐ (ان پر اور ان کی آل پر افضل درود اور اکمل سلام ہوں) کی ترویج کے لیے سعی فرمائی جائے گی اور مسلمانوں کو اس ذلت و خواری سے نکالا جائے گا۔۔۹۳

ایک اور مکتوب میں خان جہان کو بادشاہ کو راہ راست پر لانے کے لیے راغب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

یہی نوکری جو تم کرتے ہو اگر اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے

Marfat.com

زندہ کرنے کا ذریعہ بناؤ۔ تو تم نے گویا پیغمبروں کا کام کیا دین متین کو روشن کرو گے اور آباد کرو گے ہم فقیر لوگ اگر اپنی جان بھی لگا دیں جب بھی آپ جیسے شاہ بازوں کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔۔ ۹۴

شیخ فریدؒ کو ہی ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

بادشاہ کی درستگی سے عالم کی درستگی ہے اور بادشاہ کے فساد سے عالم کا فساد آپ جانتے ہیں کہ زمانہ ماضی (یعنی عہد اکبری) میں دین اسلام پر کیا کچھ نہیں گزرا۔ زمانہ سابق میں جبکہ اسلام کی غربت حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ اہل اسلام کی بدحالی اس سے آگے نہیں بڑھی تھی کہ مسلمان اپنے دین پر رہیں اور کافر اپنے طریقہ پر جیسا کہ آیت کریمہ لکم دینکم ولی دین سے ظاہر ہے لیکن زمانہ ماضی (عہد اکبری) میں تو یہ حال ہوا کہ کفار تو برملا پورے غلبہ کے ساتھ دارالسلام میں احکام کفر جاری کرتے تھے اور مسلمان احکام اسلام ظاہر کرنے سے عاجز و قاصر تھے اور اگر ظاہر کرتے تھے تو قتل کیے جاتے تھے۔

پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:۔

علماء سوء جن کا کام دنیا کمانا ہے ان کی صحبت قاتل زہر ہے اور ان کا فساد بھی متعدی ہے۔۔ ۹۵

خان اعظم کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہیں:۔

"آپ پوری کوشش کریں کہ اہل کفر کی جو موٹی موٹی باتیں مسلمانوں میں پھیل چکی ہیں انہیں نیست و نابود کر دیا جائے اور اہل اسلام خلاف شرع امور سے محفوظ و مامون ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے"۔۔ ۹۶

ب): کفار اور بدعقیدہ افراد سے نفرت کی تلقین: حضرت مجدد الف ثانی

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کی دلی خواہش ہے کہ وہ مشرکین اور کفار کو ذلیل ہوتے دیکھیں جناب مرتضٰی علی خان کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں:۔

"ہر شخص کے دل میں کوئی نہ کوئی خواہش ضرور ہوتی ہے جبکہ اس فقیر کی دلی خواہش یہ ہے کہ اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمنوں پر سختی کی جائے ان کی اہانت کی جائے اور ان کے جھوٹے خداؤں کو ذلیل و خوار کیا جائے۔ فقیر کا اس بات پر کامل یقین ہے کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک اس سے پسندیدہ اور پیارا عمل اور کوئی نہیں ہے بایں وجہ آپ کو بار بار اس محبوب عمل کی ترغیب دی جاتی رہی ہے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچانا میرے نزدیک نہایت ضروری ہے۔ چونکہ آپ بذات خود وہاں تشریف لے گئے ہیں اور اس گندے مقام اور وہاں کے باشندوں کی تحقیر و اہانت کے لیے آپ کا تقرر ہوا ہے۔ لہٰذا پہلے تو اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ کیونکہ کتنے ہی لوگ اس جگہ کی اور وہاں کے باشندوں کی تعظیم و توقیر کے لیے وہاں جاتے اللہ تعالٰی کا احسان ہے کہ اس مصیبت سے اس نے ہمیں محفوظ رکھا ہے۔ اس نعمت عظمٰی کا شکر ادا کرنے کے بعد ان بدبختوں اور ان کے جھوٹے خداؤں کی توہین و تذلیل میں پوری طرح کوشاں رہنا چاہیے اور ان کی بربادی کے لیے ظاہر و باطن میں جہاں تک ممکن ہو کوشش کرنی چاہیے۔۔ ۹۷

اپنے ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"فقیر کی نظر میں حق سبحانہ تعالٰی کی رضا مندی حاصل کرنے میں اس کے دشمنوں سے بیزار رہنے کے برابر کوئی عمل نہیں۔ اس بیزاری کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالٰی کو کفر اور کافروں سے عداوت ہے"۔۔ ۹۸

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالٰی نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام کو جو خلق عظیم سے متصف ہیں

Marfat.com

کفار سے جہاد کرنے اور ان پر سختی فرمانے کا حکم دیا تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ کفار پر سختی کرنا خلق عظیم میں داخل ہے۔ پس اسلام کی عزت کرنے سے ان کی خواہ مخواہ تعظیم کرنا اور انہیں اونچی جگہ بٹھانا ہی مراد نہیں بلکہ انہیں اپنی مجالس میں جگہ دینا ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اور ان سے گفتگو کرنا بھی اعزاز میں شامل ہے۔ انہیں کتوں کی طرح دور رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی دنیاوی غرض یا کام ان کے سوا کسی سے حاصل نہ ہو سکے تو انہیں بے قدر جانتے ہوئے بقدر ضرورت ان سے معاملہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اسلامی کمال تو یہ ہے کہ دنیاوی اغراض کے لیے بھی ان سے رابطہ قائم نہ کیا جائے اور کسی طرح ان سے میل جول نہ رکھا جائے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہیں اپنا اور اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن قرار دیا ہے۔ پس اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں سے میل جول اور محبت و الفت رکھنا بہت بڑی خطاؤں میں شامل ہے۔ دشمنان حق سے انس و محبت رکھنے کا کم سے کم ضرر یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے جاری کرنے اور نشانات کفر مٹانے کی قوت مغلوب اور کمزور ہو جاتی ہے۔ علاقہ و دشمنی ایسا کرنے سے مانع ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ خدا کے دشمنوں کی محبت اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھنے کی جانب کھینچ کر لے جاتی ہے اور اس کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام سے دشمنی رکھنے کا سبب بن جاتی ہے۔ انسان تو یہی گمان کرتا رہتا ہے کہ وہ زمرہ اہل اسلام سے ہے اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کے اس کرتوت کی چنگاریوں نے اس کے خرمن دین و ایمان کو خاکستر کر دیا ہے"۔۹۹

پھر فرمایا:۔

ان نالائقوں کا یہی کام ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ قابو پائیں تو مسلمانوں کو ہلاک کر دیں یا سارے مسلمانوں کو

Marfat.com

موت کے گھاٹ اتار دیں یا کفر کی جانب پھیر کر لے جائیں۔ پس مسلمانوں کو بھی ایمانی غیرت سے کام لینا چاہیے کیونکہ ایمان باحیا بننے کا تقاضا کرتا ہے۔ پس ملی غیرت کا پاس ضروری ہے۔ لہٰذا ہمیشہ کفار کی ذلت و خواری کے درپے رہنا چاہیے۔ ہندوستان میں اہل کفر سے جزیہ کا موقوف ہونا یہاں کے حکمرانوں کے ساتھ دوستی کی بدبختی کے باعث ہے حالانکہ کفار سے جزیہ لینے کا اصلی مقصد کفر اور کافروں کی ذلت و خواری ہے"۔ ۱۰۰

کفار سے تعلقات رکھنے کے بارے میں سرمایہ ملت کے نگہبان نے یوں فرمایا ہے:۔

"کفار جو کہ اللہ عزوجل کے اور اس کے رسول علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے دشمن ہیں دشمنی رکھنی چاہیے اور ان کو ذلیل و خوار رکھنے میں کوشاں رہنا چاہیے۔ اور کسی بھی وجہ سے انہیں عزت کا مقام نہیں دینا چاہیے اور ان بدنصیبوں کو اپنی مجلس میں بلانا چاہیے اور ان سے انس نہ رکھا جائے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آنا چاہیے اور ان تک جہاں ممکن ہو کسی کام میں ان کی جانب رجوع نہ کیا جائے اگر ایسی ضرورت پڑ جائے کہ اس کے سوا چارہ نہ ہو تو قضائے حاجت کی طرح نفرت اور مجبوری کے ساتھ اپنی ضرورت کر لی جائے"۔ ۱۰۱

ج) اہل سنت پر شیعیت کے اثرات اور ان کا تحفظ : اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ہی روافض نے اپنا اثر و رسوخ قائم کر لیا تھا۔ اکبر کا اتالیق بیرم خان مذہباً شیعہ تھا۔ اس نے اپنا ہم مذہب صدر الصدور مقرر کر دیا۔

صفدر حیات صفدر لکھتے ہیں :۔

" بیرم خان نے ایک غلطی یہ کی کہ سنی اکثریتی آبادی کے مفاد کا خیال نہ کیا اور مذہب شیعہ کا پیروکار شیخ گدائی کو صدر الصدور مقرر کر دیا اسے بادشاہ کو سلام کرنے

Marfat.com

سے بھی مستثنیٰ قرار دیا گیا اسے دوسرے علماء پر تفوق حاصل تھا۔ سرکاری فیصلوں اور فرامین کے اجراء کے سلسلہ میں اس کی رائے کا احترام کیا جاتا تھا۔۱۰۲

ایک صاحب ملا محمد یزد بھی تھے وہ اپنے عقائد کے مطابق خلفاء ثلاثہ کے خلاف طنز و طعن کر کے اور عموماً صحابہ تابعین تبع تابعین صلحائے سلف و علمائے خلف سب کو کافر بتاتا اور بادشاہ کی نظر میں اہل سنت و جماعت کا درجہ گھٹانے کی فکر میں لگا رہتا تھا۔۱۰۳

اکبر بادشاہ کی وفات کے بعد جہانگیر تخت پر بیٹھا تو وہ بھی انہی لوگوں میں گھرا ہوا تھا۔ بادشاہ جہانگیر کی اپنی زبانی سنیے:۔

اب میری ساری بادشاہی اسی سلسلہ (نور جہاں اور اس کے گھر والوں) کے ہاتھ میں ہے اس کا باپ دیوان کل ہے اور بیٹا نور جہاں کا بھائی آصف خان وکیل مطلق ہے اور بیٹی (خود نور جہاں) ہمراز و ہم صحبت۔۱۰۴

جبکہ تاج و تخت پر اس طرح شیعیت کا قبضہ تھا۔ یہ تینوں شیعہ عقیدہ کے پیرو کار تھے اور اس کی ترویج کے لیے ہمہ تن مصروف۔ کوئی وجہ نہ تھی الناس علی دین ملوکھم کے فطری اور طبعی اصول پر عوام میں شیعیت کے جراثیم نہ پھیلتے۔ چنانچہ شیعی خیالات عوام سینوں میں بھی سرایت کرنے لگے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت مطلقہ کا عقیدہ اور صحابہ کرام کے آپ سے اختلاف ہوئے ان کی طرف سے بغض و عداوت اور اس قسم کی شیعیت کے دوسرے مبادی بھی وبائے عام کی طرح سینوں میں پھیلنے لگے۔

صحابہ کرامؓ کا دفاع: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ آپ نے بالمشافہ مناظر اور مباحثے کیے جن میں ان کو شکست فاش دی آپ کے اس اقدام نے شیعیت کی ترقی کو بڑی حد تک روک دیا اور اسی ایک ضرب نے اس کی

Marfat.com

کمر توڑ دی۔ اس کے علاوہ آپ نے مشہد سے آمدہ ایک رسالہ جس میں حضرت خلفاء ثلاثہ کی تکفیر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذمت تشنیع تھی کے جواب میں رد روافض نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں آپ نے شیعہ حضرات کی مغالطہ آفرینیوں اور آبلہ فریبیوں کا پردہ خوب خوب چاک کیا۔ اس رسالہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس رسالہ مبارک کی شرح لکھی۔ ۱۰۵

فضیلت صحابہ کرامؓ: مجدد صاحبؒ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ حضرات شیخینؓ کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو آئمہ بزرگواراں کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے۔ جن میں امام شافعی علیہ الرحمتہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو اہل سنت کا رئیس ہے فرماتا ہے کہ شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے سوائے جاہل یا متعصب کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دے وہ مفتری ہے میں اس کو اسی طرح کوڑا لگاؤں گا جس طرح مفتری کو لگاتے ہیں"۔ ۱۰۶

ایک دوسرے مکتوب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد بیان فرماتے ہیں:۔

" حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں جو کوئی مجھے ان پر فضیلت دے وہ مفتری ہے میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے مفتری کو لگاتے ہیں۔ حضرت خیرالبشر

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے درمیان لڑائی جھگڑوں کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیے"۔ ۱۰۷

اہلسنّت کا مسلک : خواجہ محمد تقی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے نزاعات اور مشاجرات کے متعلق بیان فرماتے ہیں:۔

"اہل سنت صحابہ کرامؓ کے نزاعات و اختلافات کو اچھے محامل پر محمول کرتے ہیں اور خواہش نفسانی و تعصب وغیرہ سے دور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ حضرت خیرالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے اثر سے ان کے نفوس صاف ہو گئے ہیں اور سینے عداوتوں اور کینوں سے قطعی پاک ہو گئے ہیں"۔ ۱۰۸

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف دین کی تبلیغ و اشاعت ان کے سپرد کی تھی اور صحابہ کرامؓ مشکل معاملات اور اہم مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان ہی سے ناقابل حل گتھیاں حل کراتے تھے۔ پس ایسی صدیقہ مجتہدہؓ کو صرف حضرت علی مرتضیٰؓ سے اختلاف کرنے کی وجہ سے مطعون کرنا اور ناروا باتیں ان کی طرف منسوب کرنا بہت نامناسب اور ایمان سے دور ہے۔ ۱۰۹

جن صحابہ کرامؓ سے حضرت علی مرتضیٰؓ کے محاربات ہوئے ان میں حضرت طلحہ و زبیرؓ بھی ہیں ان دونوں حضرات کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اسی مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

حضرت طلحہ و زبیرؓ جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے ہیں اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں ان پر کسی قسم کا طعن نہیں اور اگر کوئی بدنصیب ان بزرگ ہستیوں پر لعنت و ملامت کرے تو اس کی یہ لعنت و ملامت خود اس پر لوٹے گی۔ ۱۱۰

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مجدد الف ثانی قدس سرہ

Marfat.com

لکھتے ہیں :۔

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ثقہ راویوں کی سند سے وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب معاویہؓ کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو کتاب و حساب کا علم دے اور عذاب سے بچا اور ایک اور موقع پر حضرتؐ نے انہیں کے لیے دعا فرمائی کہ خداوند اس کو ہادی مہدی بنا اور حضور کی دعا بلا ریب مقبول ہے۔ـــــ ۱۱۱

بالآخر تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"وفضیلته الصحبته فوق جمیع الفضائل والکمالات واہذا لم یبلغ اولیس القرنیالذی ہو خیرات بعین مرتبته ادنی من صحبته علیه الصلٰوة والسلام"

ترجمہ = اور صحبت نبوی (ﷺ) کی فضیلت تمام دوسرے فضائل و کمالات سے اعلیٰ و بالا ہے اور اسی واسطے وہ اویس قرنیؒ جو بلاشبہ تابعین میں افضل ترین ہیں کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکے۔ـــــ ۱۱۲

تعظیم صحابہ کرامؓ: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مکتوبات شریف میں اصحابہؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم قرار دیا ہے اپنے مکتوب ۱۷ دفتر سوم میں فرماتے ہیں :۔

ان بزرگوں (صحابہ کرامؓ) کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور ان کی عدم تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم تعظیم ہے رسول ﷺ کی صحبت کے باعث تمام صحابہ کی تعظیم و توقیر کرنی چاہیے۔ شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو رسول ﷺ کے صحابہ کی تعظیم نہیں کرتا اس کا رسول ﷺ پر کوئی ایمان نہیں ہے"۔ـــــ ۱۱۳

Marfat.com

اسی مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

"حضرات خلفائے اربعہؓ کی افضیلت ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔ کیونکہ اہل حق کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد افضل البشر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضیلت خلیفہ اول کی وجہ اس فقیر کے نزدیک نہ کثرت فضائل ہے اور نہ کثرت مناقب بلکہ ایمان میں ابسقیت' مال خرچ کرنے میں اقدمیت اور تائید دین و ترویج شرع متین کے لیے اپنی جان خرچ کرنے میں اولیت ہے۔ سابق (پہلے آنے والا) گویا دین کے معاملے میں لاحق (بعد میں آنے والا) کا استاد ہے اور لاحق کو جو کچھ ملتا ہے وہ سابق کے خوان کرم سے ملتا ہے اور مذکورہ تینوں صفات کاملہ کا مجموعہ صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذات ہے۔ ایمان کی ابسقیت کے ساتھ جس نے مال خرچ کرنے اور اپنی جان قربان کرنے کو جمع کیا وہ یہی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جو ان کے علاوہ امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ مرض وفات میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کوئی آدمی بھی اپنی جان اور مال خرچ کرنے میں ابوبکرؓ بن قحافہؓ سے بڑھ کر مجھ پر احسان کرنے والا نہیں ہے۔ اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً" وہ ابوبکرؓ ہوتا۔ اس مسجد کے تمام دریچے بند کر دو سوائے دریچہ ابوبکرؓ کے"۔ [۱۱۴]

جو لوگ اصحاب رسول کے درمیان ہونے والی جنگوں کی وجہ سے طعن اور ملامت کرتے ہیں ان کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

" وہ جنگیں جو اصحاب رسول کے درمیان واقع ہوئیں انہیں اچھے معانی پر محمول کرنا چاہیے اور ان کو نفسانی اغراض' بدگمانی' جاہ و منصب یا حکومت کی محبت وغیرہ امور کی طلب سے دور رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ رذیل صفات نفس امارہ کی ہیں اور ان بزرگوں کے نفوس صحبت خیرالبشر علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات کے باعث پاک ہو

Marfat.com

چکے تھے۔ اتنا ضرور ہے کہ وہ جھگڑے اور جنگیں جو خلافت علی المرتضیٰؓ میں واقع ہوئیں ان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور فریق ثانی سے اجتہادی غلطی واقع ہوئی۔ جس پر طعن اور ملامت کی مجال نہیں۔ انہیں فاسق کہنے کی قطعاً" گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمام صحابہ عدول اور ثوق میں یکساں ہیں۔ ان کا باہمی نزاع کسی کے لیے بھی جرح کا سبب نہیں ہے۔

سارے ہی صحابہ کرامؓ سے محبت رکھنی چاہیے کیونکہ ان کی دوستی رسول ﷺ کی دوستی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے صحابہ سے محبت رکھی تو اس نے میری محبت کے باعث ان سے محبت رکھی ہے اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کے باعث ان سے بغض رکھا ہے"۔۔۱۱۵

صحابہ کرامؓ کے بارے میں کچھ اور اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:۔

اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفر و ضلالت کا احتمال (بقول روافض) رکھتے تو صحابہ کرامؓ اپنی عدالت اور کثرت کے باوجود ان کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین کبھی نہ بتاتے۔ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکذیب بھی ہوتی ہے اور اس بات کو ایک بھی ایسا آدمی جو صاحب عقل و دانش ہو۔ ہرگز تسلیم نہیں کرے گا۔ ایسا سمجھنے پر اس زمانے میں کون سی بھلائی باقی رہ جائے گی۔ جس زمانے کے تینتیس ہزار آدمی باطل پر جمع ہو جائیں اور ایک ضال مضل کو پیغمبر کا جانشین بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت (روافض) کو انصاف کی توفیق دے کہ اکابر پر زبان درازی سے باز آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے حق کو ملحوظ رکھیں"۔۔۱۱۶

"آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے باعث حسن ظن کی ضرورت ہے اور یہ جاننا چاہیے کہ بہترین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کا زمانہ تھا اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کے، بعد بنی آدم میں سب سے بہترین انسان ہیں۔ پس جو حضرت انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کے بعد بہترین بنی آدم ہوں وہ امر باطل پر اجماع نہیں کر سکتے اور خیرالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین کا فرد فاسق نہیں بنائے جا سکتے اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ صحابہ کرامؓ بہترین بنی آدم ہیں یہ اس لئے کہا ہے کہ یہ امت نص قرآنی کی رو سے خیرالامم ہے اور اس امت میں سے بہترین وہی حضرات (صحابہ کرامؓ) ہیں کیونکہ کوئی ولی بھی کسی صحابی کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا"۔۔۱۱۷

صحابہ کرامؓ کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو مستلزم ہے اور صحابہ کرامؓ سے بغض و عداوت رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کو مستلزم ہے"۔۔۱۱۸

"حضرات شیخین (خلیفہ اول و دوم) کی افضلیت اجماع صحابہ و تابعین سے ثابت ہے جیسا کہ اس کو اکابر نے نقل کیا ہے جن میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں۔ شیخ ابو الحسن اشعری رحمتہ اللہ علیہ جو اہلسنت کے سردار ہیں فرماتے ہیں کہ باقی امت پر شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور دوسرے صحابہ پر ان کی افضلیت کا انکار کوئی جاہل یا متعصب ہی کرے گا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جو آدمی مجھے ابوبکر و عمرؓ پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری ہے میں اسے اتنے ہی کوڑے لگاؤں گا جتنے تہمت لگانے والے کو مارے جاتے ہیں۔۔۱۱۹

"حضرت فاروق اعظم بلکہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو کتاب و سنت میں جنت کی بشارت دی گئی ہے اور وہ حدیثیں جو خاص طور پر ان کی بشارت جنت کے متعلق وارد ہوئی ہیں وہ اپنے معتبر رواۃ کی کثرت کے سبب سے حد شہرت بلکہ معناً" حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ان کا انکار یا تو جہالت کی بناء پر ہے یا عناد کی بناء پر۔ صحیح اور

Marfat.com

حسن حدیثوں کے راوی اہل سنت ہیں جنہوں نے اپنے اساتذہ صحابہ و تابعین سے ان کو روایت کیا ہے۔ اگر تمام مخالف فرقوں کے رواۃ کو اکٹھا کریں تو اہلسنّت کی کتب احادیث ان اکابر کی بشارت جنت سے بھری پڑی ہیں۔ اگر بعض مخالف فرقوں کی کتب احادیث نے ان بشارتوں کو روایت نہیں کیا تو کیا غم ہے کیونکہ بشارت کی روایتوں کا نہ ہونا عدم بشارت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ ان اکابر کو جنت کی بشارت تو قرآن کریم بھی دے رہا ہے۔ یعنی ثبوت کافی ہے اور قرآن کریم میں ایسی متعدد آیات ہیں"۔ ۱۲۰

"جب تمام صحابہؓ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اور فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا ان کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ تو پھر اکابر صحابہ کے متعلق جنہوں نے مال خرچ کرنے جہاد کرنے اور ہجرت کرنے میں سب پر سبقت حاصل کی ان کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے"۔ ۱۲۱

"جاننا چاہیے کہ صحابہ کرامؓ کتاب و سنت کے مبلغ ہیں اور اجماع بھی ان کے زمانہ ہی سے وابستہ ہے اگر یہ حضرات یا ان میں سے بعض مطعون ہو جائیں اور ضلالت و فسق سے متہم کر دیے جائیں تو پورے دین یا بعض دین سے اعتماد اٹھ جائے گا اور خاتم الانبیاء' افضل الرسل علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا فائدہ کم ہو کر رہ جائے گا۔ جامع القرآن حضرت عثمان ہیں بلکہ حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اگر یہ مطعون ہو جائیں یا ان کی عدالت ختم ہو جائے تو قرآن پر کیا اعتماد رہ جائے گا۔ دین کس چیز کا نام ہو گا؟ الزام تراشی کی شناعت پر غور کرنا چاہیے.... اصحاب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سب عدول ہیں اور جو کچھ بھی ہیں کتاب و سنت کی صورت میں ملا ہے وہ ان حضرات کی تبلیغ ہی سے ملا ہے اور وہ حق و صداقت ہی پر مبنی ہے"۔ ۱۲۲

" امام محی السنۃ بغویؒ نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں حضرت جابرؓ سے

Marfat.com

نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں میں سے ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے اور اس کو بیعت الرضوان کہتے ہیں کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ اس قوم سے خوش ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ ایسے حضرات کو کافر کہنا جنہیں کتاب و سنت میں جنت کی بشارت ملی ہو۔ بدترین قسم کا کفر ہے"۔۔ ۱۲۳

"ان بزرگوں (صحابہ کرامؓ) میں بغض و عداوت کا اثبات کرنا فریقین پر طعنہ زنی کا دروازہ کھولنا ہے۔ اس صورت میں دونوں جانب سے امان اٹھ جائے گی اور نعوذ باللہ صحابہ کرامؓ کے دونوں فریق مطعون ہوں گے۔ جو حضرات انبیائے کرام علیھم الصلوات والتسلیمات کے بعد جملہ بنی آدم سے بہترین ہیں وہ بدترین ٹھہریں گے اور بہترین زمانہ گویا بدترین زمانہ قرار پائے گا کیونکہ اس زمانہ کے تمام افراد بغض و عداوت سے متصف قرار پائیں گے اور کوئی مسلمان ہرگز ایسی جرات نہیں کر سکتا اور نہ ایسی بات کو کبھی قبول کر سکتا ہے۔ اس صورت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا بزرگی باقی رہ گئی کہ تینوں خلفاء اگر ان کے دشمن تھے تو در پردہ انہیں بھی ان سے عداوت ہو گی اور یہ فریقین پر جرح و قدح ہے حالانکہ وہ حضرات آپس میں شیر و شکر اور ایک دوسرے کے دلی خیر خواہ اور قدر دان تھے"۔۔ ۱۲۴

"حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں رحما بینھم فرمایا ہے پس ان بزرگوں کے متعلق آپس میں عداوت اور کینہ رکھنے کا گمان کرنا نص قرآنی کے خلاف ہے"۔۔ ۱۲۵

"خدا کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے غلبہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت طلب کیا اور اللہ جل شانہ نے عالم اسباب میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے سلسلے میں ان سے ہی کفایت کی جیسا کہ

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے یاایھاالنبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت کا سبب نزول حضرت فاروق اعظمؓ کا اسلام ہے۔ پس حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد ان کی فضیلت متعین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں اکابر کی افضلیت پر صحابہؓ و تابعینؒ کا اجماع ہے جیسا کہ مذکور ہوا"۔ ص ۱۳۶

اے مخاطب! میں کہتا ہوں کہ بزرگان دین اور اکابر اسلام پر طعن کرنے سے پرہیز کر کیونکہ انہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر اور سید امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد و اعانت میں اپنی پوری توانائیاں صرف کر دی تھیں۔ دین کی تائید میں انہوں نے رات اور دن ظاہر اور پوشیدہ اپنا دھن دولت قربان کر دیا۔ حب رسول ﷺ کی خاطر اپنے خاندان، قبیلے اولاد، بیویاں، وطن، مکانات، چشمے، کھیتی باڑیاں، درخت اور نہریں غرضیکہ تمام چیزیں چھوڑ دیں۔ رسول ﷺ کی ذات کو اپنی ذوات پر ترجیح دی۔ اپنے اموال اور اپنی اولاد کی محبت کے مقابلے میں آپ کی محبت اختیار کی اور آپ کی صحبت میں برکات نبوت سے سرفراز ہوئے اور انہیں وحی کا مشاہدہ نصیب ہوا۔ حضور ملائکہ سے مشرف ہوئے خوارق و معجزات دیکھنے کی صورت نصیب ہوئی۔ یہاں تک کہ ان کا غیب شہادت اور ان کا علم عین ہوا۔ انہیں یقین کی وہ دولت نصیب ہوئی جو بعد میں کسی کو میسر نہیں آ سکتی۔ دوسرے اگر احد پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کریں تو صحابہ کرامؓ کے ایک سیر کے برابر ثواب نہیں مل سکتا۔ بلکہ اس کا نصف بھی نہیں مل سکتا۔ یہی تو وہ حضرات ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعریف و توصیف کی ہے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ ان کا ایسا ہی حال توریت میں ہے اور ایسا ہی انجیل میں ہے۔ یہ اس کھیتی کی طرح ہیں جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی۔ کسانوں کو

Marfat.com

بھی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صحابہ کرامؓ سے ناخوش رہنے والوں کو کفار کہا ہے۔ اسی لیے میں بار بار کہتا ہوں کہ جو لوگ صحابہ کرامؓ سے بغض رکھتے ہیں ان سے اس طرح بچنا چاہیے۔ جس طرح کافروں سے بچتے ہیں۔ واللہ سبحانہ الموفق۔ ۱۲۷

شیخین (حضرت ابوبکر و عمرؓ) کی فضیلت اور ختنین (حضرت عثمان و علیؓ) سے محبت اہلسنت و جماعت کی نشانیوں سے ہے۔ تفصیل شیخین کو محبت ختنین کے ساتھ جمع کرنا اہلسنت و جماعت کے خصائص سے ہے۔ شیخین فضیلت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہے۔ ۱۲۸

"قرآن و احادیث صحابہ کرامؓ کی تبلیغ سے ہم تک پہنچے ہیں۔ جب صحابہ کرامؓ مطعون ہو جائیں تو جو دین ان کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے وہ بھی مطعون اور ناقابل اعتماد ہو گا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ شاید اس گروہ کا مقصد نبی آخر الزمان علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ و السلام کے دین کا ابطال اور آپؐ کی شریعت کا انکار ہے۔ ظاہر میں یہ اہل بیعت رسول ﷺ سے محبت کا دعوی کرتے ہیں لیکن حقیقت میں شریعت محمدیہ کے دشمن ہیں۔ کاش! یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے موافقین کو سیلاب سے سالم رہنے دیتے اور تقیہ کے داغ سے انہیں داغدار نہ کرتے۔ جو فریب کاروں اور منافقین کی علامت ہے"۔ ۱۲۹

ارباب عقل سلیم جانتے ہیں کہ تقیہ بزدلی کی علامت ہے جس کی نسبت خدا کے شیر کی جانب کرنا انتہائی نامناسب ہے۔ تاقضائے بشریت گھڑی دو گھڑی یا ایک دو دن کے لیے تقیہ کی صفت کو جائز قرار دیا جائے تو گنجائش نکل سکتی ہے۔ لیکن شیر خدا کو مسلسل انیس سال تک بزدلی پر ثابت ماننا اور یہ کہنا کہ وہ اتنا عرصہ تقیہ پر قائم رہے بہت ہی نازیبا ہے"۔ ۱۳۰

Marfat.com

"زیادہ کیا لکھوں اور روشن ترین بدیہی بات کو اور کتنا روشن کروں' کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تعریف و توصیف سے تو قرآن کریم بھی بھرا ہوا ہے۔ ایک سورہ واللیل ہی کو دیکھ لیجئے کہ تین آیات ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور صحیح احادیث تو بے شمار ہیں جو ان کے فضائل پر مشتمل ہیں۔ گذشتہ انبیائے کرام کی کتابوں میں بھی ان کے اوصاف و شمائل تھے بلکہ تمام صحابہ کرامؓ کا تذکرہ تھا"۔ ۱۳۱

"حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں قصبہ سامانہ کے کسی خطیب نے خطبہ جمعہ سے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر خارج کر دیا گیا۔ یہ بات مجدد اعظمؒ کے علم میں آئی تو فوراً" فاروقی رگ حرکت میں آ گئی اور سامانہ کے سرکردہ لوگوں کے لیے ایک طویل مکتوب لکھ کر جہاں حکم شرع بیان کیا وہاں ان لوگوں کو بھی فہمائش کی جو علم و فضل کے سرچشمے بنے بیٹھے تھے۔ چنانچہ آپؒ نے فرمایا:۔

"خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر پاک اگرچہ شرائط خطبہ سے نہیں کہ شعائر اہلسنّت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم سے ضرور ہے۔ ان کے مبارک ذکر کو دانستہ یا سرکشی کے ساتھ وہی ترک کرے گا جس کا دل مریض اور باطن خبیث ہے۔ اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ اس نے تعصب یا عناد سے ایسا نہیں کیا تو بھی من تشبہ بقوم وھو منھم کی وعید کا جواب کیا ہو گا؟ مقام تہمت سے خلاصی کس طرح ملے گی جبکہ فرمان رسالت ہے اتقوا مواضع التھم (تہمت کی جگہ سے بچو) اگر حضرات شیخین کی تقدیم و تفضیل میں یہ شخص توقف کرتا ہے تو طریق اہلسنّت کا تارک ہے اور حضرات ختنین (حضرات ختنین و حضرت علیؓ) کی محبت میں شک رکھتا ہے تو بھی اہل حق سے خارج اور دور ہیں"۔ ۱۳۲

اس امر کے دلائل قائم کرنے کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا تھا:۔

"معلوم نہیں کہ ایسا بدبودار پھول ہندوستان میں آج تک کبھی کھلا ہو۔ بعید نہیں

Marfat.com

کہ یہ معلوم نہیں یہ معاملہ پورے شہر سامانہ کو بدنام کر دے بلکہ سرزمین ہند سے اعتماد اٹھ جائے۔۔ ۱۳۳

مسلمان کی شان یہی ہے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں سے اسے دلی محبت ہوتی ہے۔ وہ الحب فی اللّٰہ والبغض فی اللّٰہ کی منہ بولتی تصویر ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ جو ملت اسلامیہ کی خشت اول اور شمع رسالت کے اعدیم النظیر پروانے تھے ان سے محبت رکھنے کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ تلقین فرمائی ہے:۔

"عاقل منصب اصحاب رسولؐ کی عداوت ہرگز ان کی محبت پر ترجیح نہیں دے گا بلکہ پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کی دوستی کے باعث انہیں دوست رکھے"۔۔ ۱۳۴

عقائد کی درستگی: حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرائض' عبادات اور جملہ امور و احکامات پر اولیت اور فوقیت عقائد کو دیتے ہیں اسی لیے انہوں نے بہت سے مکتوب عقائد کی درستگی پر زور دینے کے لیے لکھے۔ فرماتے ہیں "اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن سنت کی متابعت اور اس پر استقامت نصیب فرمائے۔ سب سے ضروری اور کرنے والا کام یہ ہے کہ اولا" علمائے اہل سنت کی آراء کے مطابق عقائد درست کیے جائیں کیونکہ یہی جماعت فرقہ ناجیہ ہے۔ اس کے فقہی احکام کے مطابق علم و عمل کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیے۔ ان دو اعتقادی اور عملی پیروی کو حاصل کرنے کے بعد عالم قدس کی طرف پرواز کرنی چاہیے۔ خضر خان لودھی کو مکتوب گرامی لکھتے وقت اس چیز کی آپؒ نے یوں تلقین فرمائی۔ "وہ ضروری امر جس کے بغیر چارہ کار نہیں یہ ہے کہ سب سے پہلے اہل سنت و جماعت کی آرائے صحیحہ کے مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے۔ کیونکہ فرقہ ناجیہ یہی ہے۔ اس کے بعد

Marfat.com

فقہی احکام کے مطابق فرائض و سنن واجبات و مستحبات حرام و حلال اور مکروہ و مشتبہ کے ضروری احکام کا علم حاصل کر کے ان پر عمل کیا جائے۔ جب یہ اعتقادی اور عملی دونوں بازو میسر آ جائیں اور اللہ جل شانہ کی توفیق دستگیری فرمائے تو ممکن ہے کہ عالم حقیقت کی جانب پرواز کرنا نصیب ہو جائے لیکن ان دونوں بازوؤں کو حاصل کیے بغیر عالم حقیقت کی جانب پرواز کرنا ناممکن اور محال ہے"۔ ۱۳۵

چاہیے کہ اہلسنّت و جماعت کے عقائد پر اپنے نظریات کا مدار رکھیں اور زید و عمرو کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ جھوٹے قصوں پر اعتماد رکھنا اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے تاکہ نجات کی امید ہو سکے۔ ورنہ ساری مشقت رائگاں جائے گی"۔ ۱۳۶

جمال الدین حسین بدخشیؒ کو یہی نصیحت لکھتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا:۔

"سب سے پہلے اہلسنّت و جماعت کی آرائے صحیحہ کے مطابق اپنے عقائد درست کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی ساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے۔ اس کے بعد فقہی احکام شرعیہ کے مطابق عمل کریں۔ تیسرے درجے پر گرامی قدر صوفیہ جمیلہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم کے طریقہ سلوک کو اختیار کیا جائے۔ جس کو یہ چیز نصیب ہو گئی اس نے عظیم الشان کامیابی حاصل کر لی۔ اور جو اس سے محروم رہا وہ صریح خسارے میں ہے"۔ ۱۳۷

شیخ فرید بخاریؒ کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت انہیں بھی آپ نے یہی نصیحت فرمائی تھی:۔

"مکلفین کے لیے نہایت ضروری ہے کہ علمائے اہلسنّت و جماعت کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کو درست کریں کیونکہ نجات آخروی بھی انہیں بزرگوں کی آرائے صائبہ کے اتباع پر موصوف ہے۔ فرقہ ناجیہ بھی یہی بزرگ اور ان کے متبعین

Marfat.com

ہیں"۔۔۔۱۳۸

ذکر و اذکار وغیرہ یعنی منازل سلوک طے کرنے کا درجہ عقائد کی اصلاح اور فرائض کے علم و عمل کے بعد ہے۔ ملا عبدالغفور سمرقندی کو یہ بات سمجھاتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:۔

"اہلسنّت و جماعت شکر اللہ سعیہم کے مطابق عقائد اور احکام شرعیہ سے اعتقادی و عملی طور پر اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ و مزین کر کے اپنے باطن کو ذکر الٰہی سے آباد کرنا چاہیے"۔۔۔۱۳۹

اپنے مخدوم زادوں یعنی خواجہ عبداللہ اور خواجہ عبیداللہ رحمتہ اللہ علیہما کو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اہلسنّت و جماعت کے عقائد لکھ کر بھیجے اور ان سے پہلے عقائد کی اہمیت بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو سعادت مند کرے عقلمندوں کا اولین فریضہ ہے کہ اپنے عقائد و نظریات کو حضرات علمائے اہلسنّت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے عقائد کی روشنی میں درست کریں کیونکہ فرقہ ناجیہ یہی ہیں"۔۔۔۱۴۰

شیخ بدیع الدین علیہ الرحمہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے آپ نے احکام شرعیہ اور احوال و مواجید کا مقابلہ کرتے ہوئے شریعت مطہرہ کی روشنی میں ان کے مقلات کو یوں بیان فرمایا تھا:۔

"بزرگوں کے نزدیک تمام ظاہری اور باطنی کمالات کا انحصار کمالات شرعیہ پر ہے۔علوم و معارف الٰہیہ کا دارومدار عقائد کلامیہ پر ہے۔ اہلسنّت و جماعت کے نزدیک ثابت شدہ ہیں۔ اکابر اہلسنّت ہزاروں شہود و مشاہدات کو عقائد کلامیہ میں سے اللہ تعالیٰ کی بے چونی و بے چگونی کے ایک مسئلہ کے برابر بھی نہیں جانتے اور احوال و موجید اور تجلیات و ظہورات کو جو کسی شرعی حکم کے خلاف ہوں ایک دانہ جو کے برابر وقعت

Marfat.com

دے کر بھی خریدنے کے لیے تیار نہیں کیونکہ وہ ایسے ظہورات کو استدراج سمجھتے ہیں"۔۔۔۱۴۱

ملا عبدالکریم سازی کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے آپؒ نے انہیں بھی یہی تلقین فرمائی ہیں:۔

"سب سے پہلے علمائے اہلسنّت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سیعم کی تصانیف علم کلام کے مطابق اپنے عقائد کو درست کرنا چاہیے۔ اس کے بعد فقہی احکام یعنی فرض واجب سنت مستحب یعنی حلال و حرام اور مکروہ و مشتبہ کو علمی اور عمل طور پر بجا لائیں۔ اس کے بعد لازم ہے کہ دل کو ماسوائے حق کی گرفتاری سے محفوظ رکھا جائے۔ دل کی سلامتی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب دل میں ماسوائے حق کے اور کسی کا گزر نہ رہے یعنی اگر ہزار سال بھی زندگی وفا کرے تو بھی حق تعالیٰ کے سوا کسی کا خیال دل میں نہ آنے دے"۔۔۔۱۴۲

خان جہاں کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے آپؒ نے اس سلسلے میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا:۔

"اے بزرگی اور سعادت کے نشان سب سے پہلے آدمی پر ضروری ہے کہ علمائے فرقہ ناجیہ اہلسنّت و جماعت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی رائے کے مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے کیونکہ یہی مسلمانوں کا سوا اعظم ہے۔ عقائد کی اصلاح بہت ضروری ہے تاکہ آخرت میں کامیابی اور نجات میسر آ سکے۔ اہلسنّت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا بداعتقادی ہے جو سم قاتل ہے اور اس کا نتیجہ ابدی موت اور دائمی عذاب خریدنا ہے۔ عمل میں اگر سستی یا کوتاہی ہو جائے تو بخشش کی امید ہو سکتی ہے لیکن عقیدے میں تساہل اور خرابی ہوئی تو نجات کی کوئی امید باقی نہیں رہتی"۔۔۔۱۴۳

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک عورت یعنی محمد امین کی والدہ محترمہ کو

Marfat.com

مختلف نصیحتیں کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا:۔

"سب سے پہلے علمائے اہلسنّت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سیعمم کی رائے کے مطابق عقائد کو درست کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہی ناجیہ فرقہ ہے۔ عقائد کی درستی کے بعد فقہی احکام کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ جن کاموں کے کرنے کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے ان کی تعمیل کے بغیر چارہ کار نہیں اور جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان سے پرہیز کیے بغیر گزارہ نہیں"۔۔۱۴۴

شیخ فرید بخاریؒ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا:۔

"اصلاح عقائد کے بعد حلال و حرام و فرض و واجب و سنت و معذوب و مکروہ (جن کا علم فقہ متکفل ہے) وغیرہ کا علم حاصل کرنا اور اس علم کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے پڑھے لکھوں سے فرمائیں کہ مجلس میں فقہ کی کوئی کتاب پڑھ کر سنایا کریں جو فارسی زبان میں ہو جیسے مجموعہ خوانی اور عمدۃ الاسلام۔ اگر کسی ضروری اعتقادی مسئلے میں نعوذ باللہ خلل آ گیا تو ایسا شخص اخروی نجات کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔ کسی عمل میں اگر سستی واقع ہو جائے تو ممکن ہے کہ توبہ کے ذریعے معافی ہو جائے یا مواخذہ بھی ہوا تب بھی آخرکار نجات ہو جائے گی۔ لہٰذا سب سے بہتر عقائد کا درست کرنا ہے"۔۔۱۴۵

اسلامی عقائد و نظریات وہی ہیں جو اہل سنت و جماعت کے عقیدے ہیں جو ان سے ذرا بھی ادھر ادھر ہٹتا ہے یا ان میں ترمیم و تنسیخ کرتا ہے وہ اسلام میں ترمیم و تنسیخ کرتا ہے۔ ایسا شخص خواہ مصلح و ریفارمر بن کر اور کتنے ہی خوشنما لباس میں کیوں نہ آ جائے وہ ملت اسلامیہ کا بدخواہ اور داعی شر ہے۔

شیخ فرید بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"وہ علوم جو کتاب و سنت سے متضاد ہیں ان میں سے وہی بات معتبر ہے جو

Marfat.com

بزرگان اہلسنّت نے کتاب و سنت سے اخذ کی اور سمجھی ہے ورنہ یوں تو ہر بدعتی اور ہر گمراہ اپنے عقائد فاسدہ کو اپنے فاسد زعم میں کتاب و سنت ہی سے اخذ کرتا ہے پس ایسے لوگوں کی سمجھی ہوئی کوئی بات معتبر نہیں ہے"۔ ۱۴۶

ھ) علمائے سو کی مذمت: شاہ سے بھی زیادہ شاہ پسند علما نے اکبر بادشاہ کو گمراہ کرنے کے لیے عجیب و غریب دلائل دینے شروع کر دیے۔

ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں:۔

"اس سال بعض کمینے اور رذیل عالم نما جاہل لوگوں نے باطل دلیلوں کا ڈھیر اس بات پر لگایا کہ اب وقت اس صاحب زمان کا آگیا ہے جو ہندو مسلم اختلاف کو مٹائے گا اور ان کے بہتر۷۲ فرقوں کو ختم کرے گا اور (وہ صاحب زمان) بادشاہ سلامت کی ذات ہے"۔ ۱۴۷

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ علمائے سوء کی مذمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"بعض نیم ملاؤں نے طمع کے ہاتھوں مجبور کر جو ان کی باطنی خباثت کے سبب ہے امراؤ سلاطین کا تقرب حاصل کر لیا ہے اور بڑے جی حضوریئے بن کر دین متین میں شکوک و شبہات پیدا کر دیے ہیں اور اس طرح سادہ لوح حضرات کو گمراہ کر رہے ہیں"۔ ۱۴۸

بادشاہ کا قرب حاصل کرنے والے علماء آپ کے نزدیک دنیادار اور علمائے سوء تھے۔ جو بادشاہ کی گمراہی کا سبب بنے تھے آپ نے لاہور کے گورنر شیخ فرید بخاریؒ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا تھا:۔

"زمانہ ماضی (اکبری دور) میں اسلام کے سر پر جو بھی آفت و مصیبت نازل ہوئی وہ علمائے سوء کی بدبختی کی وجہ سے آئی۔ بادشاہوں کو راہ راست سے بھٹکانے والے یہی علمائے سوء ہیں۔ بہتر۷۲ فرقے جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں ان کے موجد و مقتدا

Marfat.com

یہی علماء سوء ہیں ان کے سوا دیگر افراد کی گمراہی دوسروں پر اس درجہ اثر انداز نہیں ہوتی"۔ ۱۴۹

موصوف کے نام دوسرا مکتوب گرامی لکھتے وقت اسی حقیقت پر آپؒ نے ان لفظوں میں روشنی ڈالی تھی:۔

"جس طرح لوگوں کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے اسی طرح ان کی بربادی کا سبب بھی یہی علماء ہیں۔ علماء بہترین مخلوق بھی ہیں اور بدترین مخلوق بھی۔ لوگوں کا ہدایت یا گمراہی کی طرف گامزن ہونا ابھی علماء ہی کے وجود سے وابستہ ہے کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو اضلال و تضلیل کے کام سے فارغ بیٹھا دیکھا فراغت کا راز معلوم کرنا چاہا تو ابلیس نے جواب دیا کہ میری جگہ اس وقت کے علماء کام کر رہے ہیں۔ پس گمراہ کرنے کے لیے وہ کافی ہیں"۔ ۱۵۰

جناب حاجی محمد لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی تحریر فرماتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے علمائے سوء کی حقیقت و مضرت کو اور تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

علمائے سوء پارس کے پتھر کی طرح ہیں جو لوہے اور تانبے کے ساتھ لگنے سے انہیں تو سونا بنا دیتا ہے لیکن خود پتھر ہی رہتا ہے۔ اسی طرح اس آگ کا معاملہ ہے جو بانسوں اور پتھروں میں پوشیدہ ہوتی ہے کہ اہل جہان اس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اپنی ہی آگ سے پتھر اور بانس کوئی نفع حاصل نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے حضرات کا علم ان کے لئے الٹا نقصان کا باعث ہو گا کیونکہ علم نے ان پر حجت تمام کر دی ہے۔ فرمان رسالتؐ ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہو گا جس کے علم سے اللہ تعالیٰ نے اسے نفع نہ دیا۔ ان کا علم کیوں ان کے لئے مضر نہ ہو؟ جبکہ علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذی عزت ہے اور موجودات میں اشرف۔

Marfat.com

لیکن انہوں نے علم کو کمینی دنیا کمانے' مال و زر اور سرداری حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا ذلیل و خوار اور ساری مخلوق سے بدتر ہے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والی ہے اسے ذلیل کرنا اور جو اس کے نزدیک ذلیل ہے اس کی عزت کرنا' کس درجہ دیدہ دلیری کی بات اور قبیح ہے۔ حقیقت میں یہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے۔ درس و تدریس اور فتویٰ نویسی وغیرہ اسی وقت سودمند ہیں جب یہ صرف رضائے الٰہی کے لیے انجام دیے جائیں اور جاہ و منصب حصول زر اور ترقی درجات وغیرہ کی خواہشات سے پاک ہوں۔ دنیاوی چیزوں میں زہد اختیار کرنا اور دنیا و مافیہا سے رغبت نہ رکھنا اس کی علامت ہے۔ جو علما اس مصیبت میں مبتلا اور کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں۔ وہ دنیا دار علماء ہیں اور یہ علمائے سوء سب لوگوں سے برے اور دین کے چور ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بزعم خویش وہ دینی مقتدا اور بہترین مخلوق بنتے پھریں"۔ ۱۵۱

علمائے حق اور علماء سو میں فرق : اسی مکتوب گرامی کے اندر علمائے حق اور علمائے سوء کے فرق کی آپؒ یوں وضاحت فرماتے ہیں:۔

"سچی بات تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو سستی اور مداہنیت امور شرعیہ میں واقع ہوئی اور دین و ملت کی ترویج و اشاعت میں جتنا فساد برپا ہوا اس کا باعث علمائے سوء کی بدبختی ہے اور سب کچھ ان کی نیتوں کے فساد کی وجہ سے ہوا۔ ہاں جو علماء دنیا سے منہ پھیرے ہوئے ہیں جاہ و منصب اور مال کی محبت سے آزاد ہیں وہ حضرات علمائے آخرت اور انبیاء کرام علیہم الصلوات و التسلیمات کے وارث ہیں۔ یہی حضرات بہترین مخلوق ہیں کل قیامت کے روز ان کی سیاہی کو شہید ہونے والوں کے خون سے وزن کیا جائے گا۔ تو ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہو گا۔ فرمان رسالتؐ کہ علماء کا سونا بھی عبادت ہے انہی کی شان میں وارد ہوا۔ یہی تو وہ علماء ہیں جنہیں آخرت کا حسن و جمال پسند آیا اور دنیا

Marfat.com

کی قباحت اور برائی کا انہیں مشاہدہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے آخرت کو بقاء کی نظر سے دیکھا ہے۔ اور دنیا کو فنا اور زوال کے داغ سے داغدار پایا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی ذات کو باقی رہنے والی آخرت کے سپرد کر دیا ہے اور فنا ہونے والی دنیا سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔ آخرت کی عظمت کا مشاہدہ خدائے لم یزل ولا یزال کی عظمت کے مشاہدے کا ثمرہ ہے اور دنیا و مافیہا کو ذلیل و خوار جاننا مشاہدہ آخرت کے لوازمات میں سے ہے"۔ ۱۵۲

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے سید مرتضیٰ بخاری علیہ الرحمہ المعروف شیخ فرید کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے اس سلسلے میں یہ بھی تحریر فرمایا:۔

"آپ کو معلوم ہے کہ پچھلے زمانے (اکبری دور) میں جو فساد برپا ہوا تھا وہ علماء ہی کی بدبختی سے ظہور میں آیا تھا۔ امید ہے کہ اس حقیقت کو پوری طرح مدنظر رکھتے ہوئے دین دار علماء کے انتخاب کی سعی فرمائیں گے۔ کیونکہ علمائے سوء دین کے چور ہیں۔ ان کی منزل مقصود یہی ہے کہ مخلوق کی بارگاہوں میں جاہ و منصب اور بڑائی حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ ہاں ان میں سے جو بہتر ہیں وہ بہترین مخلوق ہیں۔ کل قیامت کے روز ان کی سیاہی کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شہیدوں کے خون سے تولا جائے گا ان کی سیاہی کا پلڑا بھاری رہے گا۔" ۱۵۳

و) **صوفیائے خام کے نظریات کا رد:** حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے خود ساختہ مشائخ کی خبر لیتے ہوئے اپنے مکتوبات شریف میں ان کے عقائد کا مسکت جواب دیا ہے۔ آپ ان کو علما سوء ہی کے زمرے میں شمار کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں:۔

اس زمانہ کے اکثر صوفی نما جاہل بھی علماء سوء کے حکم میں داخل ہیں ان جاہل صوفیوں کا بگاڑ بھی متعدی ہے۔ ۱۵۴

Marfat.com

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"ان بے دینوں میں بعض وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے زبردستی شیخ کی مسند پر قبضہ جما لیا ہے یہ تناسخ کے قائل ہیں خیال کرتے ہیں جب تک آدمی کی روح اپنے کمال کو حاصل نہیں کرتی ایک بدن سے دوسرے بدن میں چکر کاٹتی رہتی ہے اور جب کمال کے آخری نقطہ تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے تو اس وقت اس چکر بلکہ سرے سے بدن ہی سے بے تعلق ہو جاتی ہے"۔۔ ۱۵۵

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"صوفیائے خام ذکر و فکر کو ضروری سمجھ کر فرض و سنن کے بجا لانے میں تساہل سے کام لیتے ہیں چلّے اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ و جماعت کو ترک کر دیتے ہیں۔ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلّوں سے بہتر ہے۔ ہاں آداب شرعیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذکر و فکر میں مشغول ہونا بھی بہتر اور ضروری ہے۔ نادان علماء بھی نوافل کی ترویج میں سعی کرتے ہیں لیکن فرائض کو خراب و ابتر کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً" نماز عاشورہ کو جو پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے صحت تک نہیں پہنچی اسے جماعت اور جمعیت سے ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ فقہی روایات جماعت نوافل کی کراہت پر ناطق ہیں اس کے باوجود فرائض کے ادا کرنے میں تساہل کا شکار ہیں۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ فرائض کو ان کے مستحب اوقات میں ادا کریں بلکہ اصل وقت سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔ اور جماعت کی تو چنداں پابندی نہیں کرتے۔ جماعت میں ایک دو آدمیوں پر قناعت کر لیتے ہیں بلکہ بعض اوقات تنہا ہی کفایت کرتے ہیں۔ جب اسلام کے علمبرداروں کا یہ حال ہے تو عوام کا ذکر ہی کیا۔ اسی طرز علم کی خرابی سے اسلام میں ضعف پیدا ہوا ہے اور اس فعل کی ظلمت کے باعث بدعت اور نفس پرستی کا دور دورہ ہوا ہے"۔۔ ۱۵۶

Marfat.com

بعض صوفیہ خام یہ خیال کرتے تھے کہ احکام شرعیہ اور معرفت دو الگ الگ راستے ہیں جس کو معرفت کا راستہ مل گیا اسے احکام شرعیہ کا مکلف ہونا ضروری نہیں۔ شرعی احکام صرف معرفت حاصل کرنے کا راستہ ہے پس جسے معرفت حاصل ہو گئی اسے احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ علیہ کو خط لکھتے ہوئے مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ایسے صوفیا خام کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"اکثر خام صوفی اور بے سروسامان ملحد اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اپنی گردنوں کو شریعت مطہرہ کی اطاعت سے باہر نکال لیں اور شرعی احکام کو عوام الناس ہی کے ساتھ مخصوص رکھیں۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ خواص صرف معرفت ہی کے مکلف ہیں۔ جیسا کہ وہ اپنی جہالت کے باعث امیروں اور بادشاہوں کو عدل و انصاف کے سوا اور کسی چیز کا مکلف قرار نہیں دیتے اور وہ کہتے ہیں کہ احکام شرعیہ بجا لانے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ معرفت حاصل ہو جائے اور جب معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ تو شرعی تکلیفات ساقط ہو جاتی ہیں"۔۔۱۵۷

بعض صوفیہ نماز کو بیکار قرار دیتے تھے ان کا فاسد گمان تھا کہ خالق و مخلوق کا وجود جبکہ ایک ہے تو خدا کے آگے جھکنا غیریت کا اقرار ہو گا۔ میر نعمان بدخشی رحمتہ اللہ علیہ کو مکتوب گرامی لکھتے ہوئے آپ نے ان لوگوں کا یوں تذکرہ کیا:۔

"اس گروہ میں سے بعض نے جن کو نماز کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا گیا اور اس کے مخصوص فوائد سے بے خبر ہیں۔ انہوں نے اپنے مرض کا علاج دوسری چیزوں سے کیا اور مقصود کا حصول دیگر امور سے وابستہ جانا بلکہ ان میں سے ایک گروہ نے تو نماز کو بیکار اور غیر متعلق چیز سمجھ کر اس کی بنیاد وغیرہ اور غیریت پر رکھی ہے اور روزے کو نماز سے افضل جانتے ہیں"۔۔۱۵۸

Marfat.com

اسی گمراہ گروہ صوفیہ میں سے ایک شیخ عبدالکبیر یمنی تھے جن کے باطل قول نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو تڑپا دیا اور آپؒ کی فاروقی رگ حرکت میں آ گئی اس کا آپؒ نے خود یوں ذکر فرمایا :۔

”آپ نے لکھا کہ شیخ عبدالکبیر یمنی نے کہا ہے کہ ”حق سبحانہ و تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے“۔ مخدوم گرامی فقیر اس طرح کی باتیں سننے کی تاب نہیں رکھتا میری رگ فاروقی بے اختیار حرکت میں آ جاتی ہے۔ اور اس طرح کی باتوں میں تاویل و توجیہ کی فرصت بھی نہیں دینی چاہیے“۔۔۔۱۵۹

حضرت مجدد الف ثانی شیخ عبدالکبیر یمنی کی بھرپور مذمت فرماتے ہوئے مولانا حسن کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں :۔

کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے اور فلاں فلاں کتابوں سے استدلال کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ تڑپ اٹھتے ہیں بلبلانے لگتے ہیں اور مولانا حسن کشمیری علیہ الرحمہ کے خط کا جواب لکھتے ہوئے اپنے فاروقی انداز میں تحریر فرماتے ہیں :۔

”آپ نے لکھا تھا کہ شیخ عبدالکبیر یمنی نے کہا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ میرے مخدوم! فقیر ایسی باتوں کے سننے کی قطعاً“ تاب نہیں رکھتا اور بے اختیار میری فاروقی رگ حرکت میں آ جاتی ہے اور تاویل و توجیہ کی فرصت بھی نہیں دیتی۔ ایسی باتوں کا قائل شیخ کبیر یمنی ہو یا شیخ اکبر شامی یہاں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام درکار ہے۔ نہ کہ محی الدین عربیؒ صدرالدین قیومیؒ اور عبدالرزاق کاشیؒ کا ہمیں نص سے کام ہے نہ کہ فص سے۔ فتوحات مدینہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں خود علم غیب کے ساتھ اپنی تعریف فرمائی ہے اور اپنے لیے عالم الغیب فرمایا ہے۔ حق سبحانہ سے علم غیب کی نفی کرنا بہت ہی

Marfat.com

بری بات ہے بلکہ حقیقت میں حق سبحانہ کی تکذیب ہے۔ غیب کا کوئی اور معنی بتانا بھی اس برائی سے نہیں بچاتا۔ کبرت کلمتہ تخرج من افواھھم کاش میں جانتا کہ انہیں شریعت مطہرہ کے اس درجہ صریح خلاف بات کہنے پر کیا چیز ابھار رہی ہے"۔ ۱۶۰

بعض صوفیوں کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے محمد مقیم قصوری کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا:۔

"کم عقل خام صوفی اس عبارت کا غلط معنی سمجھ کر خوبصورت شکلوں میں گرفتار ہوتے اور ان کے ناز نخروں پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ انہیں وصول حقیقت کا وسیلہ بناتے اور حصول مطلوب کا زینہ سمجھتے ہیں۔ خبردار! یہ مطلوب کے لیے رکاوٹ اور زبردست پردہ ہے۔ وہ ایک باطل نظریہ ہے جو ان کی نگاہوں کے سامنے مزین ہو کر آیا ہوا ہے اور وہ حقیقت سے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض صوفیہ نے ان صورتوں کے حسن و جمال کو اللہ تعالیٰ کا حسن و جمال سمجھ رکھا ہے۔ اور ان کی جانب مائل ہونے کو خدا کی جانب مائل ہونا اور ان کے مشاہدے کو خدا کا مشاہدہ جانتے ہیں .... اللہ تعالیٰ ان کی باتوں سے بہت بلند ہے۔ ان بے وقوفوں نے اللہ تعالیٰ کو کیا سمجھ رکھا ہے؟"۔ ۱۶۱

ملا طاہر بدخشی رحمتہ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے دنیا دار صوفیہ کے بارے میں یوں عام نصیحت فرمائی تھی:۔

"اس زمانے کے اکثر فقرا آسودہ حال اور کفایت کے میدان میں مقیم ہو چکے ہیں۔ ان کی صحبت و مجالست زہر قاتل ہے ان سے اس طرح بھاگنا چاہیے جیسے شیر سے بھاگتے ہیں"۔ ۱۶۲

صوفیائے کرام کا کام لوگوں کا تزکیہ نفوس کرنا ہے۔ عام لوگوں کے علاوہ حضرات

Marfat.com

علمائے کرام کی تربیت کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ بغیر ان کی رہنمائی اور توجہ کے مراد کا دامن ہاتھ نہیں آتا لیکن صوفیائے کرام کے بھیس میں جو خود گمراہی سے مالا مال ہوں اور وہ دوسروں کے نفوس کا خاک تزکیہ کر سکتے ہیں؟

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی۔ ۱۶۳

بعض صوفیائے خام نے اپنے مریدوں سے سجدہ کروانا شروع کر دیا تو آپ نے اس فعل کی مذمت کی شیخ نظام تھانیسری علیہ الرحمہ کے بعض خلفاء نے یہ غضب ڈھانا شروع کر دیا تھا کہ اپنے مریدوں سے اپنے لیے سجدہ کرواتے اور اسے جائز قرار دیا جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ نظام تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ کو مطلع کر کے اس کا سدباب کرنے کا بارے میں یوں ارشاد فرمایا:۔

"بعض معتمد لوگوں نے نقل کیا ہے کہ آپ کے بعض خلفاء کے مریدیں ان خلفاء کو سجدہ کرتے ہیں اور زمین بوسی پر بھی کفایت نہیں کرتے۔ اس فعل کی برائی اظہر من الشمس ہے۔ انہیں اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایئے۔ اس قسم کے افعال سے سب کو پرہیز کرنا چاہیے اور ان لوگوں کو خاص طور پر جو مخلوق خدا کی پیشوائی کے لیے مشہور ہو چکے ہیں۔ ایسے افعال سے ان لوگوں کو اجتناب کرنا اشد ضروری ہے کیونکہ پیرو کار ان کا اتباع کر کے فتنے میں مبتلا ہوں گے"۔ ۱۶۴

گروہ صوفیا سے بعض ایسے بھی تھے جو وحی الٰہی سے علی الاعلان انکار کرتے تھے۔ حالانکہ وحی الٰہی پر ہی ہدایت اور تربیت کا دارومدار ہے وہ دعویٰ کرتے تھے کہ اللہ جل شانہ ان کے اندر حلول کیے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کا کلی اتحاد ہے اس نامعقول دعویٰ کی بناء پر وہ شریعت مطہرہ کی پیروی اور وحی الٰہی کی ضرورت سے آزاد پھرتے تھے۔ یہ اسلام کی روگردانی کرنے کی ایسی صورت تھی کہ اس سے شاید ہی بری صورت اور موجود ہو۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے سید مرتضٰی بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے نام مکتوب میں ان لوگوں کے بارے میں یوں فرمایا ہے:۔

"جن بعض حکمات میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مقدس گروہ متفق ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔ عبادت غیر حق سبحانہ تعالیٰ کی نفی' اس بلند و بالا ذات کے ساتھ شرک کی ممانعت اور خالق کو چھوڑ کر مخلوق میں سے ایک دوسرے کو رب اور الہ بنا لینے کا عدم جواز۔ یہ حکم اور خالق کی تعلیم انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے اور تبعین انبیاء کے علاوہ یہ دولت کسی کو نصیب نہیں ہوئی اور نہ انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی نے ان باتوں کو پیش کیا ہے۔ اگرچہ یہ منکرین نبوت بھی خدا کو ایک کہتے ہیں لیکن ان کا حال دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو اہل اسلام کی تقلید میں وہ ایسا کہتے ہیں یا واجب الوجود ہونے میں تو اسی ایک ذات کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن استحقاق عبادت میں اسے وحدہٗ لاشریک نیں مانتے جبکہ اہل اسلام کے نزدیک وجوب وجود اور استحقاق عبادت دونوں امور میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک ہے۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ سے باطل کی عبادت کی نفی اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی معبودیت کا اثبات ہوتا ہے۔ دوسری بات جو ان بزرگوں (انبیاء کرامؑ) کے ساتھ خاص ہے وہ یہ ہے کہ یہ حضرات دوسرے لوگوں کی طرح خود کو بشر ہی کہتے ہیں اور الہ اور معبود و حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات ہی کو قرار دیتے ہیں اور سب کو اسی ذات کے آگے جھکنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی ذات کو حلول و اتحاد سے منزہ مانتے اور منواتے ہیں۔

لیکن منکرین نبوت کی یہ حالت نہیں ہے کیونکہ ان کے سرداروں نے تو الویت کا دعوئٰ کیا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کا اپنے اندر حلول بتاتے ہیں اور استحقاق عبادت اور الوہیت کا اپنے لیے کھل کر دعوئٰ کرنے سے بچتے ہیں۔ تو یقیناً" انہوں نے خدا کی

Marfat.com

بندگی سے قدم باہر نکال لیے ہیں اور افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ان پر اباعت اشیاء کا راستہ کھل جاتا ہے اور بزعم خویش خدائی منصب پر فائز ہو کر وہ گمان کیے ہوئے ہیں کہ ان کے لیے کوئی چیز ممنوع نہیں اور جو کچھ ان کے منہ سے نکلتا ہے وہ درست ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب ٹھیک ہے مباح ہے تو اس طرح وہ خود بھی گم کردہ منزل ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ تف ہے ان پر اور ان کی متبعین پر .... منکرین کے سردار اور رئیس جو خدائی کا دعویٰ کیے ہوئے ہیں۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں اپنے پاس سے کہتے ہیں اور محض اپنے باطل زعم الوہیت کی بناء پر اسے درست قرار دیتے ہیں۔ تو انصاف سے کام لینا چاہیے جو شخص کمال بے عقلی کے باعث اپنے آپ کو اللہ سمجھے اور عبادت کا مستحق جانے اور اس فاسد گمان کے تحت ناشائستہ افعال کا مرتکب ہو اس کی باتوں کا کہاں تک اعتبار کیا جا سکتا ہے اور اس کی پیروی میں کون سی بھلائی مل سکتی ہے"۔۔ ۱۶۵

چونکہ گانے اور باجے کی جانب نفس فطرتا" مائل ہوتا۔ اس میں لطف و لذت پاتا اور مسرت و شادمانی حاصل کرتا ہے اس لیے ان صوفیہ نے جو تزکیہ نفس کے بجائے نفس کی پرورش کرنے میں مبتلا تھے انہوں نے غنا و سرود کو اپنے مذہب کا جزو اور حصول درجات کا ذریعہ بنا لیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس پر کڑی تنقید کرتے ہوئے اپنے مخدوم زادگان رحمتہ اللہ علیہما کو لکھا:۔

"آیات و احادیث اور روایات فقہیہ غنا اور سرود کی حرمت میں اس قدر ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے۔ اگر کوئی منسوخ حدیث یا روایت شاذہ کو سرود کے مباح ہونے میں پیش کرے تو اس کا ہرگز اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ کسی فقیہہ نے کسی بھی زمانے میں سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا ہے اور نہ رقص و پاکوبی کو جائز قرار دیا ہے.... اس زمانے کے کچے اور خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ بنا

Marfat.com

کر اپنا دین و مذہب بنا لیا ہے اور اس کو عبادت سمجھتے ہیں .... روایت سابقہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جو شخص کسی حرام فعل کو جائز اور مستحسن جانے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے۔ دریں حالات جائے غور ہے کہ محفل سماع و رقص کی تعظیم کرنا بلکہ اسے اطاعت و عبادت سمجھنا کتنا برا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ ہمارے مشائخ اس امر میں مبتلا نہ ہوئے اور ہمیں تابعداری کو ایسے امور کی تقلید سے دور رکھا"۔ ۱۶۶

تصوف میں جو الحادی نظریات شامل ہو گئے تھے ان کا منبع حضرت شیخ محی الدینؒ بن عربی تھے۔ انہوں نے دو کتابوں فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ میں اپنے نظریہ کی وضاحت کی۔ انہوں نے وحدت الوجود یا ہمہ اوست کا نظریہ پیش کیا۔ رحیم بخش شاہین لکھتے ہیں:۔

"مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پہلے اکثر صوفیا ابن عربی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور پھر عربی فارسی اور اردو کے نامور صوفی شعراء نے بھی ان کے نظریات کی تشہیر میں اہم کردار ادا کیا ان لوگوں کے شاعرانہ تخیل اور اسلوب بیان کی دل آویزی نے وحدت الوجود کے فلسفے کو اور زیادہ پر کشش بنا کر پیش کیا۔ سب سے پہلے عراقی نے لمعات میں اور پھر آخر میں حافظ نے اپنی اثر انگیز اور مسحور کن شاعری میں اس کو زیادہ دلکش صورت بخشی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نظریے کے خلاف لب کشائی کو تصوف کے حق میں گستاخی اور علمی اعتبار سے جہالت کے مترادف تصور کیا جانے لگا حالانکہ اس فلسفے میں اسلامی تعلیمات کی بجائے بالواسطہ طور پر یونانی فکر خصوصا" افلاطون کے اعیان ثابتہ کے اثرات کارفرما تھے۔ اس فلسفے کی رو سے آدمی کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ:۔

ا۔ انسان موجود نہیں موہوم یا معدوم ہے اس کا وجود دھوکہ اور فریب نظر ہے اس

Marfat.com

کے نتیجہ میں وہ جدوجہد یا عمل صالح کی طرف کیسے راغب ہو سکتا ہے؟

۲۔ کائنات میں جو کچھ نظر آتا ہے یہ سب خدا ہے یا بالفاظ دیگر دیکھنے والا (انسان) بھی خدا ہے تو پھر خدا کی عبادت اور اطاعت کے معنی کیا ہوئے؟۔

۳۔ جب فرد کی ہستی باطل ہو گئی اور اس کے وجود ذاتی کی نفی ہو گئی تو اخلاقی ذمہ داری کا احساس کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ اور اخلاقی ذمہ داری کے خاتمے کے بعد دین یا مذہب کیسے باقی رہ سکتا ہے؟۔

ظاہر ہے کہ یہ نظریہ نہ صرف انسان کو ذوق عمل سے محروم کر دیتا ہے بلکہ دین اسلام اور شریعت حقہ کی بنیادوں کو منہدم کرنے کی مذموم کوشش بھی کرتا ہے اس کے علاوہ اس نظریہ نے ظاہر و باطن کے فرق و امتیاز کو بھی ناروا حد تک رواج دیا۔ جس میں شریعت کے سارے نظام کی شکست و ریخت کے خطرات مضمر تھے۔۔۱۶۷

رحیم بخش شاہین فرماتے ہیں:۔

"حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک عظیم کارنامہ وحدت الوجود کی تردید ہے اس میں آپ کو اولیت حاصل ہے۔ آپ نے شریعت حقہ کی بالادستی کے لیے ابن عربی کے نظریات پر شدید تنقید کی اور ثابت کیا کہ وحدت الوجود کا فلسفہ اسلامی تعلیمات کے صریحاً" خلاف ہے۔ انہوں نے وحدت الوجود کے خلاف وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا جو شریعت کے تقاضوں کے مطابق ہے اس نظریے کی رو سے وہ کثرت جو نظر آتی ہے وہ اعیان ثابتہ کا عکس نہیں بلکہ خارج میں موجود ہے وہ ممکن کو واجب میں نہیں مانتے ان کے نزدیک کائنات خدا کی مخلوق ہے اور انسان اللہ کا بندہ گویا ہمہ اوست کی بجائے ہمہ ازاوست کا قائل ہونا ضروری ہے"۔۔۱۶۸

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں متعدد مواقع پر اس بات کی تصریح کی ہے ایک مقام پر لکھتے ہیں:۔

Marfat.com

"محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام درکار ہے نہ کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ (یا ان کے شاگردوں) صدرالدین قونویؒ یا عبدالرزاق کاشیؒ کا (جو کہ وحدت الوجود کے علمبرداروں میں سے تھے) ہم کو نص کلام اللہ و کلام الرسول ﷺ درکار ہے نہ فص (ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم) فتوحات مدینہ (حدیث شریف) نے ہمیں فتوحات مکہ (ابن عربی کی تصنیف) سے مستغنی کر دیا۔ ۱۶۹

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :۔

"اکابر نقشبندیہ .... نصوص کلام اللہ و کلام الرسول ﷺ کو چھوڑ کر کتاب فصوص الحکم کی طرف مائل نہیں ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے نگاہ ہٹا کر کتاب فتوحات مکہ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ۱۷۰

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک تصوف نام ہے اتباع سنت رسول ﷺ اور اطاعت احکام الٰہی کا وہ تمام تعبیرات اور تاویلات جو قلب و ذہن کو اس سے دور کرتی ہو رد کر دینے کے قابل ہیں خواہ وہ شیخ محی الدینؒ ابن عربی کے مکتوبات ہی کیوں نہ ہوں یہ چیزیں خود شیخ موصوف کے لیے تو مستند ہو سکتی ہیں لیکن دوسرے مسلمانوں کے لیے صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام ہی لائق اتباع ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ واضح طور پر کہتے ہیں :۔

ایمان بالغیب ہی حق اور جملہ جزئیات میں اتباع سنت ہی ارتقائے روحانی کی آخری منزل ہے نہ کہ حقائق کشفیہ کو خضر راہ بنانا۔ ۱۷۱

علامہ اقبال جو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے نظریہ وحدت الشہود کے نہ صرف علمبردار تھے بلکہ بڑے سرگرم مبلغ بھی تھے۔ شاہ سلیمان پھلواری کو لکھتے ہیں :۔

Marfat.com

"میرا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ (ابن عربی) کی تعلیمات قرآنی کے مطابق نہیں ہیں اور نہ ہی کسی تاویل و تشریح سے اس کے مطابق ہو سکتی ہیں۔ ۱۷۲

سراج الدین پال کو لکھتے ہیں :۔

جہاں تک مجھے علم ہے فصوص میں سوائے الحاد زندقہ کے اور کچھ نہیں۔ ۱۷۳

مقام وحدت الوجود کے احوال کے بارے میں اپنے ایک مکتوب میں شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ جو شیخ صوفی کے نام لکھا گیا ہے فرماتے ہیں:۔

اس طریقہ عالیہ یعنی طریقہ نقشبندیہ میں تھوڑی مدت تک محنت کرنے کے بعد ہی مجھ پر توحید وجودی منکشف ہو گئی اور اس کشف میں غلو پیدا ہو گیا اور اس مقام کے علوم و معارف کثرت سے ظاہر کئے گئے اور اس مرتبہ کی باریکیوں میں سے کون سی ایسی ہو گی جو مجھ پر منکشف نہ کی گئی ہو۔ مجھ پر شیخ محی الدینؒ ابن عربی کے معارف کے حقائق پورے طور پر ظاہر اور واقع ہو گئے اور مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف کیا گیا۔ صاحب فصوص نے عروج کو نہایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس کے بعد صرف عدم محض ہے اور مجھے تجلی ذاتی سے متعلق ان علوم و معارف کا علم بھی تفصیل سے حاصل ہو گیا جنہیں شیخ ابن عربی نے خاتم الولایت کے ساتھ مخصوص کیا ہے.... آگے جا کر لکھتے ہے کہ یہ حال مدت دراز تک رہا اور مہینوں سے سالوں تک پہنچ گیا۔ اچانک حق سبحانہ تعالی کی عنایت بے نہایت غیب کے دریچے سے میدان ظہور میں آئی اور اس نے بے چون و بے چگون کے پردہ روپوشی کو اٹھا دیا وہ جو پہلے علوم و اتحاد اور وحدت کی خبر دیتے تھے زائل ہو گئے۔ ۱۷۴

ان مباحث سے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا مقصد ان تمام باطل خیالات و اعمال جو خام صوفیا میں شیخ ابن عربی نظریے کے حوالے سے پیدا ہو گئے تھے کی اصلاح کرنا تھا۔

Marfat.com

باب پنجم

اصلاح احوال کے لیے مزید ارشادات

ترویج شریعت: مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ترویج شریعت پر بڑا زور دیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

سب سے اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ ترویج شریعت کی کوشش کی جائے۔ کسی شرعی حکم کو جاری کرنا خصوصاً" ایسے وقت میں جبکہ اسلامی شعائر مٹائے جا رہے ہوں' اللہ عزو جل کی راہ میں کروڑوں روپے خیرات کرنے سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ مسائل شرعیہ کو رواج دینا انبیائے کرام کی پیروی کرنا ہے۔ اور وہ حضرات ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں یہ بات مسلمہ ہے کہ اعلیٰ نیکیوں کی توفیق انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام کو نصیب ہوتی تھی جبکہ دھن دولت خرچ کرنے کی سعادت تو غیرانبیاء کو بھی میسرا آ جاتی ہے۔۔۔۱۷۵

ایک ضروری نصیحت یہ ہے کہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پیروی اپنے اوپر لازمی کر لو کیونکہ اس کے بغیر نجات محال ہے۔ دنیا کی زیبائش و آرائش کی طرف مطلقاً" توجہ نہ کرو اور اس کے حاصل ہونے یا نہ ہونے کو کوئی اہمیت نہ دو کیونکہ اللہ سبحانہ' تعالیٰ کی نظر میں دنیا مبغوض و مردود ہے۔ عنداللہ دنیا کی کوئی نہیں ہوا۔ بندگان خدا کو چاہیے کہ دنیا کے ہونے کی نسبت کو بہتر جانیں اور دنیا کی بے وفائی اور جلد فنا ہونے کی بات تو مشہور بلکہ مشاہدہ ہے۔ دنیا سے محبت رکھنے والے ان لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے جو پہلے گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سیدالمرسلین علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ و السلام کی پیروی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔۔۔۱۷۶

Marfat.com

کتاب و سنت کی اہمیت: آپؒ کتاب و سنت کو قطعی اور اعتبار کے لائق سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں:۔

قطعی اور اعتبار کے لائق صرف کتاب و سنت ہیں۔ جو وحی قطعی سے ثابت ہیں اور فرشتے کے نازل ہونے سے مقرر ہوئے ہیں۔ علماء کا اجماع اور مجتہدین کا اجتہاد بھی ان دو اصلوں کی جانب ہی راجع ہے۔ ان چار شرعی اصولوں کے سوا اور جو کچھ ہے خواہ وہ صوفیہ کے علوم و معارف ہوں یا ان کے کشوف والہامات' اگر مذکورہ اصولوں' (کتاب و سنت) کے موافق ہوں تو مقبول ہیں ورنہ مردود۔ وجد وحال کو جب تک میزان شرع پر نہ تول لیا جائے نیم جو کے بدلے نہیں خریدا جاتا اور کشوف والہامات کو جب تک کتاب و سنت کی کسوٹی پر نہ پرکھ لیا جائے اسے پرکاہ کے برابر شمار نہیں کیا جاتا۔[۱۷۷]

قرب الٰہی کا ذریعہ: نوافل اور فرض میں انسان کو جو قرب الٰہی ہوتا ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"نوافل کے ادا کرنے سے ظلی قرب اور فرض کی ادائیگی سے اصلی قرب حاصل ہوتا ہے' جس میں ظلمیت کی کوئی آمیزش نہیں ہوتی۔ ہاں وہ نوافل جو فرائض کی تکمیل کے لیے ادا کیے جاتے ہیں وہ اصلی قرب کے ممد و معاون ہیں۔ اور فرائض کے ملحقات میں شمار ہوتے ہیں۔ فرائض کا ادا کرنا عالم خلق سے مناسبت رکھتا ہے جو اصل کی جانب متوجہ ہے اور نوافل کا ادا کرنا عالم امر سے مناسبت رکھتا ہے جس کا رخ جانب ظل ہے۔ اگرچہ جملہ فرائض ہی اصلی قرب بخشتے ہیں لیکن ان میں سے افضل و اکمل نماز ہے۔"[۱۷۸]

نماز کی اہمیت: نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وہ خاص وقت جو پیغمبر علیہ الصلواۃ و السلام کو حاصل تھا اور جس کی تعبیرلی

Marfat.com

مع اللہ وقت سے فرمائی تھی' فقیر کے نزدیک نماز ہی میں تھا۔ نماز ہی گناہوں کا کفارہ ہے۔ نماز ہی فواحش و منکرات سے باز رکھتی ہے۔ وہ نماز ہی ہے جس کے اندر پیغمبر علیہ الصلواۃ و السلام راحت تلاش کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا ارحنی یا بلال نماز ہی دین کا ستون ہے اور نماز ہی کفر و اسلام کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔"۱۷۹

نماز کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"عبادت میں لذت آنا اور اس کے ذریعے مصائب و آرام کا دور ہونا حق سبحانہ و تعالیٰ کی بڑی نعمتوں سے ہے خصوصاً" ادائے نماز میں کہ غیر منتہی کو میسر نہیں اور خاص طور پر فرض نمازوں کے ادا کرتے وقت کیونکہ ابتداء میں نفل نماز ادا کرنے میں زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے۔ جبکہ نہایت النہایتہ میں پہنچنے پر لذت کی یہ نسبت ادائے فرض کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ بندہ ادائے نوافل میں اپنے آپ کو بیکار (بمقابلہ فرض نماز) تصور کرنے لگتا ہے اور ادائے فرض ہی اس کے نزدیک کارعظیم قرار پاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ نماز ادا کرتے وقت جو لذت نصیب ہوتی ہے نفس کے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ اس لذت کے وقت وہ آہ وزاری کر رہا ہوتا ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا میں نماز کا مقام آخرت میں رویت کی طرح ہے۔ دنیا میں نہایت قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ آخرت میں نہایت قرب دیدار خداوندی کے وقت ہو گا۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ باقی عبادات نماز کے وسائل و ذرائع ہیں۔ اور نماز اصل مقاصد سے ہے"۔۱۸۰

زکوٰۃ کی اہمیت: زکوٰۃ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

آج کل اکثر لوگ نوافل کی ترویج اور فرائض کو توجہ کے لائق ہی نہیں سمجھتے بلکہ حقیر اور بے اعتبار جانتے ہیں۔ وقت اور بے وقت دولت خرچ کرتے رہتے ہیں

Marfat.com

اور مستحق کو دے دیتے ہیں لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی میں جو صحیح مصرف ہے ان کے لیے ایک دمڑی خرچ کرنا بھی بڑا مشکل ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ زکوٰۃ میں ایک دمڑی دینا نفلی صدقے میں ایک لاکھ روپے دینے سے بہتر ہے"۔ ۱۸۱

ذکر الٰہی: کلمہ طیبہ کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

معلوم نہیں کہ اس دنیا میں میری اس کے برابر اور کوئی آرزو ہو کہ ایک گوشے میں بیٹھا ہوا ہوں اور کلمہ طیبہ کے ورد سے لذت گیر اور محظوظ ہوتا رہوں لیکن کیا کیا جائے کہ سب آرزوؤں کا پورا ہونا ممکن نہیں اور خلقت کی غفلت اور خلط ملط سے چارہ نہیں ہے"۔ ۱۸۲

اوامر و نواہی: اوامر و نواہی کے بارے میں فرماتے ہیں :۔

"ترقی و عروج وابستہ ہے ورع و تقویٰ کے ساتھ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اعمال کے دو جزو ہیں۔ (۱) اوامر کو بجا لانا (۲) نواہی سے بچنا۔ اوامر کے بجا لانے میں فرشتے بھی انسان کے ساتھ شریک ہیں۔ اگر صرف اوامر کے بجا لانے سے ترقی ممکن ہوتی تو فرشتے بھی ضرور ترقی کرتے جبکہ نواہی سے بچنا فرشتوں کو سرے سے حاصل ہی نہیں وہ فطرتاً" گناہوں سے معصوم ہیں مخالفت کی مجال ہی نہیں رکھتے کہ انہیں روکنے کی ضرورت پیش آئے۔ اس سے لازم آیا کہ ترقی جزو دوم کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ اجتناب سرا سر مخالفت نفس کا نام ہے کیونکہ شریعت نفسانی خواہشات کو مٹانے اور غلط رسومات کو دفع کرنے کی خاطر وارد ہوئی ہے۔ نفس کی سرشت ارتکاب حرام کا تقاضا کرتی ہے یا فضول کی جانب مائل کرتی ہے۔ حرام تک پہنچ جائے پس حرام اور فضول کاموں سے بچنا نفس کی عین مخالفت ہے"۔ ۱۸۳

بدعت سے اجتناب: آپ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ دونوں سے اجتناب کرنے

Marfat.com

کی تلقین فرماتے ہیں :۔

"دین ہی نصیحت ہے یعنی سید المرسلین علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت۔ سنت کی پیروی اور ناپسندیدہ بدعات سے اجتناب ضروری ہے۔ خواہ بدعت صبح کی سفیدی جیسی روشن کیوں نہ نظر آئے کیونکہ درحقیقت نہ بدعت میں کوئی نور ہے۔ نہ ضیا نہ کسی مریض کے لیے شفا' نہ یہ کسی مرض کی دوا"۔ ۱۸۴

پھر فرمایا :۔

اے محبت اطوار! جب یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے تو یہاں اعمال صالحہ کے بجا لانے میں ساعی رہنا چاہیے۔ اعمال میں بہترین عمل اور عبادت نماز کا قائم کرنا ہے کیونکہ یہ دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ پس اس کے ادا کرنے میں پورا اہتمام ملحوظ خاطر رہے اور اس کے ارکان و شرائط اور سنن و آداب میں حتی الامکان احتیاط برتی جائے۔ نماز میں طمانیت اور تعدیل ارکان کی بار بار مبالغے کے ساتھ تاکید کی جاتی ہے ان کی پوری طرح حفاظت کریں کیونکہ اکثر لوگوں نے نماز کو ضائع کر دیا ہے۔ اور وہ تعدیل ارکان کو درہم برہم کر چکے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں متعدد وعیدیں اور تہدیدیں وارد ہوئی ہیں۔ جب نماز درست ہو گئی تو امید رکھی جا سکتی ہے کہ نجات میسر آ جائے کیونکہ دین قائم ہو گیا اور عروج کی معراج اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔

بر شکر خلید اے صفرائیاں

از برائے کو رے سو دائیاں۔ ۱۸۵

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :۔

"اس وقت کثرت سے بدعت کے ظہور کے باعث دریائے ظلمات کی طرح نظر آتی ہے۔ اور سنت کا نور غربت و قلت کی بناء پر اس تاریک دنیا میں جگنو کی طرح نظر آتا ہے۔ بدعت کا عمل اس ظلمت کو بڑھاتا اور سنت کے نور کو کم کرتا ہے جبکہ سنت

Marfat.com

کا نور اس تاریکی کو مٹانے اور نور کو بڑھانے کا باعث ہے۔ اب جو چاہے وہ بدعت کی تاریکی کو بڑھائے اور جو چاہے سنت کے نور کو زیادہ کرے۔جس کا دل چاہے شیطان کے گروہ کو بڑھائے اور جس کا دل چاہیے اللہ والوں کی جماعت میں اضافہ کرے۔ سن لو بیشک شیطان کا گروہ خسارے میں ہے"۔ ۱۸۶

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"بدعت دین کو کاٹنے والی کلہاڑی ہے اور سنت چمکتا ہوا ستارا ہے"۔ ۱۸۷

حقیقت دنیا: دنیا کی حقیقت کے بارے میں شیخ فرید بخاریؒ کو ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"دنیا بظاہر شریں ہے اور صورت میں تازگی رکھتی ہے لیکن حقیقت میں زہر قاتل ہے۔ اس کا فائدہ باطل اور اس میں گرفتار ہونا بے کار ہے۔ اس کا مقبول ذلیل و خوار ہے اور اس پر فدا ہونے والا پاگل ہے۔ اس کا حکم سونے میں لپٹی ہوئی نجاست جیسا ہے اور یہ شکر ملے ہوئے زہر کی مثل ہے۔ عقلمند وہ ہے جو ایسی بے کار دولت پر فریفتہ نہ ہو اور ایسے خراب سامان کی محبت میں گرفتار نہ ہو"۔ ۱۸۸

دنیا نفسانی خواہشات کی ممد و معاون ہے اور خراہشات کی پیروی کرنا انسان کو اس کے خالق و مالک کا باغی بنا دیتی ہے۔ اسی لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔

کمینی دنیا اس لیے حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک ملعونہ و مبغوضہ ہے کہ دنیا کا حصول نفسانی خواہشات کے حصول کا ممد و معاون ہے پس جو دشمن کی مدد کرے وہ ضرور لعنت کا مستحق ہے اسی لیے فقر فخر محمدی ہوا علیہ وعلیٰ الہ الصلوات و التسلیمات کیونکہ فقر میں نفسی کی نامرادی ہے اور انبیاء کرام علیھم الصلوات التسلیمات کی بعثت کا مقصد نفس کو عاجز کرنا ہے اور تکلیفات شرعیہ میں یہ حکمت ہے کہ نفس امارہ عاجز اور خراب

Marfat.com

ہوتا ہے۔ شرائع نفسانی خواہشات کو مٹانے کی غرض سے وارد ہوئی ہیں۔ جس قدر شریعت کے مطابق عمل کیا جائے گا اسی قدر نفسانی خواہشات زوال پذیر ہوں گی"۔ـــ۱۸۹

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

"فرزند ارشد! کمینی اور ناپسندیدہ دنیا میں گرفتار نہ ہوں اور اللہ جل سلطانہ کی جانب دائمی توجہ کے سرمایے کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ آدمی اس بات کا خیال رکھے کہ وہ کیا فروخت کر رہا ہے اور کیا خرید رہا ہے۔ آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ دنیا اور مخلوق کی محبت میں پھنس کر حق سبحانہ و تعالیٰ سے کٹ جانا پاگل پن اور بے وقوفی ہے دنیا اور آخرت کا جمع ہونا اضداد کے جمع ہونے کی طرح (محال) ہے"۔ـــ۱۹۰

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

اہل دنیا کی صحبت اور ان سے میل جول زہر قاتل ہے۔ اس زہر کا کشتہ ابدی موت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے چہ جائیکہ بار بار صراحت اور مبالغے کے ساتھ کہا جائے۔ بادشاہوں کے دربار کا لقمہ چرب و شیریں مرض قلبی میں اضافہ کرتا ہے۔ شیر سے بھی زیادہ ان کی صحبت سے بھاگو کیونکہ شیر صرف دنیاوی موت کا سبب بنتا ہے۔ جس سے آخرت برباد نہیں ہوتی لیکن حکام و سلاطین سے میل جول رکھنا ابدی ہلاکت اور دائمی خسارے کا سبب بن جاتا ہے۔ لہٰذا ان کی صحبت سے بچو ان کے لقموں اور ان کی دوستی سے دور رہو اور ان کو دیکھنے سے گریز کرو"۔ـــ۱۹۱

دنیا اور دولت کی خطرناکی: ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"اے فرزند! دنیا دار اور دولت مند بڑی بلا میں گرفتار اور ابتلائے عظیم میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ دنیا جو حق تعالیٰ کی مبغوضہ ہے اور دولت بڑی بڑھ کر مردار ہے وہ ایسی آراستہ اور پیراستہ نظر آتی ہے، جیسے نجاست پر سونا چڑھا دیا جائے۔ یا زہر کو شکر

Marfat.com

میں ملا دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی دور اندیش عقل کو اس کمینی کی برائی سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اور اس ناپسندیدہ کی قباحت پر ہدایت و دلالت فرما دی گئی ہے۔ اس واسطے علماء نے فرمایا ہے اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ میرا مال زمانے کے عقلمند ترین شخص کو دیا جائے تو زاہد کو دینا چاہیے۔ جو دنیا سے بے رغبتی کمال عقل کے باعث ہے۔ اس عقل کے اکیلے گواہ پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ نقل کا دوسرا گواہ بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔اور حضرات انبیائے کرامؑ کی زبان سے جن کا جود اہل جہاں کے لیے سراسر رحمت ہے اس کھوٹے سامان کی حقیقت پر مطلع فرمایا گیا ہے۔ اور اس فاحشہ مکار کی محبت سے منع فرمایا گیا ہے۔ ان دونوں عادل گواہوں کے موجود ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شکر موہوم کی طمع میں زہر کھا لے اور خیالی سونے کی امید پر نجاست اختیار کرے تو وہ نرا احمق ہے۔ بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خبروں کا منکر ہے اور وہ شخص منافق کا حکم رکھتا ہے اس کا ظاہری ایمان آخرت میں کوئی فائدہ نہ دے گا"۔ ۱۹۲

دنیا کی جانب رغبت رکھنے والے علماء کے بارے میں آپؒ نے یوں حقیقت بیان فرمائی ہے:۔

دنیا دار علماء جن کی بھاگ دوڑ کمینی دنیا کی دولت کے لیے ہے ان کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کی یہ بیماری متعدی بیماری ہے"۔ ۱۹۳

دنیا دار علماء کی حقیقت کو آپؒ نے حکیمانہ مثالوں کے ذریعے یوں بھی سمجھایا ہے:۔

"محبت دنیا اور اس کی جانب رغبت رکھنا علماء کے چہرہ جمال کا بدنما داغ ہے۔ مخلوق کو اگرچہ ایسے علماء سے بھی فائدے پہنچتے ہیں لیکن ایسے علماء کا علم خود ان کے لیے نفع مند نہیں ہوتا۔ علماء سو سنگ پارس کی طرح ہیں کہ اس کے ساتھ لگنے سے

Marfat.com

لوہار اور تانبا تو سونا بن جاتے ہیں لیکن وہ خود پتھر ہی رہتا ہے۔ اس طرح وہ آگ جو پتھر اور بانس میں پوشیدہ ہوتی ہے لوگ اس آگ سے مستفید ہوتے ہیں لیکن پتھر اور بانس اپنی اندرونی آگ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر پاتے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ علم ان کے حق میں نقصان وہ ہے کہ اس علم نے ان پر حجت تمام کر دی"۔ ۱۹۴

اعمال حسنہ: اعمال حسنہ کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میرے مخدوم! عمر کا بہترین اور قیمتی حصہ ہوا و ہوس میں گزر گیا اور دشمنان خدا کی رضا جوئی میں بسر ہوا ہے۔ اب عمر کا نکما حصہ باقی رہ گیا ہے اگر آج ہم اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے میں صرف نہ کریں اور اشرف کی تلافی ارذل سے نہ کریں تھوڑی محنت کو ابدی آرام و راحت کا وسیلہ نہ بنائیں تھوڑی نیکیوں سے بہت سی برائیوں کا کفارہ ادا نہ کریں تو کل کونسا منہ لے کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے؟ غفلت کی روئی کب تک کانوں میں پڑی رہے گی آخر ایک روز نگاہوں کے سامنے سے غفلت کے سارے پردے اٹھ جانے ہیں۔ کانوں سے غفلت کی روئی دور ہو جائے گی۔ اس وقت ہوش آنے سے فائدہ کیا ہو گا؟ اس وقت سوائے حسرت و ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔ چاہیے تو یہ کہ موت آنے سے پہلے اپنا کام درست کر لیا جائے"۔ ۱۹۵

"حق تعالیٰ نے دنیا کو آخرت کی کھیتی بنایا ہے۔ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو سارا بیج کھا جائے اور استعداد کی زمین میں کچھ نہ ڈالے ایک دانے سے سو دانے بنائے اور اس دن کے لیے کچھ ذخیرہ نہ کرے جس روز بھائی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور ماں بیٹے کی خبر نہ لے گی۔ ایسا شخص دونوں جہانوں کے خسارے میں ہے اور سوائے حسرت و ندامت کے اسے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ سعادت مند دنیا کی فرصت کو غنیمت جانتے ہیں اس غرض سے نہیں کہ اس کی نعمتوں اور لذتوں سے لطف اندوز ہوں جو ناپائیدار ہیں

Marfat.com

اور ان کے ساتھ رنج و محن بھی ہیں بلکہ اس غرض سے کہ اس فرصت میں کاشتکاری کریں نیک عمل کے ایک ایک دانے سے واللہ یضعف لمن یشا کے بموجب بے حساب ثمرات حاصل کریں۔ اسی لیے تو چند روزہ اعمال صالحہ کی جزا ابدی آرام مقرر فرمایا گیا ہے"۔ ۱۹۶

ایک اور جگہ فرمایا:۔

"ایام زندگی کو موہوم مقاصد میں صرف کرنا اور ان (اموال و ضافع دنیوی) کو عمر رواں کا مطمع نظر بنا لینا بہت بری بات ہے۔ چاہیے تو یہ کہ نقد وقت کو مفید اور ضروری کاموں میں صرف کیا جائے اور غیر نقد (یعنی آگے ایام زندگی جو موہوم امر ہے) کے لیے لایعنی باتوں کو ذخیرہ بنا دینا چاہیے۔ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی طلب میں اگر تھوڑی سی تکلیف بھی عطا فرمائے تو ماسوائے حق تعالیٰ کے ساتھ آرام و راحت حاصل کرنے سے نجات ملے۔ زبانی جمع خرچ فضول ہے بلکہ قلب کی سلامتی حاصل کرنی چاہیے۔ اصل مقصد کی فکر میں رہنا اور لایعنی امور سے پوری طرح منہ موڑ لینا چاہیے"۔

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است
گر شکر خور دن بود جان کندن است ۱۹۷

اعمال میں عجلت پسندی: آپ اعمال میں سستی کو پسند نہ کرتے تھے آپؒ نے فرمایا:۔

"محبت کی نشانیوں والے! وقت (انسان کی زندگی کے لیے) کاٹنے والی تلوار ہے۔ معلوم نہیں کل دیکھنی نصیب ہو یا نہ ہو۔ ضروری کاموں کو آج ہی کرنا چاہیے اور غیر ضروری کام کل کے لیے ملتوی کر دیے جائیں۔ عقل معاد کا تقاضا یہی ہے اگرچہ عقل معاش ایسے تقاضے سے خالی ہے"۔ ۱۹۸

ایک اور جگہ فرمایا:۔

Marfat.com

"سعادت و شرافت کے نشانات والے ! آدمی کو جب ظاہری مرض لگ جاتا ہے اور کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کے دور کرنے میں سعی بلیغ کی جاتی ہے کہ اس مصیبت سے نجات ملے لیکن قلبی مرض جو ماسوائے حق کی گرفتاری ہے اور جو آدمی پر اس درجہ غالب آ جائے کہ قریب ہے اسے ہمیشہ کی نیند سلا دے اور ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار کر دے۔ اس کے دور کرنے کی ذرا پروا نہیں ہوتی۔ دفع کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اگر کوئی اس گرفتاری کو مرض ہی نہیں جانتا تو پرلے درجے کا احمق ہے اور مرض تو جانتا ہے لیکن دفع کرنے کی فکر میں نہیں تو بڑا بے عقل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس مرض کو مرض سمجھنے کے لیے عقل معاد درکار ہے کیونکہ عقل معاش اپنی کوتاہ اندیشی کے باعث ظاہر پر نظر رکھتی ہے۔ جس طرح عقل معاش ظاہری آرام و راحت کے پیش نظر باطنی امراض کو امراض ہی شمار نہیں کرتی اسی طرح عقل معاد اجر آخرت پر نظر رکھنے کے باعث ظاہری امراض کو امراض شمار نہیں کیا کرتی۔ عقل معاش کی نظر کوتاہ ہے اور عقل معاد کی تیز۔ عقل معاد انبیائے کرام علیہم الصلواۃ والسلام کا حصہ ہے اور عقل معاش دولت مندوں اور دنیا داروں کا زاویہ نظر ہے"۔ ۱۹۹

میرے بھائی مولانا محمد صادق ! عجیب بات ہے کہ اپنے آپ کو پوری طرح اسباب کی جانب متوجہ کر دیا جائے۔ اگرچہ خدائے مسبب الاسباب نے اشیاء کو اسباب پر مرتب فرمایا ہے لیکن اس کی کیا ضرورت ہے کہ اسباب ہی پر نظر مرکوز کر دی جائے۔ ایسی کوتاہ نظری تمہارے لیے بڑی نامناسب ہے اور آپ جیسے حضرات کے لیے تو یہ بہت ہی برا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے گریبان میں جھانکنا چاہیے اور اس انداز فکر کی برائی کو تصور میں لائیے۔ فقرا کا لباس پہن کر کمینی اور خدا کی دشمن دنیا کو جمع کرنے لگ جانا بہت برا ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ برائی آپ کو خوبصورت اور خوشنما معلوم

Marfat.com

ہوتی ہے۔ دنیاوی ضروریات کے حاصل کرنے میں ضرورت کے مطابق ہی کوشش کرنی چاہیے۔ اپنی ساری توجہ اسی کی جانب مبذول کر دینا اور زندگی کو اسی کے حصول میں ضائع کر دینا بڑی حماقت ہے۔ فرصت بڑی غنیمت ہے۔ ہزار افسوس اس شخص پر جو زندگی کو فضول کاموں میں گنوا دے"۔ ۲۰۰

دنیاوی حالات کی پراگندگی اور ظاہری احوال کے انتشار سے پریشان نہ ہوں۔ یہ حالات اس لائق نہیں ہیں کہ ان کے باعث آدمی ہمت ہار بیٹھے۔ یہ دنیا فانی ہے۔ یہاں حق تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں میں زندگی بسر کرنی چاہیے۔ خواہ اس کے ضمن میں تنگی آئے یا آسانی۔ شان مطلوبیت کے لائق واجب الوجود جل شانہ کی ذات کے سوا اور کوئی نہیں ہے"۔ ۲۰۱

اطاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: اطاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"حق سبحانہ تعالیٰ نے اطاعت رسول کو عین اپنی اطاعت کہا ہے۔ اسی تاکید و تحقیق کی خاطر لفظ قد وارد ہوا ہے تاکہ کوئی بوالہوس ان دونوں اطاعتوں میں فرق نہ کرنے لگے"۔ ۲۰۲

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے حکیمانہ انداز میں شیخ فرید بخاری کو یہی نکتہ سمجھاتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام کی مکمل متابعت آپ کے ساتھ کمال محبت رکھنے کی فرع ہے کیونکہ محب جسے چاہتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے اور کمال محبت کی نشانی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ پوری طرح عداوت رکھی جائے۔ محبت میں دوغلے پن کی گنجائش نہیں ہے۔ محب محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے اور مخالفت کی مجال نہیں رکھتا۔ اور محبوب کے مخالفوں سے کسی بھی وجہ سے صلح نہیں کر

Marfat.com

سکتا اور دو متضاد محبت جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ اجتماع نمدین کو محال کیا گیا ہے۔ ایک کی محبت دوسرے کی عداوت کو مستلزم ہے"۔ـ۲۰۳

محبت اہل بیت: اہل بیت اطہار کی محبت سے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اس فقیر کے والد بزرگوار جو ظاہر و باطنی علوم سے بہرہ مند تھے اکثر اوقات محبت اہل بیت کی ترغیب فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ میں بڑا دخل ہے لہٰذا اس کو پوری طرح ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ان کے مرض موت میں یہ فقیر حاضر تھا۔ جب وہ آخری وقت کے نزدیک پہنچے اور اس دار فانی کا شعور و احساس گھٹنے لگا تو اس فقیر نے انہیں ان کے وہ ارشادات یاد دلائے اور محبت اہل بیت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بے خودی کے عالم میں فرمایا کہ بفضلہ تعالیٰ میں اہل بیت کی محبت میں غرق ہوں۔ اس وقت یہ فقیر اللہ عز جل کا شکر بجا لایا۔ اہل بیت کی محبت اہلسنت و جماعت کا سرمایہ ہے جبکہ مخالفین اہلسنت اس حقیقت سے بے خبر ہیں"۔ـ۲۰۴

سادات کا احترام: سادات عظام جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد میں شمار ہیں ان کی محبت اور تعظیم بھی اہلسنت کا سرمایہ اور معمول ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ نے اسی تعلق خاطر کی بناء پر فرمایا ہے:۔

"سرور دین و دنیا علیہ وعلیٰ الہ الصلوات والتحیات سے نسبی تعلق رکھنے کے باعث سادات کثیر البرکات ہیں۔ اور ان حضرات کی شان اس بات سے بلند و بالا ہے کہ قاصر بیان ان کی تعریف و توصیف کر سکے ہاں انہیں اپنی سعادت کا ذریعہ جانتے ہوئے اس بارے میں لب کشائی کرتا ہے بلکہ ان کے وسیلے سے خود کو قابل تعریف بنانے کی غرض سے ان کی دوستی کا اظہار کرتا ہے جس پر فقیر معمور ہے"۔ـ۲۰۵

Marfat.com

صحابہ کرام سے محبت: صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے محبت کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"عاقل منصف اصحابؓ رسولﷺ کی عداوت کو ہرگز ان کی محبت پر ترجیح نہیں دے گا۔ بلکہ پیغمبر و علیہم الصلوات و التسلیمات کی دوستی کے باعث انہیں دوست رکھے گا"۔۔۔۲۰۶

فقراء کی صحبت: حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فقرا کے بارے میں ملا شیکبی اصفہانی علیہ الرحمہ کو لکھا تھا۔

"آپ جب تک اس دنیامیں رہیں فقرا کی محبت پر زندہ رہیں اور جب اس دنیا سے رخصت سفرباندھیں تو فقرا کی محبت کا سایہ لے کر جائیں جب قبر سے اٹھیں تو ان کی محبت لے کر اٹھیں اس وجود پاک کی حرمت سے جس نے فقر پر فخر کیا اور اسے دولتمندی پر ترجیح دے کر اختیار فرمایا علیہ وعلیٰ الہ الصلوات والتسلیمات"۔۔۔۲۰۷

فقراء کی صحبت سے کنارہ کش ہونے والے کو فرماتے ہیں:۔

اے برادر! آپ نے دل تنگ ہو کر فقراء کی صحبت سے کنارہ کش ہو کر اغنیا سے مجالست اختیار کرلی ہے۔ یہ آپ نے بہت برا کیا۔ آج اگر چشم بصیرت بند ہے تو کل کھل جائے گی۔ لیکن اس وقت سوائے ندامت اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ بتا دینا شرط ہے"۔۔۔۲۰۸

آپؒ نے فرمایا:۔

"یاد رکھیے کہ فقراء کے آستانے کی جاروب کشی بھی اغنیاء کی صدر نشینی سے بہتر ہے آج یہ بات سمجھ میں نہ آئی تو کل آ جائے گی۔ مگر اس وقت فائدہ کچھ نہ ہو گا۔ لقمہ شیریں اور لباس فاخرہ کی طلب نے آپ کو اس مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔

Marfat.com

ابھی کچھ نہیں گیا اپنے مقصد کی فکر چاہیے۔ جو چیزیں حق سبحانہ تعالیٰ کی جانب رکاوٹ بنیں ان سے بچو اور دور بھاگو"۔ ۲۰۹

طریقت کے آداب: پیرو مرشد کے آداب کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"غور کرنا چاہیے کہ جب کمینی دنیا کے وسائل کے لیے باریک آداب درکار ہیں تو جو چیزیں خدا تک پہنچنے کا وسیلہ (مرشد وغیرہ) ہیں ان کے آداب کی رعایت کتنے کامل طریقے پر لازم ہو گی۔ پس جہاں تک ممکن ہو مرید ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے کپڑوں یا سائے پر پڑتا ہو۔ مرشد کی جانماز پر پاؤں نہ رکھے۔ اس کے وضو کے جگہ وضو نہ کرے۔ اس کے خاص برتنوں کو اپنے استعمال میں نہ لائے۔ اس کے سامنے نہ کھائے پیئے نہ کسی سے گفتگو کرے بلکہ کسی اور کی جانب متوجہ نہ ہو۔ مرشد کی عدم موجودگی میں اس کی جانب پیر نہ پھیلائے اور نہ اس جانب تھوکے۔جو کچھ مرشد سے صادر ہو اسے درست جانے اگرچہ بظاہر درست نظر نہ آئے کیونکہ مرشد کامل جو کچھ کرتا ہے وہ الہام و اذن سے کرتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے"۔ ۲۱۰

وجہ فضیلت انسان: ورع اور تقویٰ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"انسان کو فرشتے پر فضیلت ورع و تقویٰ کے سبب ہے اور مدارج علیہ کی جانب ترقی بھی اسی کے باعث ہوتی ہے۔ پہلے جزو یعنی عبادت میں ملائکہ بھی انسان کے ساتھ شریک ہیں۔ لیکن ان میں ترقی مفقود ہے پس ورع و تقویٰ کے جزو کی رعایت اسلام میں اعلیٰ مقاصد سے ہے اور دین کے نہایت ضروری امور میں داخل ہے۔ اس جزو کی رعایت جس کا مدار حرام چیزوں سے بچنے پر موقوف ہے پوری طرح اس وقت میسر آ سکتی ہے جب بیکار مباحات سے بھی اجتناب کیا جائے اور مباحات میں بقدر

Marfat.com

ضرورت پر کفایت کی جائے کیونکہ ارتکاب مباحات میں باگ کو ڈھیلی چھوڑ دنیا مشتبہ امور کے ارتکاب تک پہنچا دیتا ہے۔ اور مشتبہات سے تجاوز کر کے انسان حرام تک جا پہنچتا ہے"۔۔۔۲۱۱

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"آپ کی جو یومیہ روزی مقرر ہوئی ہے اسی کو غنیمت جانتے ہوئے اصل کام کی فکر کرنی چاہیے۔ اسے مزید روزی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے کیونکہ پھر لالچ لامتناہی سلسلے کی شکل اختیار کر جاتا ہے جبکہ لمبی امیدیں رکھنا درویشی میں کفر کی طرح ہے"۔۔۔۲۱۲

علماء کی بے احتیاطی: آپ علماء میں کوتاہی اور سستی کو برا جانتے تھے آپؒ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"بعض علماء راسخ العقیدہ ہونے کے باوجود اعمال میں سستی اور کوتاہی کے مرتکب ہیں انہیں دیکھ کر علماء کا مطلق انکار کرنا اور تمام علمائے کرام کو مطعون کرنا محض ناانصافی اور بے بنیاد مکابرہ ہے۔ بلکہ اکثر ضروریات دین کا انکار ہے کیونکہ ضروریات دین کے ناقل علمائے کرام ہی تو ہیں۔ یہی حضرات تو کھرے کھوٹے کی پہچان کرنے والے ہیں۔ اگر ان کا نور ہدایت نہ ہوتا تو ہم کہاں سے ہدایت پاتے۔ اگر یہ صواب و خطا میں تمیز نہ کرتے تو ہم گمراہ ہو جاتے۔ یہ علماء ہی تو ہیں جنہوں نے دین قیم کا کلمہ بلند کرنے میں اپنی پوری قوت لگا رکھی ہے۔ اور بے شمار لوگوں کو صراط مستقیم پر چلا رہے ہیں۔ پس جس نے ان کی پیروی کی وہ نجات و فلاح پا گیا اور جو ان کا مخالف ہوا وہ خود گمراہ ہوا اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بنے گا"۔۔۔۲۱۳

آخر میں آپؒ نے اہل علم کی حمایت حق پر کمربستہ کرنے اور اپنا فرض پہنچانے کی دعوت دیتے ہوئے اپنی فاروقی رگ کی حرکت میں آنے کا ذکر یوں فرمایا ہے:۔

"ایسے واقعات رونما ہونے کے باوجود غفلت برتنا بدعقیدہ لوگوں کو دلیر کرنا اور

Marfat.com

دین میں رخنہ انداز ہونے کا مترادف ہے اور یہ بات بھی سہل پسندی میں شمار ہوتی ہے ادھر مہدی کی جماعت کھلے بندوں اہل حق کو اپنے باطل خیالات کی دعوت دیتی ہے اور وہ لوگ دیکھتے ہی دیکھتے ہی ریوڑ سے ایک دو افراد کو بھیڑیا بن کر اچک لے جاتے ہیں۔ زیادہ کیا تکلیف دوں حقیقت یہ ہے۔ کہ جب یہ وحشت انگیز خبر سننے میں آئی تو اس نے شورش پیدا کی اور میری فاروقی رگ کو حرکت دی"۔۔ ۲۱۴

Marfat.com

باب ششم

رخصت نہیں عزیمت

(احوال زنداں)

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمان گورنروں سپہ سالاروں' مقربوں' اور صاحب درد اصحاب کی وساطت سے بادشاہ جہانگیر کی اصلاح کرنے کی کوشش کی۔ علمائے خام صوفی اور شیعہ علماء کے باطل عقیدہ کی قلعی کھولنے کے ساتھ ساتھ اصلاح احوال کی پوری کوشش کی۔ ان کے علاوہ ہندوؤں کے زیر اثر پیدا شدہ عقائد کی اصلاح بھی فرمائی۔ حتیٰ کہ بادشاہ کو سجدہ کرنے والوں کے خلاف فتویٰ دے دیا۔ جب دشمنانان اسلام کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا تو انہوں نے آپؒ کے خلاف سیاسی محاذ قائم کر لیا۔ اور بادشاہ کے کان بھرنے شروع کیے کہ حضرت امامؒ حکومت کے باغی ہیں اور درویشی کے بھیس میں ایک زرہ پوش فوج تیار کر رہے ہیں۔ تاکہ تخت و تاج پر قبضہ کیا جا سکے۔ جہانگیر کو مذہبی مخالفت سے زیادہ سیاسی خطرہ نظر آیا تو اس نے پہلے حضرتؒ کے معاونین و معتقدین کو دربار سے دور دراز مقامات پر تبدیل کر دیا۔ پھر آپؒ کو دربار میں طلب کیا اور آداب شاہانہ یعنی ظل سبحانی کو دربار میں سجدہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک نائب اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں جھکنے والا بادشاہ ہند کے سامنے کس طرح زمین بوس ہو سکتا تھا۔ حضرت امامؒ کو تمام شاہی جاہ و جلال اور کروفر مرعوب نہ کر سکے۔ آپؒ کی حمیت دینی اور غیرت اسلامی جوش میں آئی۔

آپؒ نے فرمایا! اے جہانگیر یہ ایک کھلی ضلالت ہے کہ میں اپنے ایسے مجبور انسان کو قابل سجدہ سمجھوں جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کے سوا کسی کے سامنے سجدہ جائز نہیں۔

Marfat.com

بادشاہ جہانگیر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا جواب سن کر سیخ پا ہو گیا۔ حاسد درباریوں اور خود بیگم نور جہاں نے جو شیعہ تھی بادشاہ کو خوب بھڑکایا۔ جہانگیر نے آپؒ سے خوفزدہ ہو کر آپ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔۲۱۵

جب یہ خبر شہزادہ خرم (جو بعد میں شاہجہان کے نام پر ہندوستان کا بادشاہ بنا) نے سنی تو وہ سخت مضطرب اور بے چین ہوا وہ چونکہ آپؒ کا معتقد تھا اس کا بے چین ہونا قدرتی امر تھا۔ آداب شاہی کے پیش نظر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنا خاص معتمد بھیجا کہ آپؒ صرف ایک مرتبہ تعظیمی سجدہ کر لیں اس کے بعد میں بصد آداب آپؒ کی رہائی عمل میں لاؤں گا۔ اپنی گزارش کے جواز میں فقہ کی کتب پیش کیں جن میں سجدہ تعظیمی مباح یعنی جائز قرار دیا گیا آپؒ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:۔

"اس معاملہ میں "رخصت" شاید ہو سکتی ہو لیکن "عزیمت" کا مقام اس بات کو ہرگز قبول نہیں کرتا" یہ سن کر شہزادہ خاموش ہو گیا۔۲۱۶

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے عزیمت کو رخصت پر یعنی اجازت پر استقامت کو ترجیح دے کر تاریخ ہند بنا دیا۔

گوالیار کا یہ قلعہ باغی عناصر کے لیے مشہور تھا۔ یہاں ہزاروں ہندو مقید تھے۔ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغ سے وہ مشرف با اسلام ہوئے اور سینکڑوں ان میں آپؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ قلعہ کی نگرانی کے لیے جو عملہ تعینات تھا وہ بھی آپؒ کی تعلیمات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ باغیوں کا یہ قلعہ خانقاہ مجددیہ میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ عرصہ صبر و سکون کے ساتھ گزارا بلکہ آپؒ نے اس مصیبت کو عین راحت قرار دیا آپؒ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

میر محمد نعمان کو معلوم ہوا ہو گا کہ میرے خیر اندیش دوستوں نے ہر چند میری رہائی کے لیے اسباب پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا جو کچھ خدا نے کیا وہی بہتر ہے۔ بمقتضائے بشریت مجھ کو بھی اس سے کچھ رنج ہوا اور دل میں تنگی ظاہر ہوئی لیکن تھوڑے ہی زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ رنج اور دل کی تنگی فرحت و شرح صدر سے بدل گئی اور یقین خاص سے معلوم ہوا کہ اگر اس جماعت کی مراد جو میرے درپے آزار ہے اللہ جل سلطانہ کی مراد کے موافق ہے تو پھر اس پر ناپسندیدگی اور دل کی تنگی بے معنی ہے دعویٰ محبت کے منافی۔ ۲۱۷

قید ہی کے سلسلہ میں ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

آپؒ کا صحیفہ شریفہ جو شیخ فتح اللہ کے ہمراہ بھیجا تھا پہنچا۔ آپؒ نے جفا و ملامت خلق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے یہ تو اس گروہ سا لکین کا حسن اور ان کے زنگ کے لیے صیقل ہے لہٰذا دل کی تنگی و کدورت کا باعث کیوں ہو؟ جب یہ فقیر اس قلعہ میں پہنچا تو اوائل حال ہی میں یہ محسوس ہوتا تھا کہ ملامت خلق کے انوار شہروں اور دیہاتوں سے نورانی بادلوں کی طرح پے درپے پہنچ رہے ہیں اور میرے معاملہ کو پستی کی طرف نہیں بلندی کی طرف سے جا رہے ہیں۔ ۲۱۸

اپنے بیٹوں کو احوال قید سے مطلع فرماتے ہیں :۔

"فرزندان گرامی! خاطر جمع رکھو لوگ ہر وقت ہماری تکلیفوں پر نظر رکھتے ہیں اور اس کی تنگی سے خلاصی چاہتے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ نامرادی بے اختیاری اور ناکامی میں کس غضب کا حسن و جمال ہے اس کے برابر کون سی نعمت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس مخلص کو بے اختیار کر کے خود اس کے ارادے اور اختیار سے باہر نکال لے اور اپنے ارادے کے مطابق زندگی بخشے حتیٰ کہ اس کے امور اختیار یہ کو اس بے اختیاری کے تابع بنا کر اس کو اپنے ارادے اور اختیار سے بالکل دستبردار کر دیا جائے اور اس کو مردہ

Marfat.com

بدست زندہ بنا دیا جائے۔ قید کے زمانہ میں جب اپنی ناکامی و بے اختیاری کو دیکھتا تھا تو عجب لطف اٹھاتا تھا اور انوکھا مزہ پاتا تھا لیکن فراغت والے مصیبتوں کے حسن کا کیا اندازہ کریں۔ بچوں کو تو صرف شیرینی میں مزہ ملتا ہے۔ لیکن جس کو تلخی میں لذت ملی تو وہ شیرینی کو ایک جو میں بھی نہیں خریدتا"۔

مندرجہ بالا مکتوب اگرچہ گوالیار کے قلعہ کے زمانہ کا نہیں بلکہ لشکر میں نظر بندی کے زمانہ کا ہے تاہم اس میں وہ کیفیات درج ہیں جو قید کے زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ محسوس کرتے رہے ہیں۔ ان مکتوبات سے آپؒ کے صبر وتحمل بردباری اور برداشت کا پتہ چلتا ہے ۔آپؒ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی میں مصائب اور عین راحت سمجھ کر سینے سے لگایا۔ قید کے دوران میں بھی آپؒ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ گوالیار کے قلعہ میں ہزاروں ہندو مقید تھے۔ حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغ سے وہ مشرف با اسلام ہوئے اور سینکڑوں ان میں سے آپؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوتے گئے۔ ۲۱۹

آپؒ کی رہائی سے متعلق مختلف روایات موجود ہیں۔ حضرتؒ کی نظر بندی کا علم جب ان اراکین سلطنت اور گورنروں کو ہوا جو آپؒ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ تو وہ بھڑک اٹھے اور بادشاہ کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کی خاطر ان کے درمیان خط و کتابت شروع ہو گئی آخر کار طے پایا کہ مہابت خان حاکم کابل بغاوت کریں اور دیگر حکام فوج اور خزانے سے ان کی مدد کریں گے۔ مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ جب مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو علم ہوا تو آپؒ نے منع فرمایا اور رضائے الٰہی پر راضی رہنے کی تلقین کی چنانچہ مہابت خاں واپس چلا گیا۔ ۲۲۰

صاحب روضتہ القیومیہ کے نزدیک مذکورہ واقعہ یوں ہے کہ مہابت خاں اور جہانگیر

Marfat.com

کی فوجوں کا دریائے جہلم کے قریب آمنا سامنا ہوا۔ جہانگیر کے لشکر میں بھی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے بکثرت مرید تھے اس لیے شاہی لشکر نے مقابلے میں کوئی سرگرمی نہ دکھائی۔ جہانگیر کو ایک جنگی چال سے گرفتار کر لیا گیا۔ وزیراعظم اور جہانگیر نے مہابت خاں سے معافی مانگی اور مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو رہا کر دینے کا وعدہ کیا۔ آپؒ کو معلوم ہوا تو مہابت خاں کو لکھ بھیجا کہ فتنہ دفع کرو اور بادشاہ کے اطاعت گزار رہو۔ جہانگیر کو جب اس مکتوب کا پتہ چلا تو وہ بہت نادم ہوا۔ بادشاہ نے وہاں پروانہ رہائی جاری کیا اور زیارت کی خواہش ظاہر کی۔؂۲۲۱

رہائی کے بارے میں مولانا محمد داؤد امرتسری نے یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو گوالیار کے قلعے میں نظر بند کرنے کے بعد جہانگیر ایسا بیمار ہوا کہ علاج معالجے کی کوئی تدبیر کارگر ثابت ہوتی نظر نہ آئی۔ اسی اثناء میں بادشاہ نے ایک شب بوقت خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ فرما رہے ہیں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو رہا کر دو۔ جہانگیر نے بیدار ہوتے ہی رہائی کا فرمان جاری کر دیا۔؂۲۲۲

مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی نے رہائی کا واقعہ یوں بیان کیا ہے:۔

قید سے رہائی کا واقعہ بھی آپؒ کی روشن کرامت ہے۔ بادشاہ جہانگیر نے خواب دیکھا خواب کیا قسمت جاگ اٹھی دیکھا کہ سیدنا خلق اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بطور تاسف کے اپنی انگلی دانتوں میں دبائے فرما رہے ہیں کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے شخص کو قید کر دیا۔ اس خواب کے فورا آپ کی رہائی عمل میں آئی۔؂۲۲۳

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے رہائی کا سن کر فرمایا کہ جب تک بادشاہ ہماری چند شرائط منظور نہیں کر لیتا۔ ہمیں رہائی منظور نہیں جہانگیر نے تمام شرائط منظور کیں اب آپ نے رہا ہونا منظور کیا۔ شرائط مندرجہ ذیل تھیں:۔

۱۔ سجدہ تعظیمی موقوف کیا جائے۔

Marfat.com

۲۔ گاؤ کشی کی آزادی ہو۔ سربازار گائے کا گوشت بیچنے پر کوئی مانع نہ ہو۔

۳۔ بادشاہ اور مسلمان اراکین سلطنت دربار عام کے دروازے پر ایک ایک گائے اپنے ہاتھ سے ذبح کریں اور ان کا بھنا ہوا گوشت سب مل کر سردربار کھائیں۔

۴۔ ملک میں جتنی مساجد شہید کی گئی ہیں ان کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔

۵۔ دربار عام کے قریب ایک مسجد تعمیر کی جائے جس میں بادشاہ اور ارکان دولت نماز ادا کریں۔

۶۔ ہر شہر اور قصبے میں دینی تعلیم و تدریس کے مدارس قائم کیے جائیں۔

۷۔ ہر شہر میں محتسب مفتی اور قاضی مقرر کیے جائیں۔

۸۔ کفار پر جزیہ لگایا جائے۔

۹۔ جتنے خلاف شرع قوانین رائج ہیں انہیں یک قلم موقوف و منسوخ کیا جائے۔

۱۰۔ جاہلیت کی تمام رسمیں مٹا دیں جائیں۔

جہانگیر نے ان تمام شرائط کو دل و جان سے قبول کر لیا اور احکامات جاری کر دیے۔ دربار کے باہر ایک عالی شان مسجد تعمیر کی گئی جہاں بادشاہ سمیت اراکین سلطنت نماز ادا کرتے تھے۔ گائے کشی پر سے ممانعت ختم کر دی گئی۔ گائے کا گوشت بازار میں ملنے لگا۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ خلاف شرع قوانین اپنے انجام کو پہنچے۔ کفار پر جزیہ کا اجراء ہوا۔ غرضیکہ جہانگیر نے اپنے ہاتھوں دین الٰہی کا گلا گھونٹ دیا۔

لشکر میں نظربندی: بادشاہ نے آپؒ سے التجا کی کہ اگر آپؒ لشکر کے ساتھ رہیں تو میرے لیے اعزاز ہو گا۔ یہ التجا بھی دراصل لشکر میں نظربندی کی ایک شکل تھی۔

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے سرہند شریف یا کسی اور جگہ جانے کی بجائے لشکر میں رہنا پسند کیا۔ اس سے قبل آپؒ نے لشکر میں تبلیغ دین کے لیے اپنے مرید

Marfat.com

بدیع الدین رحمتہ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا تھا۔ اب فوج میں خود تبلیغ کرنے اور بادشاہ کو راہ ہدایت دکھانے کا موقع غنیمت سمجھا۔ دربار میں آنا جانا اور جلوت و خلوت میں بادشاہ سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپؒ کی تبلیغ کا اثر خاص تھا کہ جہانگیر کے دل سے شاہی غرور مٹ گیا۔ نور جہاں کی وجہ سے روافض کا فتور جو اس کے دماغ میں اثر پذیر تھا۔ اپنی موت آپ مر گیا۔ جہانگیر اگرچہ اپنے اہل سنت ہونے کا قرار کرتا تھا لیکن روافض کے لیے بھی اس کے دل میں عقیدت مندی موجود تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغ سے بادشاہ کے دل سے روافض کا اثر ختم ہو گیا اور اب جہانگیر راسخ العقیدہ سنی مسلمان تھا۔۲۲۵

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اصلاحی اور تجدیدی کارنامہ سے متاثر ہو کر اشتیاق احمد قریشی مرحوم لکھتے ہیں:۔

جہانگیر کے دور حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ آگے آئے آپؒ کی مسلسل کوششوں سے تحریک احیائے دین کا آغاز ہوا۔ چنانچہ اس انقلاب و تبدیلی کے نتیجے میں سیاسی سطح پر جو کوششیں کی گئیں وہ اکبر' جہانگیر' شاجہان اورنگ زیب عالمگیر کے درباروں کی بدلتی فضا میں مطالعہ کی جا سکتی ہیں۔ اکبر بادشاہ آزاد خیالی اور الحاد کا نقطہ عروج تھا جہانگیر کی تخت نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہوتا ہے۔ شاہجہان اگرچہ ایک پارسا سنی مسلمان تھا۔ دربار میں کسی قسم کی مذہبی ڈھیل برداشت نہ کرتا تھا۔ تاہم اس نے غیر سینوں کو بھی مطمئن رکھا اورنگ زیب عالمگیر سینوں کا نشان نصرت تھا۔۲۲۶

مغل سیاست پر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر محمد یٰسین لکھتے ہیں:۔

دور جہانگیری کی تاریخ لکھتے وقت اگر مغل سیاست پر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ کے اثرات کا کوئی ذکر نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ یہ تاریخ ہی نامکمل رہے۔۲۲۷

پروفیسر عزیز احمد حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی اسلامی خدمات سراہتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

ہمیں کوئی شک نہیں کہ آپؒ کی نگارشات اور آپؒ کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے انتشار اور الحاد کو روکا۔ آپ نے مذہب کی حرکت اور تصوف کی باطنی قوت کو دوبارہ مجتمع کیا اسلامی ہند میں مذہبی متصوفانہ فکر اسلامی کے سلسلے میں آپؒ کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں۔۲۲۸

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے شاہی لشکر میں تبلیغ دین کا اہتمام کیا اور اس کے علاوہ آپؒ نے بیرون ملک تعلیمی وفود بھی بھیجے۔

تبلیغی وفود: محمد عبدالحکیمؒ خان اختر لکھتے ہیں :۔

شاہی لشکر میں تبلیغ دین متین پر اپنے خلیفہ مولانا بدیع الدین سہارن پوری رحمتہ اللہ علیہ کو ۱۰۲۶ھ میں متعین فرمایا۔ جس کا خاطر خواہ نتیجہ ہوا اور آصف جاہ وغیرہ کے باعث جسد ملت میں جو رفض کے جراثیم سرایت کرتے جا رہے تھے ان سے شاہی لشکر بڑی حد تک پاک ہو گیا۔ ۱۰۱۵ھ سے آپؒ نے بیرون ملک بھی تبلیغی وفود بھیجنے شروع کر دیے تھے جن کے امیر اور نگران مولانا محمد قاسم، مولانا فرخ حسین، مولانا محمد صادق کابلی اور شیخ احمد برکی رحمتہ اللہ علیہم وغیرہ حضرات تھے۔ یہ جملہ حضرات حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ قدس سرہ کی خلافت سے مشرف تھے اور ان کے ذریعے خراسان، بدخشان توران، ماوراالنہر، حجاز، یمن، شام، ترکستان اور روم وغیرہ ممالک میں لاکھوں بندگان خدا کو راہ ہدایت نصیب ہوئی اور ان بزرگوں سے شرف بیعت حاصل کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شامل ہو کر وہ لوگ اپنے بخت خفتہ کو بیدار کرتے چلے گئے۔

Marfat.com

مذکورہ ہر بزرگ کو دس بیس یا پچاس افراد کا تبلیغی وفد دے کر روانہ کیا جاتا تھا اور اس وفد کے جملہ افراد سرہندی بارگاہ کے تربیت یافتہ ہوتے تھے۔ غرضیکہ وہ علوم دینیہ سے خبردار ہو کر بے خبر لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے بھیجے جاتے تھے۔۔۲۲۹

سرہند واپسی: محمد عبدالحکیمؒ اختر شاہجہانپوری صاحب لکھتے ہیں:۔

وصال سے تقریباً ایک سال پہلے آپؒ نے بادشاہ سے بڑی کوشش کے ساتھ رخصت حاصل کی اور سلطان الہند خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۲ھ) کے دربار میں حاضری کی غرض سے حسب معمول تشریف لے گئے۔ یہ ۱۰۳۳ھ کا واقعہ ہے۔ اس مرتبہ آپؒ حضرت خواجہ کی آرامگاہ کے قریب کافی دیر مراقب رہے اور رخصت کے وقت آپؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ نے شایان شان حق مہمانی ادا فرمایا ہے انہوں نے کیا دیا انہوں نے کیا لیا یہ لینے والا جانے یا دینے والا یہاں سے آپؒ عازم سرہند ہوئے اہل سرہند نے آپؒ کا فقید المثال استقبال کیا۔۔۲۳۰

Marfat.com

باب ہفتم

مجدد اور مجدد الف ثانی کا فرق اور علماء مشائخ کی تصدیق

مجدد کے بارے میں احادیث معہ حوالہ جات حدیث تجدید کے باب میں بیان کی جا چکی ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بابرکات احیائے دین کے لیے ان کوششوں اور دین کی ترویج و اشاعت کا مطالعہ کیا جائے تو حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی مجددیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے سوا اس صدی کا کون مجدد ہو سکتا ہے پروفیسر محمد عارف اظہر لکھتے ہیں:۔

"اکبر کے زمانہ میں علماء اور صوفیاء کی بہت کثرت تھی اور اس وقت مؤرخین نے علماء کی جو فہرست دی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصوف کا زریں دور تھا علماء کثیر تعداد میں موجود تھے مگر انہوں نے اکبری الحاد کے خلاف کوشش نہ کی۔ دوسرا طبقہ جس میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جیسے علماء تھے یہ سمجھ کر کہ بڑا انتشار کا زمانہ ہے اس میں بھلائی جانتے تھے کہ گوشہ نشین ہوں البتہ اکبر کے دور کے آخر میں آنے والے ایک بزرگ جو دہلی میں مقیم تھے جن کا اسم گرامی حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ تھا نے اکبری الحاد کے خلاف کوشش کی اور بارسوخ امراء و اعیان سلطنت کو اکٹھا کر کے اکبری الحاد ختم کرنے کا احساس دلایا خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو چونکہ زیادہ عرصہ رہنے کا موقعہ نہ ملا اور وہ صرف پانچ سال تک رہے اور ان کے مرید خاص حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس الحاد کو ختم کرنے کے لیے سعی و جہد شروع فرمائی اور خصوصی طور پر جہانگیر کی تخت نشینی کے بعد یہ مہم تیز فرمائی اور کسی خطرہ کی فکر نہ کرتے ہوئے صعوبتوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور شریعت اسلامیہ کے

Marfat.com

تحفظ کی خاطر گوالیار کے قلعہ میں محبوس بھی رہے۔ مگر اپنے موقف سے نہ ہٹے اور ساتھ ہی گوشہ نشین علماء پر واضح کیا کہ سجدہ تعظیمی بجا نہ لا کر اعلائے کلمتہ الحق کو بلند کرنا بہت بڑا جہاد ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گوشہ نشین علماء بھی امر بالمروف اور نہی عن المنکر کا کام بڑے حوصلے سے کرنے لگے اور اس کے نتیجہ میں اکبری الحاد کے نشانات مٹ گئے اور یقیناً" یہ حضرت مجدد صاحبؒ کا انتہائی اہم کارنامہ ہے"۔ ۲۳۱

پروفیسر عزیز احمد حضرت مجدد صاحبؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ آپؒ کی نگارشات اور آپؒ کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے انتشار اور الحاد کو روکا۔ آپؒ نے مذہب کی حرکیت اور تصوف کی باطن قوت کو دوبارہ مجتمع کیا۔ اسلامی ہند میں مذہبی متصوفانہ فکر اسلامی کے سلسلے میں آپؒ کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں"۔ ۲۳۲

احادیث تجدید کو سامنے رکھیں تو رجل موعود کی پانچ خوبیاں بیان کی گئیں ہیں:۔

۱۔ گیارہویں صدی کے شروع میں ہو گا۔

۲۔ نور عظیم ہو گا۔

۳۔ اس کا نام میرے نام پر ہو گا۔

۴۔ دو جابر بادشاہوں کے درمیان ہو گا۔

۵۔ ان کی شفاعت سے ہزاروں انسان جنت میں داخل ہوں گے۔

اب ذرا ان خصوصیات کو پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کی تحقیق کے مطابق حضرت مجددؒ کی سیرت مبارکہ میں تلاش کیا جائے تو یہ نتائج برآمد ہوں گے:۔

۱۔ حضرت مجددؒ اگرچہ ۹۷۱ھ میں متولد ہوئے مگر آپ کی اصلاحی کوششوں کا آغاز گیارہویں صدی کے شروع میں ۱۰۱۲ھ کے بعد ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت مجددؒ دو جابر مغل بادشاہوں جلال الدین اکبر اور نور الدین جہانگیر کے

Marfat.com

درمیانی عہد میں میدان عمل میں آئے۔

۳۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ جب کابل سے ہندوستان روانہ ہوئے تو دہلی جاتے ہوئے آپ نے سرہند میں چراغ عظیم ملاحظہ فرمایا جس کا ذکر آپ نے خود حضرت مجددؒ سے کیا اس کے علاوہ خود حضرت مجددؒ نے وہ چراغ عظیم محسوس کیا۔

۴۔ حضرت مجددؒ کا اسم گرامی ''احمد'' تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف بھی ''احمد'' تھا۔

۵۔ حضرت مجددؒ نے خود اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ آپ کو مقام شفاعت پر فائز کیا گیا علاوہ بریں یہ حقیقت تو واضح ہے کہ آپ نے ہزاروں کفار و مشرکین کو مشرف بہ اسلام فرمایا اور ہزاروں گمراہوں کو راہ مستقیم دکھائی اور اس طرح ایک مخلوق جنت کی طرف رواں دواں ہو گئی۔ ۲۳۳

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا دل جب مجددؒ کی طرف سے صاف ہوا تو آپ نے فرمایا ''حضرت شیخ کے الہامات و مبشرات بھی بکثرت ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے تمہیں اور اس شخص کو جس نے تمہیں بالواسطہ یا بغیر واسطہ قیامت تک وسیلہ بنایا بخش دیا ہے''۔ ۲۳۴

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے تصرف کا ذکر فرماتے ہوئے شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مکتوب میں شیخ حسام الدینؒ کو لکھا فرماتے ہیں:۔

''مجھ فقیر عبدالحقؒ کو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے جو صفائی باطن عنایت فرمائی ہے وہ بے حد شمار ہے حضرت شیخؒ نے ہمارے درمیان کوئی پردہ بشریت و حجاب باقی نہیں رکھا آپ نے طریقت انصاف اور عقلی تمیز جو بزرگوں کا خاصہ ہے اس دنیا کے اندر میرے باطن میں بطریقہ ذوق' وجدان و غلبہ کے پوری طرح جاگزیں کر دیا جس کے اظہار سے زبان عاجز ہے تمام تعریفیں اور پاکیزگی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو

Marfat.com

دلوں کو بدلتا اور حالات درست کرتا ہے بعض لوگ شاید اس کو دور کی بات سمجھیں لیکن میں نہیں جانتا کہ اب میری کیا حالت ہے اور کیا طریقہ ہے۔۔۔۲۳۵

مجدد اور مجدد الف ثانی میں فرق ہے۔ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس فرق کو واضح کیا ہے فرماتے ہیں:۔

"جان لینا چاہیے کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد گزرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے اس طرح کا ان دونوں میں فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور یہ مجدد ہوتا ہے کہ فیوض و برکات میں سے اس مدت کے اندر امتیوں کو جو حصہ پہنچتا ہے اسی کے واسطے سے پہنچتا ہے۔ خواہ وہ اس وقت کے اقطاب و اوتاد اور ابدال و نجباد ہی کیوں نہ ہوں"۔۔۔۲۳۶

دوسرے مقام پر آپؒ نے اپنے فرزند اکبر خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی تحریر کرتے ہوئے سو اور ہزار سال کے مجددین کے فرق اور ان کی ضرورتوں کو یوں بیان فرمایا ہے:۔

"اے فرزند! یہ وہ وقت ہے جب کہ امم سابقہ میں ایسے تاریک دور کے اندر اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا اور نئی شریعت کو زندہ کرتا تھا لیکن یہ امت خیرالامم اور اس کا پیغمبر خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس کے علماء کو انبیائے بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا گیا ہے اور علماء وجود کے ساتھ انبیاء کے وجود سے کفایت کی ہے اس نے ہر صدی کے بعد علمائے امت میں سے کسی ایک کو مجدد مقرر فرمایا جاتا ہے تاکہ وہ شریعت محمدیہ کو زندہ کرے۔ خاص کر ہزار سال کے بعد کہ جو الولوالعزم پیغمبر کی پیدائش کا وقت ہوتا ہے اور ہر پیغمبر پر ایسے وقت کفایت نہیں کی گئی تو ایسے وقت امت محمدیہ میں اولوالعزم پیغمبر کی جگہ تام المعرفت عالم و عارف درکار ہوتا ہے جو امم سابقہ کے اولوالعزم پیغمبروں کا قائم مقام ہو۔

Marfat.com

فیض روح القدس از باکہ مدد فرماید
دیگراں نیز کنند آنچہ مسیحائی می کرد۔ ۲۳۷

خواجہ میر نعمان بدخشیؒ جو کہ ان کے خلیفہ اجل ہیں کے نام مکتوب شریف لکھتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس ہزار سالہ تجدید کے بارے میں یہ وضاحت فرمائی ہے:۔

"یہ وہ کملات ہیں جو ہزار سال کے بعد وجود میں آئی ہیں اور یہ آخریت ہے جو اسی اولیت کے رنگ میں ظاہر ہوئی"۔ ۲۳۸

اسی مکتوب گرامی میں آپ نے الف ثانی کی تجدید کے بارے میں یہ بھی فرمایا:۔

"اس امت کی آخریت کا دور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے ہزار سال گزرنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ یہاں دوسرے ہزار سال کی ابتداء ہے۔ ہزار سالہ دور کو حالات کی تبدیلی میں بہت دخل ہے اور اشیاء کی تبدیلی میں قوی تاثیر ہے۔ لیکن اس امت میں چونکہ نسخ اور تبدیلی نہیں ہے اسی لیے نسبت سابقیں اپنی تر و تازگی کے ساتھ متاخریں میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ اور اس نے الف ثانی میں از سر نو شریعت مطہرہ کی تجدید کر کے ملت اسلامیہ کو فروغ دیا ہے اس معنی پر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دونوں عادل گواہ ہیں"۔ ۲۳۹

بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے خود ہی اپنے آپ کو مجدد الف ثانی لکھنا شروع کر دیا ہے حقیقت میں ایسا نہیں ہے آپ کو یہ خطاب مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ ڈاکٹر محمد امین وشیر اس کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ کی مختلف مقامات پر ملاقاتوں کا پتہ چلتا ہے مختلف ماخذ کے مطالعہ سے یہ حقیقت ظاہر

Marfat.com

ہو جاتی ہے کہ یہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی ہی تھے کہ جنہوں نے حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کو مجدد الف ثانی کے خطاب سے یاد کیا"۔ ۲۴۰

پروفیسر حافظ اعتبار احمد خان لکھتے ہیں:۔

چند شخصیات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جو اپنے اپنے مسلک کے عوام میں نہایت محترم ہیں انہوں نے امام ربانیؒ کی بارگاہ میں اپنی اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔ مسلک دیوبند کے مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں "جن کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ میں اور آپ آج مسلمان کہلاتے ہیں۔

مسلک اہل حدیث کے نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں:۔

"اولیاء اللہ میں آپ کا تو ایسا مرتبہ ہے جیسے انبیاء میں اولوالعزم پیغمبروں کا آپ کا طریقہ کتاب و سنت کی اتباع پر مبنی ہے"۔

امام اہلسنّت حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے فرمایا:۔

"امام ربانیؒ واجب الاطاعت ہیں۔ برصغیر کی عظیم ہستی جن کو ہر مکتب فکر کے ہاں نہایت عزت و احترام حاصل ہے"۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ "امام ربانیؒ" کی تعریف میں رطب اللسان ہیں:۔

"آپ کی جلالت شان یہاں تک پہنچی کہ ان کے متعلق بے کھٹکے کہا جا سکتا ہے کہ ان سے محبت رکھنے والا مومن متقی اور عداوت رکھنے والا فاجر و شقی ہے"۔

مدینہ منورہ شریف کے عارف کامل فاضل جیلانی حضرت مفتی ضیاء الدین قادری مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو سب سے پہلے مجدد الف ثانیؒ لکھا تھا اور خود قبلہ مفتی ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر فرمایا کرتے تھے "حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ تو ہمارے سر کے تاج ہیں"۔ ۲۴۱

Marfat.com

سلیم چشتی کے سامنے علامہ اقبال نے سرہند شریف حاضری کے تاثرات ان الفاظ میں بیان کئے تھے۔ سلیم چشتی فرماتے ہیں کہ:۔

"اس قدر یاد ہے کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ سجادہ نشین خلیفہ محمد صادق (مرحوم) نے میرے لیے مزار مبارک پر تخلیہ کرا دیا تھا۔ میں ایک گھنٹے تک مراقب رہا اور حضرت مجددؒ کی روح میری طرف محبت آمیز رنگ میں متوجہ رہی مجھے ماحول کا احساس نہیں رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں اور حضرت مجھ سے فرما رہے ہیں کہ تمہاری دینی خدمات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہو گئی ہیں۔ حضور ﷺ کی تم پر خاص نگاہ کرم ہے میرے قلب میں سوز گداز کی ایسی کیفیت پیدا ہوئی جس کا اظہار لفظوں میں نہیں ہو سکتا اور مجھے یہ اندازہ ہوا کہ خاصان خدا کا فیض بعد وفات بھی جاری رہتا ہے۔اور یہ بھی اندازہ ہوا کہ حضور انور رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے کس قدر فیضان جاری ہے رقت کا عالم برابر طاری رہا زمان و مکان کا احساس ختم ہو گیا تھا روحانی فیض میرے رگ وپے میں ساری تھا دل میں اس قدر وسعت کہ ساری کائنات اسی میں سما گئی۔۔۲۴۲

علامہ اقبال نے تشکیل جدید الہیات میں حضرت مجددؒ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے اور سلوک و عرفاں کا مجتہد اعظم قرار دیا ہے لکھتے ہیں:۔

انہوں نے اپنے زمانے کے تصوف کا تجزیہ جس بے باکی اور تنقید و تحقیق سے کیا اس سے سلوک و عرفان کا ایک طریقہ واضح ہوا۔ ان سے پہلے جتنے بھی سلسلہ ہائے تصوف رائج ہوئے وہ یا تو وسط ایشیاء یا سرزمین عرب سے آئے تھے۔ مگر یہ صرف انہیں کا طریق ہے جس نے ہندوستان کی حدود سے نکل کر باہر کا رخ کیا اور جو اب بھی پنجاب افغانستان اور ایشائی روس میں ایک بہت بڑی قوت کی شکل میں موجود ہے۔۔۲۴۳

Marfat.com

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپؒ کے بارے میں اخبار الاخبار میں لکھا ہے:۔

آپؒ وہ آفتاب تھے جن سے منکروں کی آنکھیں چوندھیاتی ہیں اور حاسدوں کے دل اندھے ہو جاتے ہیں یہ معارف و حقائق اور ہدایات و اشارات جو سنے اور دیکھے جا رہے ہیں یہ اس ذات والا صفات کے ہیں جو علی علی کہتے ہیں آپ مجدد ہیں سو سال بعد کے مجدد نہیں بلکہ حضرت عیسیٰؑ کے ہزار سال بعد والے مجدد اور یہ فرق کوئی معمولی فرق نہیں بلکہ بہت بڑا فرق ہے کاش تم لوگ اس سے واقفیت حاصل کرو۔ ۲۴۴

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا لقب آپ کے نام نامی اسم گرامی سے زیادہ مشہور ہوا جمیل اطہر صاحب سرہندی اپنے مقالہ صاحب اسرار میں لکھتے ہیں:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ایک ہزار سال گزرنے کے بعد جس کا آغاز ہزار دوم الف ثانی کی ابتداء امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ نے احیائے شریعت کا جو عظیم کام کیا وہ اسلام کی تاریخ میں ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ اس وجہ سے ان کا لقب مجدد الف ثانیؒ ایسا مشہور ہو گیا کہ بہت سے لوگ ان کا نام بھی نہیں جانتے اور صرف مجدد الف ثانیؒ کے معروف لقب سے ہی ان کو پہنچانتے ہیں۔ ۲۴۵

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ مجدد بھی ہیں اور مجدد الف ثانی بھی۔ آپ کی مساعی جمیلہ کے پیش نظر آپ کو مجدد الف ثانی مانے بغیر چارہ نہیں۔

جناب انیس احمد شیخ نے کیا خوب کہا ہے:۔

"حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجددیت کا انکار ممکن نہیں کیونکہ ان کی مجددیت پر زمانہ کا اجماع ہو چکا ہے ساڑھے تین سو سال سے زائد عرصہ میں سینکڑوں علماء اور فقہاء گزر گئے سب نے شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی تسلیم

Marfat.com

کیا ہے شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ او ر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف میں بھی ان کو مجدد الف ثانی مانا گیا ہے تمام ممالک اسلامیہ میں اس امر پر کلی اتفاق ہے اگر کوئی ولی عناد یا بغض کی وجہ سے منکر ہو تو وہ النادر کا لمعدوم کے حکم میں ہے۔۔۲۴۶

اولیاءؒ اللہ سے مخالفت کسی ذاتی وجہ سے ہو یا کسی تعصب کی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں۔ مولانا اشرف علی شاہ اپنی کتاب مسائل تصوف قرآن کی روشنی میں ایک حدیث پاک بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں:۔

"حدیث میں ہے کہ جو شخص میرے ولی سے عداوت کرے میں اس کو اشتہار جنگ دیتا ہوں"۔۔۲۴۷

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ کے نتائج کی روشنی میں فرماتے ہیں:۔

"دین سے تعلق جتنے مسائل ۱۰۰۱ھ سے آج تک کھڑے ہوئے ہیں اور آئندہ بھی دوسرے ہزار کے اختتام تک کھڑے ہوں گے ان سب کا حل صراحتہ" وکنایتہ" مکتوبات شریف میں موجود ہے اس سے بڑھ کر آپ کے مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔۔۲۴۸

Marfat.com

باب ہشتم

معاندین حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

ڈاکٹر علامہ اقبالؒ کا ایک شعر ہے :-

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے بندوں کی رشد و ہدایت اور تعالیٰ کے لیے انبیائے کرامؑ بھیجے وہاں ان کی تعلیمات کو باطل کہنے والے بھی موجود ہوتے اور ان کے تبلیغی اور اصلاحی معاملات میں روڑے اٹکاتے۔ انبیائے کرامؑ کے بعد اللہ تعالیٰ نے جب رشد و ہدایت کا کام اولیائے کرامؒ سے لینا شروع کیا تو ان کی تبلیغی کوششوں میں رکلوٹ ڈالنے والے مفسدین بھی کھڑے ہوتے رہے۔ انبیائے کرامؑ خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کافروں مشرکوں اور مفسدوں سے بہت زیادہ اذیتیں برداشت کیں یہی سلوک اولیائے کرامؒ سے بھی ہوتا رہا۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ہمہ گیر مخالفت کو نہ صرف برداشت کیا بلکہ اپنے اصلاحی معاملات کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

جناب عبدالحکیم شاہ جہاں پوری اپنی کتاب تجلیات امام ربانی میں لکھتے ہیں :-

اسی نظام قدرت کے تحت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی مخالفت بھی ہوئی اور آپ کے کارنامے کی ہمہ گیری کے لحاظ سے مخالفت بھی ہمہ گیر ہوئی۔ مخالفین کی صف میں جہاں بادشاہ کھڑا تھا وہاں علماء و مشائخ بھی موجود تھے لیکن ان کا شمار علمائے حق اور مشائخین عظام میں نہیں ہے۔ وہ اپنے مالک کی رضا چاہنے پر خوشنودی سرکار کو ترجیح دے چکے تھے۔ انہوں نے اپنے علم سے آخرت سنوارنے اور مشعل راہ کا کام

Marfat.com

لینے کی جگہ اسے دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا تھا۔ مال و دولت جاہ و منصب اور آرام و راحت کی طلب ہی ان کی منزل مقصود تھی۔ جبکہ سرہندی مجددؒ انہیں ترغیب دلا رہا تھا کہ اس فانی آرام و راحت سے منہ موڑ کر ابدی راحت کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ نظریات کا یہ اختلاف مخالفت کا متقاضی تھا۔

اس دور میں جو گمراہی کے ارکان ثلاثہ بنے ہوئے تھے یعنی حکومت، علمائے سوء اور غلط کار صوفیاء ان کا حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف صف بستہ ہو جانا غیر متوقع نہ تھا۔ مصلحین کے ساتھ معتدین ومفسدین نے ہمیشہ جو سلوک کیا ہے۔ وہی انہوں نے کرنا تھا ان تینوں کے علاوہ روافض کی مخالفت بھی غیر متوقع نہ تھی۔ ان دشمنان صحابہ و منکرین قرآن نے اس شمع ہدایت کو بجھا دینے اور حقانیت کے بیباک علمبردار کا منہ ہمیشہ کے لیے خاموش کر دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا تھا۔[۲۴۹]

جناب عبدالحکیم شاہ جہان پوری مزید لکھتے ہیں :۔

مخالفین و معاندین کا پانچواں گروہ وہ ہے جس کی آنکھیں ہدایت کے اس مہر درخشاں کو دیکھ کر چندھیا گئی تھیں۔ وہ شرح صدر سے آپ کے منصب کا اعتراف اس لئے کرنا نہیں چاہتا تھا کہ ایسا کرنے میں ان کا اپنا مقام بہت پست ہو جاتا تھا۔ ان کی اونچی دکانوں کا پھیکا پکوان ظاہر ہوتا ہے۔ اپنا کاروبار چلانے، اپنی شیخیت برقرار رکھنے کی خاطر انہوں نے حسد کی آگ میں جل بھن کر معاندانہ روش اختیار کر لی اور آپ کے خلاف بساط بھر طوفان بدتمیزی برپا کرتے رہے بے سروپا الزامات عائد کرتے رہے اور اس طرح چراغ مصطفویؐ سے کسب ضیاء کرنے اور فیضان حاصل کرنے کی بجائے شرار بولہبی بن کر ستیزہ کار رہنے لگے۔

اس گروہ کی الزام تراشیوں کا سرچشمہ حسن خان کابلی ہے یہ شخص حضرت مجدد

Marfat.com

الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ ایک مرحلے پر وہ آپ کے کسی متوسل سے ناراض ہو گیا۔ شکر رنجی تو اس معتمد سے ہوئی لیکن خان صاحب موصوف نے حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بنا لیا۔ مکتوبات کے بعض مسودے لے گیا' ان میں من مانی تحریفیں کیں اور ان جعلی عبارتوں کے تحت ایک استفتاء مرتب کر کے اس وقت کے نامور علماء کی خدمت میں بھیج دیا۔ بعض حضرات اس فتنے میں مبتلا ہونے سے نہ محفوظ رہے اور انہوں نے حسن خان افغان کے پیش کردہ خاکے پر قطعاً" اعتماد نہ کیا جبکہ بعض حضرات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے بدظن ہو گئے۔ اندرون ملک عبداللہ خویشگی قصوری نے اس فتنے کو ہوا دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔

اپنی دکان چمکانے کی فکر میں مذکورہ فتنے کے اندر مبتلا ہونے والوں میں ایک صاحب گجرات یا اورنگ آباد کے رہنے والے شیخ محمد صالح بھی تھے۔ انہوں نے بدنیتی کے تحت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلاف اشتباہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا پھر اپنے متوسلین میں سے سورت کے رہنے والے دو شخصوں محمد عارف اور عبداللہ کی وساطت سے وہ رسالہ ایک معقول رقم کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا تاکہ وہاں کے کسی عالم سے حضرت امام ربانیؒ کا رد لکھوانے میں کامیابی حاصل کی جائے۔ جوئندہ یا بندہ' چنانچہ وہاں کے ایک عالم سید محمد برزنجی پر ڈورے ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔ مکتوبات امام ربانی کی محرف عبارتوں کے تحت ان سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے رد میں ایک کتاب ایرادات برزنجی کے نام سے لکھوا لی۔ حرمین شریفین کے علمائے کرام نے اس نامعقول اور مضحکہ خیز رسالے کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے برعکس علامہ شیخ نورالدین محمد بیگ رحمتہ اللہ علیہ نے ارادات برزنجی کا رد لکھا جو عمائد حرمین طیبین کی تقاریظ و تصادیق سے مزین ہے یہ رسالہ اس فتنے کی بیخ کنی

Marfat.com

میں کافی و وافی ہے۔

جب مذکورہ بدطینت افراد کو مدینہ منورہ میں کامیابی کی جگہ رسوائی نصیب ہوئی تو اپنی اشک شوئی اور مخلوق خدا کی آنکھوں میں دھول جھکانے کی خاطر مدینہ طیبہ کے بعض غیر ثقہ اور نامعلوم حضرات کی اس پر تقریظیں حاصل کیں۔ اور ہندوستان میں اپنے قبلہ و کعبہ کے پاس لے آئے۔ چنانچہ محمد صالح مذکور نے ایرادات برزنجی کی روشنی میں دوبارہ چاند کی طرف تھوکنے کی کوشش کی اور مکاشف الاسرار کے نام سے دوسرا رد بھی لکھ مارا لیکن سراسر کرشمہ ابلیس ہونے کے باعث کسی نے اس رسالے کے مضامین پر کان نہ دھرے اور تھوڑے ہی عرصے میں یہ سلطنت زندہ درگور ہو گئی۔ ۲۵۰

مجدد الف ثانی قدس سرہ کو نقصان پہنچانے پر کمربستہ حسن خاں کابلی کو زیادہ پذیرائی حاصل نہ ہوئی تو اس نے اپنے آخری وار کے طور پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات کے تحریف شدہ مسودے ارسال کیے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ عارضی طور پر حسن خاں کے فتنے کے شکار ہو گئے۔

عبدالحکیم اختر شاہ جہان پوری لکھتے ہیں :۔

حسن خان مذکور کے فتنے کا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بھی عارضی طور پر شکار ہو گئے تھے۔ اس کی پیش کردہ جعلی عبارتوں پر یقین کر کے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے بدظن ہوئے اور ایک رسالے کی شکل میں فتویٰ صادر فرما دیا۔ لیکن اس کے بعد رحمت الٰہی نے دستگیری فرمائی اور شیخ موصوف نے ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں صورت حال معلوم کرنے کی غرض سے ارسال کیا۔ یہ حضرت شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمہ سے کوتاہی واقع ہوئی۔ ورنہ

Marfat.com

انہیں فتویٰ صادر فرمانے سے پہلے صورت حال معلوم کرنی چاہیے تھی۔۔۲۵۱

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو جن عبارات پر اعتراض تھا ان کی وضاحت کے لیے میہ مکتوب حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو لکھا جس کا جواب حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی بیماری اور بعد ازاں وفات کی وجہ سے نہ دے سکے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک رسالہ اعتراضات بھی تحریر کیا۔ جس میں حضرت شیخؒ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی عبارات پر اعتراض کیا۔

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقیؒ اس مکتوب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"میری نظر میں جناب شیخؒ کا یہ مکتوب ایک خصوصی مکتوب تھا جس میں انہوں نے اپنے دل کی وہ تمام الجھنیں جو پنتیس سال سے ان کو بے چین کئے ہوئے تھیں ظاہر کر دی ہیں ان کو جو بات بھی کسی ذریعہ سے پہنچی تھی لکھ دی۔ انہوں نے ذریعہ کے مستند یا نامستند ہونے کو نہیں دیکھا اور ان کو حضرت مجددؒ سے امید تھی کہ وہ اس کا جواب تحریر فرمائیں گے لیکن وقت گزر چکا تھا اور حضرت مجددؒ مخصوص گوشہ میں مصروف عبادت ہو کر رفیق اعلیٰ کے پاس جانے کی تیاری کر رہے تھے بلکہ علالت بھی شروع ہو گئی تھی اور آپ شوق وصال میں یہ ہندی مصرع زبان پر لاتے تھے "آج ملا وا کنت سوں سکھی سب جگ دینوں وار" لہٰذا آپ نے جناب شیخؒ کو جواب تحریر نہ فرمایا"۔۔۲۵۲

اب ان عبارات کو پیش کیا جا رہا ہے تاکہ آپ ان کی حقیقت کو جان لیں اصل عبارات فارسی زبان میں ہیں آسانی کے لیے اردو ترجمہ ہی میں پیش کیا جائے گا اور کہیں فارسی متن لکھنا ضروری ہوا تو وہ بھی پیش کیا جائے گا۔

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقیؒ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

۱۔ حضرت شیخؒ نے لکھا ہے:۔

”چونکہ اسی ضمن میں ان بزرگوں کی تنقیص اور ان کا مظاہر ہونا بیان کیا ہے جن کی بزرگی پر اتفاق ہے جیسے سید طائفہ حضرت جنید بغدادیؒ اور سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ اور ان جیسے دیگر اکابر اور کہا ہے یہ بیچارے معاملہ کی تہہ اور اس کی اصل تک نہیں پہنچے ہیں بلکہ سایوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں اور آپ نے یہ ادعا کیا کہ جو کچھ آپ کو ملا ہے کسی کو نہیں ملا ہے“۔

حضرت مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقیؒ اس عبارت کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

”یہ عبارت حضرت شیخؒ نے لکھی ہے اب میں ان لوگوں سے دریافت کرتا ہوں جن کی نظر میں یہ تحریر صحیفہ آسمانی بنی ہوئی ہے کہ حضرت مجددؒ کے رسائل اور آپ کے مکاتب سب کے سامنے ہیں کیا وہ یہ عبارت دکھا سکتے ہیں“۔ ۲۵۳

پھر آگے جا کر لکھتے ہیں:۔

”حضرت مجددؒ تو اپنے کو حضرات مشائخ کا پروردہ اور خوشہ چین لکھتے ہیں ایک جگہ بھی آپ نے یہ نہیں لکھا کہ جو کچھ مجھ کو ملا کسی کو نہیں ملا یہ آپ پر بہتان اور صریح الزام ہے کیا کوئی شخص حضرتؒ کے رسائل یا مکاتیب میں یہ عبارت دکھا سکتا ہے؟“۔ ۲۵۴

۲۔ اور جناب شیخؒ نے لکھا ہے:۔

”دیگی ازاں مواضع کہ بس خطرناک داز رعایت مقام ادب دور است آں است کہ درباب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتہ اند کہ کثرت ظہور کرامات از ایشاں از جہت آں بود کہ نزول ایشاں ناقص بود“۔

اس عبارت میں جو تبدیلی کی گئی ہے وہ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی اصلی عبارت سے عیاں ہے آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

Marfat.com

"عروج ایشاں از اکثر اولیاء بلند تر واقع شدہ است و درجانب نزول تا مقام روح فرو آوردہ اند کہ از عالم اسباب بلند تراست"۔ ۲۵۶

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے لفظ ناقص کہیں نہیں لکھا یہ آپ پر الزام ہے اور جناب شیخؒ ایک ایسے لفظ کی بناء پر "موضوع خطرناک اور از رعایت مقام ادب و در" کہہ رہے ہیں جس کا وجود ہی نہیں ہے۔ ۲۵۷

۳۔ اور جناب شیخؒ نے لکھا ہے:۔

"اور وہ جو بعض مکتوبات میں لکھا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ کمال ابراہیمیؑ اور محمدیؐ ایک جگہ جمع ہو جائے سب سے زیادہ سخت اور بڑھا ہوا ہے"۔

یہاں بھی حضرت شیخؒ نے اصل عبارت ملاحظہ نہیں فرمائی اگر اصل عبارت دیکھ لی جاتی تو حضرت شیخؒ کو ایسا شبہ نہ پڑتا کہ ان کو لکھنا پڑا کہ سب سے زیادہ سخت اور بڑھا ہوا ہے اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

"میں سمجھتا ہوں کہ میری پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ ولایت محمدی ولایت ابراہیمی سے رنگین ہو اور ولایت محمدی کا حسن ملاحت ولایت ابراہیمی کے اجمال صباحت سے مل جائے حدیث شریف میں آیا ہے میرے بھائی یوسف میں صباحت اور مجھ میں ملاحت ہے اس طرح کی رنگینی اور آمیزش سے محبوبیت محمدیہؐ کے مقام درجہ علیہ کو پہنچ جائے گا"۔ ۲۵۸

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"جان لو کہ یہی وہ عبارت ہے جو حضرت مجددؒ پر بہت افترا اور تہمتوں کا سبب بنی ہے۔ اور لوگوں نے صرف اپنے گمان کی بناء پر من گھڑت افسانے بنا ڈالے ہیں چنانچہ

Marfat.com

حضرت شیخؒ نے اسی رسالے میں لکھا ہے کہ آپ کہتے ہیں "جس خلوت میں میں ہوں محمد ﷺ اس کے دروازے پر ہیں اور لوگوں نے مشہور کیا ہے کہ آپ نے رسالہ معراجیہ لکھا ہے جس میں اپنی معراج کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے بلند تر بتایا ہے لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے میدان قرب میں میں نے اور رسول خدا ﷺ نے گھوڑے دوڑائے اور میرا گھوڑا آگے بڑھ گیا" "پناہ بہ خدا" کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہے ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں یہ تینوں باتیں نری تہمتیں ہیں۔ کسی جگہ اور کسی وقت بھی اپ نے یہ باتیں نہیں کہی ہیں"۔ ۲۵۹

"لوگوں نے مشہور کیا ہے اور "لوگ کہتے ہیں" سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت شیخؒ نے عبارات کو ملاحظہ نہیں کیا بلکہ لوگوں سے سن کر ہی اعتراضات کرنے شروع کر دیے۔

۴۔ حضرت شیخؒ لکھتے ہیں:۔

"اور آپ نے کہا ہے کہ تمام کمالات محمدیہ ﷺ بلا تفاوت میری ذات کو حاصل ہیں لیکن ایک طفیلی اور تابع کی حیثیت سے۔ ایک ثقہ اور معتبر شخص نے یہ بات آپ سے سنی ہے اور اس نے آپ سے کہا ہے کہ اس صورت میں آپ کی فضیلت انبیاءؑ پر لازم آتی ہے آپ نے جواب دیا وہاں یہ کمالات بہ طور اصالت ہیں اور یہاں بہ طور تبعیت"۔ ۲۶۰

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقیؒ فرماتے ہیں:۔

"جناب شیخؒ کی عجیب حالت ہے جو شخص بھی ان سے حضرت مجددؒ کے متعلق کوئی بات کہتا ہے وہ اس بات کو قبول کر رہے ہیں اور اس شخص کو صادق اور ثقہ قرار دیتے ہیں اور حضرت مجددؒ پر الزام عائد کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

جناب شیخؒ کی اس عبارت کو حضرت شاہ غلام علیؒ نے نقل کر کے لکھا ہے:۔

”یہ بات خلاف واقع ہے حضرت مجددؒ نے یہ بات کبھی نہیں کہی ہے اور نہ ایسا دعویٰ کیا ہے البتہ آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو جو کچھ بھی ملا ہے وہ رسول ﷺ کے طفیل اور آپ کی متابعت کی وجہ سے ملا ہے“۔ ۲۶۱

۵۔ حضرت شیخؒ نے لکھا ہے:۔

”میں ان سب باتوں سے درگزر کر رہا تھا یہاں تک کہ اس مکتوب کی باری آئی جو اس تمام نفرت اور وحشت کا ذریعہ بنی“۔ ۲۶۲

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ فرماتے ہیں:۔

”اور نفرت اور وحشت جس مکتوب کی وجہ سے ہوئی اس کی ایک عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت شیخؒ فرماتے ہیں:۔

”آپ جو یہ کہتے ہیں کہ قرب و وصول کے ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ کوئی شخص واسطہ نہیں ہے اور کسی کا کوئی دخل نہیں ہے نہ رسول کا نہ ان کے سوا کسی دوسرے کا اگر وہ واسطہ تھے تو دوران سلوک میں تھے اب جبکہ سلوک تمام ہو گیا اور درگاہ کا قرب حاصل ہو گیا ہے کوئی واسطہ نہ رہا اور سب منقطع ہو چکے“۔ ۲۶۳

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

”پناہ بہ خدا۔ یہ کیسی الٹ تحریر اور کیسی بے تحقیق بات ہے حضرت مجددؒ کے کسی مکتوب میں ایسی عبارت نہیں ہے اے شیخ اللہ تم کو معاف کرے“۔ ۲۶۴

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ فرماتے ہیں:۔

”اس جگہ یہ بات ظاہر کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت شاہ غلام علیؒ نے مسلسل پینتالیس سال مکتوبات قدسی آیات کا درس دیا ہے لہٰذا جب آپ لکھ دیں کہ حضرت مجددؒ نے یہ بات کہیں نہیں لکھی ہے تو وہ قطعاً“ درست ہے مع ہذا اگر کوئی

Marfat.com

تحقیق کرنی چاہیے شوق سے مکتوبات و رسائل کی اوراق گردانی کرے"۔ ۲۶۵

حضرت ابو الحسن زید فاروقی رحمتہ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:۔

"افسوس ہے جناب شیخ اس حدیث سے صرف نظر کر رہے ہیں جس کو حضرات صوفیہ نے نقل کیا اور جس کی تشریح ملا علی قاریؒ نے کی ہے اور جناب شیخ اتنا خیال نہیں فرماتے کہ جو بات حضرت مجددؒ نے کہی ہے آپ سے پہلے صدہا مشائخ فرما چکے ہیں حضرت شاہ غلام علیؒ نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۹ پر امام شعرانیؒ اور شیخ اکبرؒ کے اقوال نقل کیے ہیں اور مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے اپنی کتاب میں خوب تفصیل سے سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے مشائخ کبارؒ کی عبارتیں نقل کی ہیں ان کو ملاحظہ کیا جائے۔ ۲۶۶

اگر اس بات کی وجہ سے حضرت مجددؒ پر اعتراض وارد ہوتا ہے تو یہ اعتراض صدہا مشائخ کبارؒ پر بھی وارد ہوتا ہے مولانا سید صدیق حسن خاں بھوپالی (اہل حدیث) نے کیا خوب کہا ہے۔

"اس طرح کی باتوں میں بے حساب افراد آپ کے شریک ہیں لہٰذا اس انکار کی تخصیص آپ سے نہیں ہے کیا سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ اور کیا دوسرے مشائخ کبارؒ اس انکار میں داخل ہیں"۔ ۲۶۷

بعض ثقہ شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اعتراضات سے رجوع فرما لیا تھا اور ایک مکتوب اس سلسلہ میں حضرت حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ جو کہ ان کے پیر بھائی اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے خلیفہ تھے کو ایک مکتوب بھی لکھا۔ اور اپنی اولاد کو بھی اس مکتوب کے ضائع کرنے کی نصیحت فرمائی۔

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ لکھتے ہیں کہ:۔

Marfat.com

"جناب شیخؒ نے اپنے مکتوب میں بعض جگہ جو صریح جارحیت کی ہے جیسا کہ تحریر فرمایا ہے "در آخر سکر را بہانہ ساختہ اند" اس کا اثر بابا شیخؒ پر ہوا ہے اور آپ نے خواجہ حسام الدینؒ کو وہ مکتوب لکھا ہے جس کا بیان بہ عنوان اخلاص نامہ عنقریب آ رہا ہے" چوں کہ یہ نجی مکتوب تھا بنا بریں جناب شیخؒ نے اس کو اپنی کتاب المکاتیب و الرسائل" میں درج نہیں کیا"۔

اخلاص نامہ : شاہ نعیم اللہ بہرائچی نے اپنی کتاب بشارات مظہریہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مرزا جان جاناں مظہر شہید قدس سرہ کا یہ بیان لکھا ہے :۔ فرماتے ہیں کہ جو اخلاص نامہ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے حضرت حسام الدین احمدؒ کو ارسال کیا ہے جو عارف و کامل و خدا آگاہ حضرت باقی باللہ قدس سرہ کے عالی قدر خلفاء میں سے ہیں اور جو طویل مکتوب اپنی اولاد کو اس مضمون کا لکھا ہے کہ حضرت مجددؒ کے کلمات قدسی آیات پر جو افتراحاتی مسودے میرے تحریر کردہ ہیں ان کو جمنا کے پانی میں دھو ڈالو اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجددؒ کی طرف سے جو غباران کے دل میں تھا وہ صاف ہو گیا تھا اور وہ اخلاص نامہ یہ ہے :۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت اور چاہنے والے مخلص طالبوں کے سروں پر باقی رکھے اس دو تین دن کے عرصہ میں آپ کے احوال شریفہ کی خبر معلوم نہ کرنے کی وجہ یا تو وہ کوتاہی ہو سکتی ہے جو انسان کی فطرت میں ہے یا پھر وہ ارادہ ہو سکتا ہے کہ کامل صحت حاصل ہو جانے اور پھر خبر مسرت سننے میں آئے امید ہے صحت کی خبر سے آگاہ کریں گے۔

بندگی حضرت میاں شیخ احمدؒ کے اخبار مسرت آثار پر چشم شوق لگی ہوئی ہے امید ہے چاہنے والوں کی دعا قبول ہو کر بڑا اثر پیدا کرے گی آج کل ان سے فقیر کا قلبی تعلق بے حد زیادہ ہے بشریت کا کوئی پردہ یا افتاد طبع کا کوئی اثر بالکل حائل نہیں رہا میں

Marfat.com

خود نہیں جانتا کہ یہ کس بناء پر ہے۔

اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ طریقہ انصاف کی رعایت اور حکم عقل کا تقاضا ہے کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے ساتھ برا نہ ہونا چاہیے میرے دل میں ذوق وجدان اور غلبہ کی بناء پر کچھ ایسی کیفیت پیدا ہو گئی ہے کہ اس کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ پاک ہے اللہ دلوں کا پلٹنے والا اور احوال کا بدلنے والا۔ ظاہر بین شاید اس پر یقین نہ کریں میں خود بھی نہیں جانتا کہ کیا حال ہے اور کیوں ہے؟ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں حقیقت حال کا پورا علم اللہ کو ہے"۔ ۲۶۸

اس مکتوب کے بعد معاندین کا دل صاف ہو جانا چاہیے تھا لیکن مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مخالفت میں بعض لوگوں کے دل اتنے متعصب ہیں کہ وہ اس مکتوب سے صرف نظر کر کے ابھی تک شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے پہلے مکتوب کو پیش نظر رکھ کر اعتراضات کا انبار لگاتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر بہت سے اعتراضات کیے ہیں اور خصوصی طور پر کہا کہ مجدد صاحب" فرقہ واریت کے داعی تھے اپنے مقالہ کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ :۔

"انہوں نے فرقہ واریت کے جذبہ میں ہندو مسلمان اور شیعہ سنی میں منافرت پیدا کی"۔ ۲۶۹

ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی کے اعتراضات کو تقویت دینے کے لیے پروفیسر ایم مجیب صاحب نے بھی ایک کتاب لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر وہی الزامات عائد کیے جو ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی نے کیے تھے۔ ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی کے الزامات کے رد میں ہم ایک یہودی یوحنا فریڈمان طالب علم کے

Marfat.com

تاثرات پیش کرتے ہیں اس یہودی طالب علم نے حضرت مجددؒ پر ایک تحقیقی مقالہ میں ڈاکٹر رضوی کا رد ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"سرہندی کی تعلیمات کی مقبولیت سے متعلق رضوی کا بیان کئی وجوہ سے مشکوک ہے اول یہ کہ مختلف صوبوں کے لوگوں میں تعلیمات سرہندی کی ناکامی سے متعلق رضوی نے جو شہادت پیش کی ہے وہ وزن نہیں رکھتی اس نظریہ کی حمایت میں کافی شواہد ہیں کہ علماء کی حمایت حاصل کرنے میں سرہندی ناکام رہے لیکن ان عوام کا ردعمل زیادہ تر معلوم نہیں جن میں ان کے مرید کام کر رہے تھے لیکن یہ امر واقع ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد سرہندی سے خط و کتابت کرتی تھی۔ اور ان سے اسرار تصوف معلوم کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ سرہندی کو اپنے مریدوں سے کبھی کبھار کی شکایت کو کہ وہ پوری توجہ سے کام نہیں کرتے تھے رضوی نے اپنی کتاب میں بہت اہمیت دی ہے (صفحات ۲۸۴-۲۷۱) اس سے ایسی زبردست شہادت کی نفی نہیں ہوتی کہ سرہندی درحقیقت ایک صوفی رہنما تھے جن کو اچھی مقبولیت حاصل تھی۔

دوسرے رضوی نے یہ مفروضہ قائم کر لیا ہے کہ سرہندی کے مرید جہاں جاتے ہندوؤں کے خلاف جذبات ابھارتے تھے لیکن اس کے ثبوت میں کوئی دلیل یا شہادت پیش نہیں کی۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہندوؤں کے مسئلے کو سرہندی کے افکار میں مرکزیت حاصل نہیں تھی۔ اس مسئلے پر انہوں نے خیالات زیادہ تر مغل حکام کو اپنے مکتوبات میں تحریر کئے ہیں۔ جب سرہندی کے مرید ہندوستان کے مختلف شہروں میں گئے تو انہوں نے نقشبندی روحانیت کے آداب کی تعلیم دی فرقہ وارانہ جذبات نہیں ابھارے۔

یہ مفروضہ قائم کر لینا کہ سرہندی اور ان کے مریدوں کی منظم مخالف کی گئی اور اس مفروضہ مخالفت کو فرقہ وارایت کے خلاف تحریک ظاہر کرنا ایک بے دلیل دعویٰ

Marfat.com

ہے"۔۔ ۲۷۰

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے دفاع میں بہت سے رسائل لکھے گئے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ہم یہاں چند اہم کتابوں کا ذکر کرتے ہیں:۔

۱۔ دلائل التجدید از علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ۔

۲۔ کشف الغطاعن اذہان الاغیا از علامہ محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندیؒ۔

۳۔ رسالہ در رد مخالفین حضرت مجددؒ از حضرت حجتہ اللہ محمد نقشبندی ثانیؒ

۴۔ رسالہ در جواب مخالفین حضرت مجددؒ از حضرت خواجہ سیف الدین سرہندیؒ

۵۔ رسالہ در رد مخالفین حضرت مجددؒ از حضرت عبدالاحد شاہ گل وحدت بن حضرت خواجہ محمد سعیدؒ

۶۔ حل المعلقات فی الرد علی اہل الضلالات از حضرت خواجہ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ

۷۔ رسالہ رد منکران حضرت مجددؒ از خواجہ محمد صبغتہ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ

۸۔ رسالہ رد مخالفین حضرت مجددؒ از شیخ محمد ہادی بن حضرت شیخ محمد عبیدہؒ

۹۔ العرف الندی فی نصرہ الشیخ احمد سرہندیؒ از شیخ حسن بن شیخ محمد مراد تونسی مکیؒ

۱۰۔ رسالہ در رد معترفین حضرت مجددؒ از خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ

۱۱۔ رسالہ فی تائید حضرت مجدد الف ثانیؒ از علامہ شیخ احمد البشبینی مصری ازہری شافعیؒ

۱۲۔ بجتہ النظارنی براۃ الابرار از مخدوم محمد معین بن مخدوم محمد امین ٹھٹھوی سندھیؒ

۱۳۔ سبیل الرشاد از حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل بن حضرت خواجہ محمد سعیدؒ

۱۴۔ رسالہ رد منکران حضرت مجدد از شیخ محمد مراد تنگ کشمیری بن ملا مفتی محمد طاہرؒ

۱۵۔ حجتہ الحق فی دفع ال جناب شیخ عبدالحق از میاں شاہ فی الحال بن شیخ محمد اشرفؒ

Marfat.com

۱۶۔ شواہد التجدید از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

۱۷۔ رسالہ احقاق از حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

۱۸۔ رسالہ در اعتراضات از حضرت شاہ عبدالعزیز محدثؒ

۱۹۔ رسالہ رد اعتراضات شیخ عبدالحق از حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

۲۰۔ رسالہ فی رفع المطاعن از مولانا عبداللہ آفندی عناتی زادہ مفتی احناف مکہ معظمہ۔

۲۱۔ الکلام المنجی بر ایرادات البرزنجی از مولانا وکیل احمد سکندرپوریؒ

۲۲۔ انور احمدیہ از مولانا وکیل احمد سکندر پوریؒ

۲۳۔ حضرت مجددؒ اور ان کے ناقدین از مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ

ان رسائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ علمائے حق نے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر بے جا اور بے بنیاد اعتراضات پر کتنا شدید رد عمل ظاہر کیا۔۱۷۲

Marfat.com

باب نہم

ڈاکٹر محمد اقبالؒ پر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے نظریاتی اثرات

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نہ صرف تصوف کے قائل تھے بلکہ انہیں صوفیائے کرام اور اولیائے کرام سے بھی بے حد عقیدت تھی ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے اس رجحان کی تعمیر میں ان کے خاندانی اثرات کا گہرا دخل تھا۔ ان کے والد ماجد شیخ نور محمد رحمتہ اللہ علیہ آوان شریف (ضلع گجرات پاکستان) کے ایک مشہور و معروف قادری بزرگ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ جب ڈاکٹر محمد اقبالؒ سن شعور کو پہنچے تو والد صاحب نے قادری سلسلہ میں بیعت کیا اور پھر اپنے پیر و مرشد قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کرا دیا۔ ۲۷۲

پروفیسر عبدالقادر مرحوم نے کہا کہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے خود مجھ سے فرمایا کہ:۔

حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ کے ارشاد کے مطابق وہ دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے اور وہاں رویا میں قاضی صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا فیض حضرت مجددؒ کے پاس ہے چنانچہ علامہ اقبال سرہند پہنچے اور فیض یاب ہوئے۔ ۲۷۳

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے محبت و عقیدت دو وجوہات کی بناء پر تھی۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس کا منبع فیض ہونا۔

Marfat.com

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا نظریہ وحدت الشہود اور ان کی تعلیمات کا قرآن و سنت کے عین مطابق ہونا۔

ڈاکٹر محمد اقبالؒ جب سرہند شریف میں حاضر ہوئے ایک عجیب کیفیت محسوس کی۔ سرہند شریف کے بارے میں فرماتے ہیں :۔

"سرہند خوب جگہ ہے مزار نے میرے دل پر بڑا اثر کیا ہے بڑی پاکیزہ جگہ ہے پانی اس کا سرد و شیریں ہے شہر کے کھنڈرات دیکھ کر مجھے مصر کا قدیم شہر فسطاط یاد آ گیا۔ جس کی بناء حضرت عمرو بن العاصؓ نے رکھی تھی اگر سرہند کی کھدوائی ہو تو معلوم نہیں کہ اس زمانے کی تہذیب و تمدن کے کیا انکشافات ہوں۔ یہ شہر فرخ سیر کے زمانے میں بحال تھا اور موجودہ لاہور سے آبادی اور وسعت کے لحاظ سے دوگنا تھا۔ ۲۷۴

مولانا ہاشم جان سرہندیؒ جب ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ سے ملے تو یہ جان کر کہ مولانا کا تعلق خانوادہ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہے تو انہوں نے بڑی قدر و منزلت کی اور حضرت مجددؒ سے اپنی عقیدت کے سلسلے میں یہ واقعہ بیان فرمایا:۔

"ایک مرتبہ حافظ عبدالحلیم کے ہاں احباب کے ساتھ.بسی گیا ہوا تھا۔ واپسی میں سرہند پڑا تو احباب فاتحہ خوانی کے لیے حضرت مجددؒ کے مزار پر حاضر ہوئے مجبوراً" مجھے بھی جانا پڑا سب لوگ مراقب ہو گئے میں بیٹھا رہا۔ اچانک مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ لرزنے لگا اور تھوڑی دیر بعد بے ہوش ہو گیا جب سب لوگ مراقبے سے فارغ ہوئے تو مجھ پر پانی چھڑکا اور میں ہوش میں آیا اس روحانی تجربہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ مزارات اولیاء فیضان الٰہی سے خالی نہیں۔ ۲۷۵

مولانا عبدالمجید سالک نے ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت ان الفاظ میں بیان کی ہے:۔

Marfat.com

''ڈاکٹر اقبالؒ کی ہندوستان کے اولیائے کرام میں سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمتہ سے بے انتہا عقیدت تھی۔ ۱۹۳۴ء کے جون میں انہیں بیٹھے بیٹھائے خیال آیا کہ کہ سرہند کی زیارت کرنی چاہیے چنانچہ انتہا درجے کے آرام طلب ہونے کے باوجود وہ شدید گرمی کے موسم میں سرہند گئے اور وہاں سے واپس آکر وہ نظم لکھی:

؎ حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر

واپسی پر ڈاکٹر صاحب نے وہ کیفیات بھی بیان کیں جو حضرت کے مزار پاک کی زیارت کے وقت ان کے قلب پر وارد ہوئیں اور دیر تک ہم نشینوں کو کیفیت عرفان سے سرشار کیا۔ ۔۲۷۶

پروفیسر سلیم چشتی ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

مجھے یہ اندازہ ہوا کہ خاصان خدا کا فیض بعد از وفات بھی جاری رہتا ہے۔ اور یہ بھی اندازہ ہوا کہ حضور انور رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے کس قدر فیضان جاری رہتا ہے۔ رقت کا عالم برابر طاری رہا زمان و مکان کا احساس ختم ہو گیا تھا روحانی فیض میرے رگ و پے میں ساری تھا دل میں اس قدر وسعت کہ ساری کائنات اسی میں سما گئی۔ ۔۲۷۷

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے نذر مانی کہ جب جاوید بڑے ہو جائیں گے تو ان کو مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر لے جائیں گے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ ۱۹۳۴ء میں جاوید اقبال کو لے کر عازم سرہند ہوئے جاوید اقبال ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی اس وقت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ابا جان نے مجھے اپنے قریب بٹھا لیا پھر انہوں نے قران مجید کا ایک پارہ منگوایا اور دیر تک پڑھتے رہے۔ اس وقت ہم دو ہی تربت کے قریب بیٹھے تھے گنبد کی

Marfat.com

خاموشی اور تاریک فضاء میں ان کی آواز کی گونج ایک ہولناک ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں سے آنسو اُمڈ کر رخساروں پر ڈھلک آئے تھے۔ ۲۷۸

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت کی دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت مجددؒ کی تعلیمات قرآن و سنت کے عین مطابق تھیں۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں:۔

"جن لوگوں کے عقائد و عمل کا ماخذ کتاب سنت ہے اقبالؒ ان کے قدموں پر ٹوپی کیا سر رکھنے کو تیار ہے اور ان کی صحبت کے ایک لحظہ کو دنیا کی تمام عزت و آبرو پر ترجیح دیتا ہے"۔ ۲۷۹

ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے مکتوبات شریف کا مطالعہ کیا تو مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا نظریہ وحدۃ الشہود کو قرآن و سنت کے عین مطابق پایا۔ فلسفہ خودی بھی وحدۃ الشہود کے مطابق ہی وجود میں آ سکتا تھا۔ کیونکہ وحدۃ الوجود میں تو فرد کی کوئی اصل ہی نہیں اس لیے فلسفہ خودی اور بے خودی کے لیے وحدۃ الشہود کے نظریے نے ہی ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کو متاثر کیا۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے لیے وحدۃ الوجود سے رجوع کرنا بڑا عجیب تجربہ تھا وہ خود لکھتے ہیں:۔

"میری نسبت بھی آپ کو معلوم ہے میرا فطری اور آبائی میلان تصوف کی طرف ہے اور یورپ کا فلسفہ پڑھنے سے یہ میلان اور بھی تیز ہو گیا تھا کیونکہ فلسفہ یورپ بحیثیت مجموعی وحدۃ الوجود کی طرف رخ کرتا ہے مگر قرآن پر تدبر کرنے اور تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنی غلطی معلوم ہوئی۔ اور میں نے محض قرآن کی خاطر اپنے قدیم خیال کو ترک کر دیا اور اس مقصد کے لیے مجھے اپنے

Marfat.com

فطری اور ابائی رجحانات کے ساتھ ایک خوفناک دماغی اور قلبی جہاد کرنا پڑا۔۲۸۰

آپ کی اس حیرت ناک ذہنی اور قلبی تبدیلی نے ان کے انگریز اساتذہ کو حیرت میں ڈال دیا ان کا ایک استاد آپ کو ایک مکتوب میں لکھتا ہے:۔

"طالب علمی کے زمانہ میں تو تم زیادہ تر ہمہ اوستی معلوم ہوتے تھے اب معلوم ہوتا ہے کہ ادھر سے ہٹ گئے ہو"۔۲۸۱

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے عقائد کی تبدیلی کا اظہار و اشگاف الفاظ میں ایک فرانسیسی مستشرق سیگناں سے پیرس میں ۱۹۲۴ء میں کیا تھا۔۲۸۲

ایک اور مضمون میں فرماتے ہیں:۔

مجھے اس امر کا اعترف کرنے مین کوئی شرم نہیں کہ میں ایک عرصہ تک ایسے عقائد و مسائل کا قائل رہا جو بعض صوفیہ کے ساتھ خاص ہین اور جو بعد میں قرآن شریف پر تدبر کرنے سے قطعاً" غیر اسلامی ثابت ہوئے مثلاً" شیخ محی الدین ابن عربی کا مسئلہ قدم ارواح کملا مسئلہ وحدۃ الوجود یا مسئلہ تنزلات ستہ یا دیگر مسائل جن میں بعض کا ذکر عبدالکریم الجیلی نے اپنی کتاب "انسان کامل" میں کیا ہے۔۲۸۳

علم ظاہر و باطن پر ایک مضمون میں ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ لکھتے ہیں:۔

حضرت مجددؒ مکتوبات میں کئی جگہ ارشاد فرماتے ہین کہ تصوف شعار حقہ اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے اگر تصوف کی یہ تعریف کی جائے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کی جرات نہیں ہو سکتی راقم الحروف اسی تصوف کو جس کا نصب العین شعائر اسلام میں مخلصانہ استقامت پیدا کرنا ہو عین اسلام جانتا ہے۔۲۸۴

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی پیروی میں وحدۃ الوجود کی سختی سے تردید کرتے ہیں اور توحید کو اس کی اصلی اور حقیقی صورت میں ماننے پر زور دیتے ہیں خواجہ حسن نظامی کو اپنے ایک خط میں فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے مکتوبات میں ایک جگہ بحث کی ہے کہ گستن اچھا ہے یا پیوستن میرے نزدیک گستن عین اسلام ہے اور پیوستن رہبانیت یا ایرانی تصوف ہے اور اس کے خلاف میں صدائے احتجاج بلند کرتا ہوں گزشتہ علمائے اسلام نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور اس بات کی تاریخی شہادت موجود ہے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ جب آپ نے مجھے سرالوصال کا خطاب دیا تھا تو میں نے آپ کو لکھا تھا کہ مجھے سرالفراق کہا جائے۔ اس وقت میرے ذہن میں یہی امتیاز تھا جو مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا تھا آپ کے تصوف کی اصطلاح میں اگر میں اپنے مذہب کو بیان کروں تو یہ ہو گا کہ شان عبدیت انتہائی کامل روح انسانی کا ہے اس سے آگے کوئی مرتبہ یا مقام نہیں یا محی الدین ابن عربی کے الفاظ میں عدم محض ہے یا باالفاظ دیگر یوں کہئے کہ حالت سکر منشائے اسلام اور قوانین حیات کے مخالف ہے اور رسول اکرم ﷺ کا منشاء یہ تھا کہ ایسے آدمی پیدا ہوں جن کی مستقل حالت کیفیت صحو ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ میں صدیقؓ عمرؓ بکثرت ملتے ہیں مگر حافظ شیرازیؒ کوئی نظر نہیں آتا پھر فرماتے ہیں۔

"میں شیخ (ابن عربی) کی عظمت و فضیلت کا قائل ہوں اور ان کو اسلام کے بہت بڑے حکماء میں سمجھتا ہوں مجھ کو ان کے اسلام میں کوئی شک نہیں کیونکہ جو عقائد ان کے ہیں ان کو انہوں نے فسلفہ کی بنیاد پر نہیں مانا بلکہ نیک نیتی سے قرآن سے استنباط کیا ہے پس ان کے عقائد صحیح ہوں یا غلط قرآن کی تاویل پر مبنی ہیں یہ دوسری بات ہے کہ جو تاویل ان کی ہے وہ منطقی یا منقول کے اعتبار سے صحیح ہے یا غلط میرے نزدیک ان کی تعبیر یا تاویل جو کچھ ہے صحیح نہیں ہے اس واسطے گو میں ان کو ایک مخلص مسلمان سمجھتا ہوں مگر ان کے عقائد کا پیرو نہیں۔ ۲۸۵

خالص اسلامی تصوف پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"اسلام کے اولین دور کے صوفی زہاد تھے زہد اور تقویٰ ان کا مقصد تھا۔ بعد کے تصوف میں ما بعد الطبیعات اور نظریات شامل ہو گئے۔ تصوف اب محض زہد نہیں رہتا اس میں فلسفہ کی آمیزش ہو جاتی ہے۔ "ہمہ اوست" مذہبی مسئلہ نہیں یہ فلسفہ کا مسئلہ ہے وحدت اور کثرت کی بحث سے اسلام کو کوئی سروکار نہیں۔ اسلام کی رو سے توحید ہے۔ اور ضد کثرت نہیں بلکہ شرک ہے وہ فلسفہ اور وہ مذہبی تعلیم جو انسانی شخصیت کے نشوونما کے منافی ہو بیکار چیز ہے"..... خالص اسلامی تصوف یہ ہے کہ احکام الٰہی انسان کی اپنی ذات کے احکام بن جائیں۔

یہ بات کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن۔۲۸۶

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کی وجہ سے سلسلہ نقشبندیہ سے خاص عقیدت اور محبت رکھتے تھے اگرچہ وہ خود سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے وہ فرماتے ہیں۔

"خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ اور مجدد سرہندؒ کی میرے دل میں بہت بڑی عزت ہے مگر افسوس یہ سلسلہ بھی عجمیت کے رنگ میں رنگ گیا ہے یہی حال سلسلہ قادریہ کا ہے جس میں میں خود بیعت رکھتا ہوں۔"۔۲۸۷

"ایسا شاید انہوں نے ان لوگوں کو دیکھ کر فرمایا ہو جو دو یا تین سلسلوں سے واسطہ رکھتے ہوں اور مختلف سلاسل کے افعال کو بجا لانے میں احتیاط نہ کرتے ہوں ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ سلسلہ نقشبندیہ میں کسی دوسرے سلسلہ کے طور پر طریقوں کو پسند نہیں کرتے ان کے نزدیک سلسلہ نقشبندیہ "حرکی" اور دوسرے سلاسل "سکونی" ہیں انہوں نے مرزا بیدل کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"بیدل کے کلام میں خصوصیت کے ساتھ حرکت پر زور ہے نقشبندی سلسلے اور

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے بیدل کی عقیدت کی بنیاد بھی یہی ہے نقشبندی مسلک حرکت اور رجائیت پر مبنی ہے مگر چشتی سلسلے میں قنوطیت اور سکون کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسی وجہ سے چشتیہ سلسلے کا حلقہ ارادت زیادہ تر ہندوستان میں محدود ہے مگر ہندوستان سے باہر افغانستان بخارا ترکی وغیرہ میں نقشبندی مسلک کا زور ہے۔۔۔۲۸۸

یہ ایک حقیقت ہے کہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بابرکات سے صرف نظریاتی ہی نہیں بلکہ روحانی اور قلبی تعلق بھی تھا۔ عصر حاضر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک کو عام کرنے میں ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے جو کردار ادا کیا ہے تاریخ تصوف میں اس کو اہم مقام حاصل ہے۔

Marfat.com

باب دہم

تصنیفات حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اکبری دور کے فتنوں سے اپنے متوسلین کو خصوصاً اور عوام الناس کو عموماً محفوظ رکھنے کے لیے اپنے اشعب قلم سے خوب کام لیا۔ اور اس طرح ایسے شہکار وجود میں آ گئے کہ ادب اور تصوف میں ان کا نام رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ آپ کی تصانیف کا ایک ایک لفظ معرفت کا خزانہ ہے علم و عرفان اور اسرار معارف کے بحر بیکراں ان میں موجود ہیں صاحب حضرات القدس حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت ان کے صاحبزادوں اور ان کی تصانیف کو قرار دیتے ہیں۔۔۲۸۹

مولانا زوار حسین شاہ لکھتے ہیں کہ ان تصانیف کے متعلق عرض کرنا کچھ آسان کام نہیں اس لیے کہ وہ معرفت و تجلیات کے انوار شریعت و طریقت کے اسرار علم و عمل کا خزینہ کشف و کرامات کا گنجینہ ہیں لیکن ان تصانیف عالیہ میں نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے لیے راہ عمل اور اخلاق و حسنات کے ایسے گوہر بے بہا ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہر فرد و بشر اسلام کا والہ و شیدا اور حق سبحانہ و تعالیٰ کا محبوب بندہ بن سکتا ہے اور دنیا و آخرت کی دولت سے مالا مال ہو سکتا ہے۔۔۲۹۰

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ فرماتے ہیں کہ یہ ایسی نگارشات ہیں جن کا انگریزی میں ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور انگریزی زبان بایں ہمہ وسعت و ہمہ گیری ایسے الفاظ سے خالی ہے جو افکار مجددیہ کی ترجمانی کر سکیں۔۔۲۹۱

شیخ صغیر احمد مخدومی نے آپ کے سات رسائل اور تین مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔۔۲۹۲

Marfat.com

شیخ مخدومی نے جن رسائل کا ذکر کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ رسالہ تہلیلہ اس کو رسالہ تحقیق در کلمہ طیبہ بھی کہتے ہیں۔

۲۔ رسالہ اثبات نبوت اس کو رسالہ تحقیق نبوت بھی کہتے ہیں۔

۳۔ رسالہ رد شیعہ اس کو رسالہ رد روافض بھی کہتے ہیں۔

۴۔ رسالہ معارف لدنیہ۔

۵۔ رسالہ شرح الشرح بعض رباعیات حضرت خواجہؒ۔

۶۔ رسالہ مبداو معاد۔

۷۔ رسالہ مکاشفات غیبیہ۔

اول الذکر دو رسالے عربی میں اور باقی پانچ فارسی میں ہیں۔

پروفیسر سید خورشید حسین بخاری نے مختلف تذکروں کے حوالہ سے مندرجہ ذیل رسائل کا اضافہ کیا ہے۔

۱۔ رسالہ جذب و سلوک۔

۲۔ تعلیمات عوارف المعارف۔

۳۔ رسالہ آداب مریدین۔

۴۔ رسالہ اثبات الواجب۔

۵۔ رسالہ علم حدیث۔

۶۔ رسالہ حالات خواجگان نقشبندؒ۔

ان رسائل کا ذکر تذکروں میں تو ملتا ہے لیکن آج تک کسی نے ان کے قلمی یا مطبوعہ نسخہ کا ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کا قول صحیح ہے اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اول الذکر آٹھ تصانیف کے علاوہ کسی دوسری تصنیف کا ذکر کیا ہے تو اسے بوجہ اشتراک نفس مضمون کتابوں کے ناموں میں تسامح ہوا ہے اور اس نے نئے

Marfat.com

نام سے ایک نئی کتاب کا اضافہ کر دیا یا موخرالذکر چھ کتب دست برد زمانہ کی وجہ سے محفوظ نہ رہ سکیں اور ہم تک نہ پہنچ پائیں۔ ۲۹۳

ان رسائل اور مکتوبات شریف کا اجمالی جائزہ لینا فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔

رسالہ تہلیلیہ: یہ رسالہ عربی زبان میں ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں مجدد الف ثانیؒ نے کلمہ طیبہ کے معارف بیان فرمائے ہیں۔ یہ چونکہ علماء کے علاوہ عوام الناس کے لیے بھی لکھا گیا تھا اس لیے اس کا انداز بیان آسان اور سہل ہے۔

رسالہ اثبات نبوت: اس رسالہ میں اثبات نبوت پر بہت جامع اور تحقیقی بحث کی گئی ہے یہ رسالہ اس وقت لکھا گیا جب دین الٰہی کا فتنہ زوروں پر تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو غیر ضروری قرار دیا جا رہا تھا۔ ابوالفضل اور فیضی کا یہ فلسفہ کہ ہر نبوت ہزار سال کے لیے ہوتی ہے چونکہ ہزاروں سال ختم ہو گیا ہے اب نبی کریم ﷺ پر ایمان رکھنا ضروری نہیں آپ نے ان خیالات کے رد میں اور نبوت کی ضرورت پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔

رسالہ اثبات النبوۃ ایک مقدمہ اور دو مقالوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں نبوت کے معنی کی تحقیق اور معجزہ کے بارے مین بحث کی گئی ہے۔ پہلا مقالہ بعثت اور نبوت کی حقیقت اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات میں۔

دوسرا مقالہ فلاسفہ کی مذمت میں۔

رد روافض: یہ رسالہ فارسی مین ہے اس میں بعض شیعہ فرقوں اور ان کے عقائد کا بیان اور ان کی تاویلات باطلہ علمائے ماور النہر کی دلیل اور شیعوں کی جانب سے اس کا جواب حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول فیصل اجتہادی امور میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف فضائل حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی کرم اللہ

Marfat.com

وجہ کے خلیفہ اول ہونے کا بارے میں نص کا وجود ثابت نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر حضرت علیؓ کا راضی ہونا وغیرہ۔ رسالے کے آخری حصے میں اہل بیعت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب و مداح و فضائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

رسالہ معارف لدنیہ: اس رسالہ کا نام علوم الہامیہ بھی ہے یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے۔ اس میں مجدد الف ثانیؒ نے اپنے معارف خاصہ اور سلوک و طریقت کو بیان کیا ہے۔ ہر مضمون کو معرفت کا عنوان دیا گیا جن کی کل تعداد اکتالیس ہے۔

اس رسالہ کی زبان نہایت شگفتہ اور سادہ ہے مسائل کی نوعیت کے پیش نظر بیان اگرچہ خشک ہے لیکن انداز تحریر نے اسے دلچسپ بنا دیا ہے اس رسالے کے قلمی نسخے مولانا حافظ محمد ہاشم جان مجددیؒ ٹنڈو سائیں داد (سندھ) خانقاہ سراجیہ کندیاں (پنجاب) اور حضرت پیر محمد شاہ احمد آباد (بھارت) کے کتب خانوں میں ملتے ہیں۔

شرح رباعیات: تشریح و توضیح رباعیات کے اس مجموعے کا نام "شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ" ہے اس رسالہ کے مطبوعہ نسخے میں پہلے چھ صفحات میں ان رباعیات کی تشریح خود حضرت باقی باللہؒ نے قلم سے کی ہے اس تشریح میں بہت سے الفاظ جملے اور مقولات وغیرہ تشریح طلب تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان کی وضاحت کی جو تین صفحات پر مشتمل ہے اس طرح اس رسالہ کی ضخامت چھتیس صفحات بنی ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے حواشی و تعلیقات میں قرآنی آیات احادیث اقوال صوفیائے کبارؒ اور اشعار سے بڑی پرکاری سے کام لیا ہے اور تشریح کا حق ادا کر دیا ہے۔

رسالہ مبداؤ معاد: یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے علوم و معارف پر مشتمل ہے فارسی زبان میں لکھے گئے اس رسالہ میں اسرار و رموز کے لطیف اشارے ہیں۔ یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صوفیانہ خیالات کو سمجھنے میں مدد دیتا

Marfat.com

ہے اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کے عقائد سے اختلاف کرتے ہین اور ان کی وضع کردہ اصطلاحات کے مقابلہ میں اپنی نئی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً آپ نے ہی پہلی مرتبہ قطب الاقطاب کے مقابلے میں قطب الارشاد کی اصطلاح استعمال کی۔رسالے کی عبارت میں عربی جملے اور اشعار بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔

مکاشفات غیبیہ: یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مختلف تحریروں پر مشتمل ہے جن کو ان کے خلفا نے محفوظ کر لیا تھا۔ آپ کے نامور خلیفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ نے کتابی صورت میں یک جا کر دیا اور اس طرح ایک گراں قدر ذخیرہ ضائع ہونے سے بچ گیا۔

اس رسالہ میں حمد و نعت کے بعد تین سلاسل تصوف قادریہ نقشبندیہ اور چشتیہ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے انتساب کی وجہ سے ان کے شجرہ ہائے طریقت دیے گئے ہیں۔ پھر چار اجازت نامے ہیں جو شیخ حمید بنگالیؒ سید محمد نعمانؒ شیخ محمد طاہر بندگیؒ اور جامع رسالہ محمد ہاشم کشمیؒ کو عطا فرمائے اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاشفات ہیں ان کی تعداد انتیس ہے۔

مکتوبات امام ربانی: مذکورہ بالا رسائل کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات بھی آپ کی روحانی سربلندی علمی ارتقاع اور اخلاقی معراج کا پتہ دیتے ہیں۔

پروفیسر محمد زمان مکتوبات شریف کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"یہ مکتوبات ہیں جن کے مطالعے سے آپ کی علمیت معرفت خلوص اور شرح کی پابندی کا ایک حسین دلکش اور مستحکم منظر آنکھوں کے آگے آ جاتا ہے جس سے پڑھنے

Marfat.com

والا اپنے دل میں ایک سرور اور سوز محسوس کرتا ہے اور اپنے مزاج و افعال میں ایک نمایاں تبدیلی پاتا ہے۔۔۲۹۴

بقول مولانا زوار حسین شاہ "آپ کے مکتوبات نہ صرف تصوف میں بلکہ علوم و معارف اور نکات الاسرار کے عالمگیر ذخیرے ہیں خاص امتیاز رکھتے ہیں اور اپنی تاثیر ادب و انشا کی قوت برجستگی اور روحانی کے لحاظ سے پورے فارسی ادب میں نہایت بلند پایہ ہیں ان مکتوبات نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے زمانے میں بھی اصلاح و تربیت کی بہت بڑی خدمت انجام دی۔۔۲۹۵

دفتر اول: اس میں بیس رقعات اور دو سو ترانوے مکتوبات ہیں ان کو خواجہ یار محمد بدید بدخشی طالقانیؒ نے مرتب کیا۔ اس مجموعے میں پہلے تیس مکتوبات حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے نام ہیں پھر متعدد خطوط شیخ فریدؒ بھکری اور دربار جہانگیر کے دیگر امراء کے نام ہین جن میں اصلاح بادشاہ اور رعایا پر زور دیا گیا ہے۔ باقی خطوط میں علمی اور روحانی مسائل پر بحث ہے اس مجموعے کے گیارھویں مکتوب پر بعض حضرات نے اعتراضات کیے اس لئے اس مجموعے کے آخر میں بہت سے ایسے خطوط ملتے ہیں جو ان اعتراضات کو رفع کرنے کے لیے آپ نے اپنے مخلصین کو لکھے۔

دفتر دوم: اسے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ کی فرمائش پر خلیفہ مولانا عبدالحی معاری شادمانیؒ نے مرتب کیا۔ اس میں ننانوے مکتوب ہیں اور اس کا تاریخی نام نور الخلاق رکھا گیا۔ اس مجموعے میں باقی دونوں حصوں سے کم مکتوب ہیں۔

دفتر سوم: حضرت میر محمد لقمانؒ نے اسے مرتب کرنا شروع کیا تھا لیکن وہ صرف تیس مکتوب ہی جمع کر پائے باقی مولانا محمد ہاشم کشمیؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر مرتب فرمایا۔

Marfat.com

آپ کے مکتوبات کا ہر لفظ نسبت نقشبندیہ سے بھرا ہوا جام معرفت ہے جو پڑھنے والے کو اعلیٰ درجہ انسان پر پہنچاتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات کا جس زبان میں بھی ترجمہ ہو گا اسلام کو تقویت ملے گی جو بھی آپ کے مکتوبات کو پڑھے گا اس کے سامنے اسلام کا اور اسلامی تصوف کا صحیح نقشہ سامنے آ جائے گا۔

Marfat.com

باب یازدہم

اولاد امجاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ ان محترم ہستیوں کے مختصر حالات پیش خدمت ہیں :۔

۱۔ **خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ :** آپ کی پیدائش ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے جد امجد حضرت شیخ عبدالاحدؒ آپ کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ ۱۰۰۸ھ میں اپنے والد صاحبؒ کے ہمراہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں حاضری دی اور نسبت حاصل کی۔ قلوب و قیود کے کشف میں خاص کمال حاصل تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ اور نقلیہ کی سند فراغت حاصل کی۔ ۱۲ سال کی عمر میں خلعت خلافت اپنے والد مکرم سے حاصل کی ۱۰۲۵ھ میں وفات پائی حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ ان کو آنکھ کا تارا اور مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ جگر کا ٹکڑا قرار دیتے تھے۔

۲۔ **خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ :** ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا لقب خازن الرحمتہ ہے معقولات و منقولات خصوصاً" فقہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ۱۰۶۷ھ میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ سے مشرف ہوئے اسی موقع کے متعلق ایک مرتبہ فرمایا کہ قیام مدینہ طیبہ کے دوران میں آٹھ مرتبہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی یہ بھی صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔

۳۔ **خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ :** آپ کی ولادت ۱۰۰۷ھ میں ہوئی۔ مادر زاد ولی تھے۔ رمضان المبارک کے مہینے میں شیر خوارگی کے زمانہ میں دن کے وقت

Marfat.com

دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ صورت اور سیرت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے کمال مثالیت رکھتے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے اور تین ماہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ ۱۰۴۰ھ میں والدہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ ۱۰۴۸ھ میں روشن آراء بیگم اور شاہی خاندان کے دیگر افراد کو مشرف بیعت نصیب ہوا۔ ۱۰۶۷ھ میں اپنے دو بھائیوں اور ہزاروں مریدوں سمیت حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے سات ہزار خلفاء اور نو لاکھ مرید تھے۔ مکتوبات معصومہ کے نام سے آپ کے مکتوبات عالیہ تین جلدوں میں ہیں۔ جملہ مکتوبات ۶۰۲ ہیں جلد اول ۲۳۹ جلد دوم میں ۱۵۸ جلد سوم میں ۲۰۵۔ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے السلام علیک یا نبی اللہ کہتے ہوئے جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کی تھی۔

۴۔ **خواجہ محمد فرخ رحمتہ اللہ علیہ:** ان کی پیدائش ۱۰۱۰ھ میں ہوئی تھی۔ آپ بچپن ہی سے صاحب استعداد تھے اور کشف و کمال کی دولت سے بہرور ہو گئے تھے۔ ۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو اس دار فانی سے عدم کی طرف سدھارے۔

۵۔ **خواجہ محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ:** ان کی پیدائش ۱۰۱۷ھ میں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خواہش پر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا یہ نام رکھا۔ چار سال کی عمر میں ہی کرامتوں کا ظہور شروع ہو گیا تھا۔ حضرت محمد فرخ رحمتہ اللہ علیہ سے چند گھنٹے پہلے ۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف سدھارے تھے۔

۶۔ **خواجہ محمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ:** ان کی ولادت ۱۰۲۴ھ میں ہوئی۔ قرآن کریم بچپن ہی میں حفظ کر لیا تھا۔ آپ کا نکاح خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی پوتی اور

Marfat.com

خواجہ عبیداللہ رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا۔ ۱۰۶۷ھ میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مطہرہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ ۱۰ جمادی الاخر ۱۰۹۱ھ میں وصال ہوا۔

۷۔ **خواجہ محمد یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ:** ان کی ولادت ۱۰۲۴ھ میں ہوئی۔ قرآن کریم بچپن ہی میں حفظ کر لیا تھا۔ آپ کا نکاح خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی پوتی اور خواجہ عبیداللہ رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا۔ ۱۰۶۷ھ میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مطہرہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ ۱۰ جمادی الاخر ۱۰۹۶ھ میں وصال ہوا۔

۸۔ **بی بی رقیہ رحمتہ اللہ علیہا:** یہ ایام شیر خوارگی میں فوت ہوئیں۔ ان کی پیدائش اور سن وفات کہیں سے معلوم نہیں ہوتا۔

۹۔ **بی بی ام کلثوم رحمتہ اللہ علیہا:** یہ خواجہ محمد فرخ سے چھوٹی تھیں اور خواجہ محمد عیسیٰ سے بڑی تھیں چودہ سال کی عمر میں ۸ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو وفات پائی۔

۱۰۔ **بی بی خدیجہ بانو رحمتہ اللہ علیہا:** حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجے مولانا عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ سے ان کا نکاح ہوا ان کے تین صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہوئیں۔

(اخذ کردہ تجلیات امام ربانی از مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری)

Marfat.com

باب دوازدهم

حصہ دوم

منصب قیومیت

معاندین حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے مکاشفات کی بناء پر آپ پر اعتراضات کیے۔ روافض نے جب اپنے مسلک پر زد پڑتی دیکھی تو وہ بھی معاندین میں شامل ہو گئے فلسفہ سے متاثر اور ہمہ اوست کے قائل افراد نے ہمہ از اوست کی وجہ سے مخالفت کی۔ یہاں تک کہ آپ کے مجدد ہونے پر بھی شک کیا گیا۔ پھر کہا کہ حدیث تجدید میں ہر سو سال کے بعد مجدد کے ظہور کا ذکر تو ہے لیکن مجدد الف ثانی کا کہیں ذکر نہیں غرضیکہ حاسدوں کے جو دل میں آیا اس کو وجہ نزع بنا لیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں اپنے تمام معترضین کو مسکت جوابات دیے۔ آپ کے وصال سے لے کر تا دم تحریر آپ کے معتقدین نے خوب جوابات دیے آپ کو مجدد مانتے ہی بنی ۔ مولانا عبدالحکیم رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر دور حاضر کے علماء مشائخ دانشور صحافی مورخین اور ادبا نے آپ کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی کہہ کر کیا۔

حال ہی میں ہندوستان کے دو رضوی مفتیوں نے حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک فتویٰ کا سہارا لے کر مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے بیان کردہ منصب قیومیت کی وجہ سے ان پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے۔

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک طالب علم نے استفسار لیا ہے کہ ایک مرید نے اپنے پیر کی شان میں ایک قصیدہ لکھا ہے اس قصیدہ میں اپنے

Marfat.com

پیر کے لیے ایسی صفات کا ذکر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص ہیں آیا شرعاً" یہ قصیدہ جائز ہے۔[1]

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ "یہ خالص کفر ہے اور اس کا قائل' اس کی اجازت دہندہ' اس کا پسند کنندہ سب مرتد ہیں کسی امتی کو آں سرور عالم کہنا سید کونین کہنا تو حرام و خراف تھا ہی یونہی خلق عالم راسب اور قاب قوسین اور ما زاغ البصر اور جائے تو رشک مدینہ کہنا ان میں بہت کلمات موہم کفر با منجر با لکفر ہیں مگر ذات تو احد اور سالار رسل اور مسند کشین لم یزل کہنا قطعاً" کفر ہے یونہی فقہائے کرام نے قیوم جہاں غیر خدا کو کہنے پر تکفیر فرمائی۔ مجمع الانہر میں ہے۔

اذا کلق علی المخلوق من لا سماء المخحتصد بالخلق جل و علا نحوالقدوس والقیوم والرحمن و غیر ھا بکفر واللہ تعال اعلم[2]

(مذکورہ بالا تمام القابات و صفات پیر کے لیے قصیدہ میں بیان کی گئی ہیں جس کو نہ صرف پیر نے پسند کیا بلکہ اپنے سامنے پڑھواتے رہے۔ مؤلف) حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس فتویٰ کے مطابق کسی شخص کو قیوم کہنا شرک ہے اور چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے لیے منصب قیومیت کا ذکر کیا ہے اس لیے معترضین نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے۔

منصب قیومیت کی تشریح سے پہلے مناسب یہ ہو گا کہ لفظ قیوم اور توحید و شرک پر روشنی ڈالی جائے تاکہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ نے القیوم کا لفظ آیت آلکرسی میں بیان فرمایا ہے :۔

Marfat.com

حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ قیوم کا ترجمہ فرماتے ہیں ہمیشہ قائم رہنے والا۔۔۔۳

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ اوروں کا قائم رکھنے والا فرماتے ہیں۔۔۔۴

مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ قیوم کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں عالم کا ایجاد کرنے اور تدبیر کرنے والا۔۔۔۵

حضرت پیر کرم شاہ صاحب الازہری رحمتہ اللہ علیہ تفسیر ضیاء القرآن میں قیوم کے معنی سب کو زندہ رکھنے والا ہے لکھتے ہیں۔ قیوم کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں قیوم مبالغہ کا صیغہ ہے اصل میں قیودم تھا حرفی تعلیل سے قیوم بن گیا اس کا مصدر قیام ہے اس کا مفہوم بیان کرنے کے لیے مختلف تعبیریں اختیار کی گئیں لیکن حضرت قتادہؓ سے جو عبارت منقول ہے وہ زیادہ جامع معلوم ہوتی ہے۔ القیوم: القائم بتدبیر خلقه من انشاوهم ابتداء وایصال ارزاقهم الیهم یعنی وہ ہستی جو کائنات کی ہر چیز کی تخلیق نشو ونما اور بقاء کی تدبیر کرنے والی ہے۔۔۔٦

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضرت مجاہدؒ نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر شے پر قائم ہو۔ کلبیؒ نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر جاندار چیز اور اس کے اعمال پر قائم ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قیوم وہ ہے جو تمام امور پر قائم ہو۔ ابو عبیدہؒ نے کہا قیوم وہ ہے جو لازوال ہو۔ بیضاویؒ نے کہا کہ قیوم وہ ہے جو ہمیشہ رہے اور مخلوق کی تدبیر و حفاظت پر قائم ہو۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ امر پر قائم ہونے سے مراد اس کی حفاظت کرنا ہے سیوطیؒ نے کہا قیوم وہ ہے جو ہمیشہ زندہ رہے میں کہتا ہوں کہ تمام اقوال کا نچوڑ یہی ہے قیوم ہمیشہ رہنے والا اور اشیاء کو قائم رکھنے والا کسی بھی چیز کا مقام اور بقا اس کے بغیر تصور بھی نہ کیا جا سکے سو اس نام (قیوم) کا

Marfat.com

مقتضی یہی ہے کہ سب ماسوا اپنی بقاء کے لیے اس کے اسی طرح محتاج ہیں جیسے وجود کے لیے جس طرح سائے کی نسبت اصل کے ساتھ ہے۔۔۷

امام رازی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ کا فرمان الحی القیوم کل پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا قیوم ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ خود قائم اور دوسروں کو قائم کرنے والا ہو"۔۔۸

ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"وہ خود زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔ قیوم کی دوسری قرات قیام بھی ہے پس تمام موجودات اس کی محتاج ہے اور وہ سب سے بے نیاز ہے کوئی بھی بغیر اس کی اجازت کے کسی چیز کا سنبھالنے والا نہیں جیسے اور جگہ ہے ومن ایتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ یعنی اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔۔۹

ان حوالہ جات سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ قیوم وہ ہے جو خود قائم رہنے والا ہو اور دوسروں کے قائم رکھنے کی تدبیر کرنے والا ہو۔

اس سے قبل کہ ہم اس بات کا تعین کریں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے منصب قیومیت کے اظہار سے شرک وارد ہوتا ہے یا کہ نہیں ہمیں توحید و شرک کی واضح طور پر پہچان ہونی چاہیے۔

شرک و توحید کے متعلق علامہ خازنؒ لکھتے ہیں من یشرک باللہ یعنی یجعل معہ شریک غیرہ ترجمہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ غیر کو شریک ٹھہرائے۔۔۱۰

علامہ تفتازانیؒ شرک کی تعریف یوں قلم بند کرتے ہیں الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس

Marfat.com

او کمصنی استحقاق العبادہ کما لعبد الاصنام شرک ثابت کرتا ہے
شریک کا الوہیت بمعنی واجب الوجود میں مجوسیوں کی طرح بت پرستوں کی طرح
استحقاق عبادت میں۔۔۔۱۱

محدث دہلویؒ مشکوٰۃ شریف کی شرح میں رقم طراز ہیں کہ شرک کی تین اقسام ہیں
پہلی تو یہ کہ خداوند کے علاوہ کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے یہ شرک ہے
دوسری یہ کہ اس کے سوا کسی اور کو خالق سمجھنا یا کہنا بھی شرک ہے۔ تیسری قسم یہ
ہے کہ خدا کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرے یا اس کو مستحق عبادت
سمجھے۔۔۔۱۲

قرآن پاک کی تین آیات پاک ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں :۔

انہ ھو السمیع البصیر۔۱۳

ترجمہ :۔ بے شک اللہ صاحب سمع اور بصر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

فجعلنہ سمیعا بصیرا۔۱۴

ترجمہ :۔ ہم نے انسان کو صاحب سمع و بصر پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

قد جاکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص
علیکم بالمومنین روف الرحیم۔۱۵

ترجمہ :۔ بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے۔
گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا
مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

Marfat.com

پہلی آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے صاحب سمع اور بصر اپنے آپ کو فرمایا ہے یہ دونوں صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں دوسری آیت پاک میں اللہ تعالیٰ انسان کو صاحب سمع اور بصر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کو انسان کو عطا فرما رہے ہیں۔ اگر کوئی شخص انسان کو ویسا ہی صاحب سمع اور بصر کہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہیں تو یہ شرک ہو گا اور اگر عطائیگی کی بات ہو گی تو شرک نہ ہو گا۔

تیسری آیت پاک کی حضرت مولانا شاہ نعیم الدین صاحب مراد آبادی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دو ناموں سے مشرف فرمایا یہ کمال تکریم ہے اس سرور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔۔۱۶

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو روف اور رحیم فرمایا ہے حالانکہ یہ دونوں صفات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ ذاتی صفات ہیں اور نبی کریم ﷺ کے لیے عطائی ہیں۔ اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ کو روف اور رحیم ایسا ہی مانے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود ہے تو یہ شرک ہو گا۔ اور اگر نبی کریم ﷺ کے لیے یہ صفات عطائی مانی جائیں جیساکہ یہ ہیں تو شرک نہ ہو گا۔

اب ان آیات پر غور کریں تاکہ مزید وضاحت ہو سکے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین۔۱۷

ترجمہ :۔ اللہ سب خالقوں سے اچھا ہے۔

واللہ خیر الرازقین۔۱۸

ترجمہ :۔ اللہ سب رازقوں سے اچھا ہے۔

الیس اللہ باحکم الحاکمین۔۱۹

ترجمہ :۔ یعنی اللہ سب حاکموں کا حاکم ہے۔

Marfat.com

كما ربياني صغيرا۔۲۰

ترجمہ :۔ اور عرض کر اے مرے رب ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے بچپن میں مجھے پالا۔ معلوم ہوا ماں باپ اولاد کے رب ہیں ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا خالق اور بھی ہیں رازق اور بھی ہیں حاکم اور بھی ہیں رب اور بھی ہیں مگر فرق یہ ہے کہ:۔

اللہ خالق حقیقی ہے اور باقی خالق مجازی ہیں۔
اللہ رازق حقیقی ہے اور باقی رازق مجازی ہیں۔
اللہ حاکم حقیقی ہے اور باقی حاکم مجازی ہیں۔
اللہ رب حقیقی ہے اور باقی رب مجازی ہیں۔

پتہ چلا کہ یہ ساری صفتیں اساسی توحید نہیں اساس توحید صرف وحدت الوہیت ہے۔۲۱

معلوم ہوا جو عطائی صفت کو ذاتی مانے مشرک ہو گیا اور جو عطائی کو عطائی مانے مشرک نہ ہوا۔

غزالی دوراں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے توحید و شرک کی وضاحت یوں فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے توحید اور شرک کے حالات کو واضح طور پر بیان کیا اور لادینی کے تمام تصورات کو مٹا دیا۔ لیکن تعجب ہے کہ قرآن کریم کی تصریحات کے باوجود بھی مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا لیکن یہ چیز الجھی ہوئی ان ہی لوگوں کے لیے ہے جن کے ذہن الجھے ہوئے ہیں۔

توحید کا معنی: توحید کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو اس کی ذات اور صفات میں شریک سے پاک ماننا۔ یعنی جیسا اللہ ہے ویسا ہم کسی کو اللہ نہ مانیں۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ تصور کرتا ہے تو وہ ذات میں شرک کرتا ہے۔
علیم سمیع بصیر وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اگر ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائیں تو ہم مشرک ہوں گے۔

توحید اور شرک میں فرق: ہمیں توحید کا معنی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ ذات و صفات میں کسی کو شرک نہ ٹھہرایا جائے۔

اب سوال پیدا ہوتا کہ علیم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اگر ہم کسی دوسرے کے لئے علم ثابت کر دیں تو کیا یہ شرک ہو گا؟ سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اگر ہم کسی دوسرے کے لیے سننے اور دیکھنے کی صفات ثابت کر دیں تو کیا یہ بھی شرک ہو گا؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے صفت حیات ثابت ہے اگر ہم کسی دوسرے کو حیات کی صفت کا حامل کہیں تو کیا ہم مشرک ہوں گے؟

اللہ تعالیٰ کی حیات اور انسانی حیات: اللہ تعالیٰ کی حیات پر تو سب کا ایمان ہے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صفت حیات دی ہے وہ سب اس صفت کے حامل ہیں پس ہم نے اپنے لیے بھی حیات کی صفت کو جانا اور اللہ تعالیٰ کے لیے بھی صفت حیات کو مانا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حیات ہم اللہ تعالیٰ کے لیے مانتے ہیں وہ حیات نہ ہم اپنے لیے مانتے ہیں نہ کسی اور کے لیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی حیات دینے والا نہیں۔ ہماری حیات عارضی ہے اس کی دی ہوئی ہے محدود اور فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حیات عارضی نہیں' عطائی نہیں اور محدود بھی نہیں پس جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حیات عارضی' عطائی اور محدود نہیں اور ہماری زندگی عطائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حیات باقی ہے اور ہماری فانی تو شرک ختم ہو گیا یہی تصورات تمام مسائل پیش کرتے چلے جائیے بات واضح ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

قدرت خداوندی اور اختیار انسانی : سوال یہ کہ کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر کوئی قوت پیدا نہیں کی؟ اگر نہیں کہ تو پھر پتھر اور انسان میں کیا فرق ہو گا؟

اللہ تعالیٰ قادر و مختار ہے اور انسان کی وہ قدرت اور اختیار جو اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے اندر پیدا کی۔ اس کی وجہ سے انسان بھی مختار ہوا کہ نہیں؟ تو پھر اللہ بھی مختار اور بندہ بھی مختار۔ یہ کیا ہوا؟ سنئے! اللہ تعالیٰ مختار ہونے میں محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار کسی سے عطا نہیں ہوا بلکہ ذاتی ہے اور بندہ مختار ہونے میں محتاج ہے۔

علم ایزدی اور علم انسانی : علم انسانیت کا زیور ہے لیکن علم تو خدا کی صفت ہے تو کیا یہ شرک ہو گا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو علم اللہ تعالیٰ کا ہے وہ بندے کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم اپنا ہے ہمارا علم اسی کا عطا کردہ ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے اور فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو سمیع و بصیر یعنی سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ تو اللہ تعالیٰ کی یہ تمام صفات بے نیاز و غنی ہو کر ہیں اور بندوں کی یہ صفات اس کے حاجت مند اور نیاز مند ہو کر ہیں کیونکہ انہیں یہ صفات رب نے دیں اور وہ خود اور اس کی صفات رب کے قبضہ اور قدرت میں ہیں۔ الوہیت اور عبدیت کے درمیان یہی فرق ہے۔

اب شرک کا مطلب واضح ہو گیا کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کی اپنی ہیں یعنی کسی کی عطا کردہ نہیں وہی کسی اور کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔ او ر ان صفات سے شرک لازم نہیں آتا جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو بخشی ہیں۔ اگر انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے صفات نہ بخشی ہوں تو پھر نہ کوئی سننے والا ہو نہ دیکھنے والا ہو' زندہ ہو نہ کوئی علم والا ہو۔ پس ہم یہی کہیں گے کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں وہ بندے کی نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کی ات ازلی و ابدی ہیں بندے کی عارضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کمالات بغیر کسی کے پیدا

Marfat.com

کیے ہوئے ہیں اور انسان کے کمالات اللہ تعالیٰ کے بخشے ہوئے ہیں۔

اگر ہم کسی کے لیے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اور اللہ تعالی کا عطا کردہ اختیار مانیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سمیع اور بصیر مانیں تو شرک نہیں۔ کیونکہ جب عطا کا تصور آیا تو شرک کی نفی ہو گئی۔

ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات و کمالات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اللہ کے سوا کسی دوسرے میں یہ بات نہیں ہر طرح کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور اگر کوئی دوسرے میں اللہ تعالیٰ کی طرح ہی کی کمالات و صفات مانے تو وہ مشرک ہو گا اور اگر وہ ان صفات و کمالات کو اللہ تعالیٰ کی عطا مانے تو مشرک نہ ہو گا۔

ہر کام باذن للہ عین توحید ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ۲۲

ترجمہ:۔ کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذن خداوندی کے۔۔

مولانا احمد سعید کاظمی فرماتے ہیں پتہ چلا کہ بغیر اذن کے شفاعت کا اعتقاد شرک ہے اور اذن کے ساتھ عین توحید ہے۔

"یہاں ایک قاعدہ بیان فرما دیا کہ ہر شخص کو بارگاہ الٰہی میں لب کشائی اور شفاعت کی طاقت نہ ہو گی صرف وہی شفاعت کرے گا جس کو پروردگار عالم نے اذن فرمایا۔ بتانا یہ ہے کہ اے کفار و مشرکین! قیامت کے دن تو وہی شفاعت کرے گا جسے اجازت ہو گی اور تمہارے ان بتوں کو تو کوئی اجازت نہیں پھر ان سے یہ توقع محبت کیوں لگائے بیٹھے ہو اور "الاباذنہ" سے یہ واضح فرما دیا کہ وہ محبوب و مقبول بندگان خدا ضرور شفاعت کریں گے جن کو انکے رب نے اجازت مرحمت فرمائی ہو گی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں

Marfat.com

گے بعد میں انبیائے کرام اولیائے کرام حفاظ اور شہداء بھی شفاعت کریں گے۔ ۲۳

کمال عطائی ماننا شرک نہیں: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

انی قد جتکم بایته من ربکم انی اخلق لکھ من الطین کھیته الطین فانفخ فیه فیکون طیرا باذن الله وابری الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله و انبکم بم تاکلون وما اتوخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لا یته لکم ان کنتم مومنین ۲۴۔

ترجمہ:۔ تمہارے رب کی طرف سے بلاشبہ میں ایک آیت (نشانی) لے کر آیا ہوں کہ مٹی کی مورت بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اور اللہ کے حکم سے میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو۔ اور اللہ کے حکم سے مردے زندہ کرتا ہوں اور تمہیں بتلاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو۔

خدا کی پاک کتاب نور مبین قرآن مجید کے ان الفاظ و معانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مخلوق پیدا کرنے اندھے اور برص والے کو شفا دینے مردوں کو جلا بخشنے کی صفت کو خود سے منسوب کیا ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ گھروں میں جمع کرتے ہو اس کی میں خبر رکھتا ہوں مزید ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایمان والے اور مومن ہو۔ خدا کی وحدانیت پر یقین رکھتے ہو تو اس میں تمہارے لیے نشانی ہے توحید کے علمبردار خدا کے پیارے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کلام کو قران مجید نے نقل فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنی طور پر خلق اور احیا و ابرا یعنی تخلیق کرنے جلا بخشنے اور شفا عطا کرنے کی نسبت غیر اللہ سے ہو سکتی ہے مگر یہ

Marfat.com

عقیدہ لازمی ہے کہ یہ صفت یہ خوبی اللہ کی عطا سے حاصل ہے اگر یہ عقیدہ نہیں بلکہ یہ ہو گا کہ یہ وصف خدا کی مہربانی اور عطا نہیں بلکہ اس کا اپنی ذاتی ہے تو یہ شرک ہے ورنہ نہیں۔

قیومیت: مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کا کچھ حصہ دوبارہ نقل کر رہا ہوں تاکہ آپ کے دعویٰ قیومیت کے اصل مطلب سے مطلع ہوا جا سکے ''ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت قیومیت تمام ممکنات ہے کہ بوراثت و تبعت خاتم الرسول ﷺ عطا ہوا ہے کہ اتنے میں حضرت سیدالرسلین رحمتہ اللعالمین تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار مبارک باندھی اور مبارک باد منصب قیومیت دی''۔۔۔۲۵

منصب قیومیت شرک نہیں: اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ منصب قیومیت عطائی ہے اور عطائیگی کی وجہ نبی کریم ﷺ کی سنت کو اختیار کرنے اور کرانے کی ہے یعنی نبی کریم ﷺ کی پوری پوری تابعداری کی وجہ سے ہے منصب قیومیت عطائی ماننے کی وجہ سے شرک وارد نہ ہوا۔ معترضین کا خیال یہ ہے کہ قیوم چونکہ خود قائم رہنے والا ہے اور دوسروں کے قائم رکھنے کی تدبیر کرنے والا ہے یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اور کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا حامل نہیں ہو سکتا۔

انسان اللہ تعالیٰ کی عطا سے قیوم ہو سکتا ہے: حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے مولانا شاہ اسماعیل نے اپنی کتاب عبقات میں تحریر کیا ہے کہ ''اصحاب کشف و وجدان اور خداوند شہود و عرفان جو کہ عقلی دلائل اور نقلی اشارات سے مؤید ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ کائنات کی کثرت کا قیوم (قائم اور باقی رکھنے کا ذریعہ) ایک

Marfat.com

شخص ہے۔۔۔۲۶

ذات موہوب : قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی اپنے ایک مکتوب میں قیوم کی تشریح کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ "خداوند تعالیٰ اپنے خاص کرم سے کسی شخص کو ایک "ذات موہوب" عطا فرماتے ہیں اس وقت تمام عالم کا قیام اس شخص کی ذات موہوب کے سپرد ہوتا ہے اور خود اس شخص موہوب کی ذات کا قیام ذات حق سے ہوتا ہے ایسا شخص قیوم کہلاتا ہے۔۔۔۲۷

صاحب روضۃ القیومیہ فرماتے ہیں۔

"قیوم بمنزلہ جوہر کے ہے اور ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نائب اتم اور وزیر اعظم ہوتا ہے اور اسے بے چونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے جسے "ذات موہوب" کہتے ہیں۔۔۔۲۸

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ بہت قرنوں اور بے شمار زمانوں کے بعد کسی صاحب دولت کو فنا اتم کے بعد بقا اکمل بخشتے ہیں اور ذات مقدس کا نمونہ اس کو عطا فرماتے ہیں جس کے ساتھ اب اس کا قیام ہوتا ہے جس طرح کہ پہلے اس کا قیام اپنے اصل کے ساتھ تھا جو اسماء و صفات ہیں اور وہ تمام اعراض سابقہ جو رکھتا تھا اور یہ ذات موہوب دونوں مل کر اس کی حقیقت ہوتی ہے یہاں پہنچ کر اس کا کمال انسانی ختم ہو جاتا ہے اور نعمت اس کے حق میں تمام ہو جاتی ہے میں ایک بات کہتا ہوں اس کو اچھی طرح سننا چاہیے ذات موہوب کے ساتھ صرف عارف ہی کا قیام مخصوص نہیں ہوتا بلکہ تمام افراد عالم جو اعراض مجمعہ ہیں جس طرح پہلے اسماء صفات کے ساتھ قیام رکھتے تھے اسی طرح اب ان کا قیام اس ذات موہوب پر وابستہ کیا ہے اور سب کو اس ایک ذات کے ساتھ قائم کیا ہے۔۔۔۲۹

Marfat.com

امام غزالی کی تشریح: حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمان جامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوحامد حجتہ الاسلام محمد بن الغزالی الطوسیؒ کے اموال میں فرماتے ہیں۔

"امام غزالی کے کلام میں جو بعض دوستوں کو لکھا ہے یہ ہے کہ روح ہے لیکن نیست نما کہ وہاں تک راہ نہیں وہ سلطان قاہر متصرف ہے قالب اس کا قیدی اور بیچارہ ہے جو کچھ دیکھتا ہے قالب سے دیکھتا ہے قالب اس سے بے خبر ہے تمام عالم کو قیوم عالم کے ساتھ یہی مثال ہے کہ قیوم عالم ہے تو سہی لیکن نیست نظر آتا ہے کیونکہ ذارت جہاں میں سے کوئی ایسا ذرہ خود بخود نہیں بلکہ اپنے قیوم سے اس کا قیام ہے اور ہر چیز کا قیوم بضرورت اس کے ساتھ ہے اور حقیقتاً" اسی کا وجود ہے اور مقدم کا وجود اس کی طرف سے عاریتا" ہے یہی معنی ہے وھو معکم اینما کنتم یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو لیکن جو شخص کہ جسمی معیت ہی کو جسم کے ساتھ جانتا ہے یا عرض کی معیت عرض کے ساتھ یا عرض کی معیت جسم کے ساتھ سو تینوں معیتیں قیوم عالم کے حق میں محال ہیں یہ معیت سمجھ میں نہیں آتی معیت قیومیت چوتھا قسم ہے بلکہ حقیقتاً" معیت یہی ہے اور یہ بھی ہے لیکن نیست نما ہے جو لوگ کہ اس معیت کو نہیں پہچانتے وہ قیوم کو ڈھونڈھتے ہیں پھر نہیں پاتے اور یہ بھی ان سے منقول ہے کہ صاف ہوا میں زمین سے ایک بگولا اٹھتا ہے جس کی شکل مستطیل ستارہ کی ہوتی ہے وہ باہم مل کر چکر کھاتا ہے دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ مٹی اپنے آپ کو پیچ دیتی اور ہلاتی ہے حالانکہ یوں نہیں ہے بلکہ وہ ہوا ہے جو اس مٹی کو ہلاتی ہے لیکن ہوا کو دیکھ نہیں سکتے خاک کو دیکھ سکتے ہیں پس مٹی حرکت نہیں کرتی مگر کرتی معلوم ہوتی ہے ہوا حرکت کرتی ہے لیکن بظاہر معلوم نہیں ہوتی حرکت میں خاک کو بجز قید اور عاجز ہونے کے چارہ نہیں وہ ہوا کے ہاتھ میں ہے تمام حکومت ہوا کی ہے لیکن اس کی سبقت معلوم نہیں ہوتی"۔۔۔۳۰

Marfat.com

مقام قیومیت : پروفیسر انیس احمد شیخ فرماتے ہیں :۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے تصوف میں بعض نئی اصطلاحوں کا اضافہ کیا آپ کے ارشاد کے مطابق جس طرح خلفائے اربعہؓ مدارج ولایت سے بڑھ کر مدارج نبوت تک پہنچے اسی طرح وہ بھی ان مدارج تک پہنچے البتہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولیاءؒ سے افضل ہیں چنانچہ ولایت سے نوبت کے مدارج تک ترقی کرنے میں انہیں مقام قیومیت حاصل ہوا جو ان دونوں مقاموں کے درمیان ہے ان کے علاوہ تین اور قیوم بھی ہیں ان چار قیوموں کے وجود سے شریعت طریقت اور علم معرفت کو زیب و زینت حاصل ہوئی ارباب طریقت میں نغمہ و سماع ممنوع فرمایا اور وحدت الوجود کا عقیدہ اٹھ گیا حضرت مجددؒ کی ان اصطلاحوں کو ان کے ارادت مندوں اور دیگر علمائے نے بسرو چشم قبول کیا۔۔۳۱

قیوم اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے : حضرت علامہ مولانا عبدالعلی انصاری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ اکبر کے مسلک کو اپنے رسالہ "وحدہ الوجود و شہود الحق فی کل موجود" میں نہایت اچھے طریقہ سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں "انسان کامل اللہ کے تمام اسماء و صفات کا مظہر ہے اللہ نے اس کو اپنا خلیفہ بنایا ہے تاکہ وہ اپنے باطن کی مدد سے کائنات عالم کو باقی رکھے اور کائنات میں سے ہر ایک کو اس لائق کمال اور نقصان عطا کرے اس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ کائنات کو بقاء دینے والا انسان کامل ہے ایسا خیال کرنا کفر ہے دینے والا اور باقی رکھنے والا اللہ ہی ہے انسان کامل صرف وسیلہ بنا ہے تمام خلائق میں انسان اکمل اور اللہ کے خلیفہ اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں دنیا میں آپؐ کی آمد سے پہلے انبیاء اور رسل آپؐ کے نائب اور اللہ کے خلیفہ تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد قطب الاقطاب آپؐ کا نائب اور اللہ کا خلیفہ اور اللہ کی مہر ہے۔۔۳۲

Marfat.com

صاحب حالات حضرات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ اس بارے میں مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اور قیوم کی مفصل کیفیت حضرتؒ کے مکتوب ۸۰-۷۹ جلد سوم میں درج ہے۔ بباعث طوالت وہاں سے نقل نہیں کی بلکہ مکتوبات معصومیہ کے مکتوب جلد اول سے نقل کرتا ہوں کہ وہ مختصر و قریب الفہم ہے۔ حضرت خواجہ معصوم رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اس دنیا میں قیوم اللہ تعالیٰ جل علاء کا خلیفہ ہوتا ہے اور مناب کا نائب ہے اور اقطاب و اوتاد اس کا ماتحت ہیں اور افراد اور اوتاد اس کے کمال کے دائرہ میں ہوتے ہیں اور دنیا کے سارے افراد اس کے چہرے سے خوشبو پاتے ہیں اور اسے تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز سمجھتے ہیں۔ جانتے ہوئے نہ جانتے ہوئے بلکہ لوگوں کی ذات کا قائم رہنا اس کی وجہ سے ہے۔ چاہیے دنیا کے لوگ ہوں چونکہ قیوم اللہ کے اسماء وصفات کا مظہر ذاتی ہوتا ہے اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان شان کائن نہیں ہے۔ یہ سارے اعراض و اوصاف کو اس کی ذات سے اور جوہر کے بغیر چارہ نہیں حتیٰ کہ ان کا قیام اس کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی عادت جاری ہے (اللہ تعالیٰ کا معمول ہے) کہ مدت کے بعد ایک عارف کو جو اس کی ذات سے فیض پاتا ہے اور اس کی ذات کے جلوؤں کے ذریعے جو کچھ عطا ہوتا ہے کہ نیابت اور خلافت کے حکم کے تحت چیزوں کا قیوم بن جاتا ہے اور اس کی وجہ سے چیزیں قائم رہتی ہیں"۔۔۳۳

قیوم مانند وزیر ہوتا ہے: آیت کریمہ فمنھم ظالم لنفسہ کی تاویل اور آیہ کریمہ انا عرضنا الا مانتہ کے بیان اور انسان کامل کی خلافت کے بیان میں کہ اس کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔ اور وہ ظالم لنفسہٖ ہے اور مقتصد کو ندیم اور خلیل سے تعبیر کیا ہے اور سابق بالخیرات کو محب و محبوب کے ساتھ جن کا سرحلقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں خواجہ ھاشم کی طرف

Marfat.com

صادر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثمہ ادرثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات باذن اللہ پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا کوئی ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ اور کوئی اعتدال پر چلنے والا۔ اور کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے خیرات میں سب سے بڑھنے والا ہے۔

اور فرماتا ہے انا عرضنا الا مانت علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے پیش کی لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا۔ اور اس سے ڈر گئے۔ اور انسان نے اس کو اٹھا لیا یہ بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔

ان دونوں آیتوں کی مراد اللہ ہی جانتا ہے لیکن ہم تاویل بیان کرتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہو گئی ہے۔ ربنا لا تواخذنا ان نسینا اواخطانا یااللہ تو ہماری بھول چوک پر مواخذہ نہ کر۔

جاننا چاہیے۔ ان اللہ خلق ادم علی صورته (اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ صورت سے پاک اور برتر ہے پس آدم اس کی صورت پر پیدا ہونا اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اگر مرتبہ تنزیہہ کی صورت عالم مثال میں فرض کی جائے۔ تو بے شک یہ صورت جامع ہو گی جس پر یہ احسان جامع موجود ہوا ہے۔ دوسری صورت کو یقابلیت حاصل نہیں کہ اس مرتبہ مقدسہ کی تمثال ہو سکے۔ اور اس کا آئینہ بن سکے یہی باعث ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی خلافت کے لائق ہوا ہے۔ کیونکہ خلیفہ جب تک شے کی صورت پر مخلوق ہو۔ اس شے کی خلافت کا مستحق نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اس لیے کہ شے کا خلیفہ اس کا خلف اور قائم مقام ہوتا ہے۔ چونکہ انسان رحمٰن کا خلیفہ بن گیا۔ اس لیے بارامانت بھی اس کو اٹھانا پڑا۔ لا یحمل عطایا الملک الا مطایاہ (بادشاہ کے عطیوں کو اسی کے اونٹ اٹھا سکتے ہیں) آسمان اور زمین اور پہاڑ یہ جامعیت کہاں سے لاتے تاکہ حق تعالٰی کی صورت پر پیدا ہوتے۔ اور اس کے خلافت کے لائق ہو کر بار امانت کو اٹھا سکتے۔

محسوس ہوتا ہے کہ بالفرض اگر اس بار امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے حوالہ بھی کرتے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اور ان کا کچھ اثر باقی نہ رہتا۔ وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی انسان کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خلافت کے حکم سے تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔ اور تمام مخلوق کو تمام ظاہری باطنی کمالات کا افاضہ اور بقا اسی کے ذریعے پہنچاتے ہیں۔ اگر فرشتہ ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ متوسل ہے۔ اور اگر جن دانس ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ وسیلہ پکڑتا ہے غرض حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی کی طرف ہوتی ہے اور سب اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں خواہ وہ اس امر کو جانیں یا نہ جانیں۔ فرمایا۔ انہ کان ظلوما یعنی اپنی جان پر یہاں تک ظلم کرتا ہے کہ اپنے وجود اور توابع وجود کا کوئی نام و نشان اور اثر و حکم باقی نہیں چھوڑتا۔ واقعی جب تک اسی طرح کا حکم نہ کرے بار امانت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ جھولا یعنی اس قدر جاہل ہے کہ اس کو اپنے مطلوب کا علم اور ادراک نہیں بلکہ ادراک سے عاجز ہونا اور علم سے جاہل ہونا اس کا مقصود ہے یہ عجز و جہل اس مقام میں کمال معرفت ہے کیونکہ سب سے زیادہ جاہل اس مقام میں سب سے زیادہ عارف ہوتا ہے اور جو سب سے زیادہ عارف ہو گا۔ وہی بار امانت کے لائق ہو گا۔ یہ دونوں صفتیں گویا بارامانت کے اٹھا لینے کے باعث ہیں۔ یہ عارف جو اشیاء کی قیومیت کے

Marfat.com

مرتبہ سے مشرف ہوا ہے وزیر کا حکم رکھتا ہے۔ جس کی طرف تمام مخلوقات کے ضروری کام اور معاملات راجع ہیں۔ انعام اگرچہ بادشاہ کی طرف سے ہیں لیکن وزیر کے ذریعے سے پہنچتے ہیں۔

اس دولت کے رئیس ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ یہ مرتبہ اصلی طور پر اولولاعزم پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو ان بزرگوران کی وراثت و تبعیت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمائیں۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست

کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام

وارثان کتاب میں سے پہلا گروہ جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں یہی ظالم لنفسہ ہیں جو منصب وزارت اور قیومیت سے مشرف ہیں۔ ان برگزیدہ لوگوں میں سے دوسرا گروہ جن کو مقتصد سے تعبیر فرمایا ہے وہ لوگ جو دولت علت سے مشرف ہیں اور صاحب سر اور اہل مشورت ہیں اگرچہ پادشاہی کا معاملہ اور کاروبار وزیر کے متعلق ہے لیکن خلیل یعنی دوست ہم نشین اور غم خوار اور انیس ہوتا ہے یعنی خلیل اپنے آرام کے لیے ہے۔ اور وزیر دوسروں کے کاروبار کے لیے ششان ما بینہما ان دونو میں بہت فرق ہے۔

اس مقام عالی یعنی خلت کے سر حلقہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام ہیں یہ وہ لوگ جن کو اس مقام عالی سے مشرف فرمایا مقام خلت کے اوپر مقام محبت ہے جس مقام اعلیٰ کے ساتھ تیسرے گروہ کے لوگ جو سابق بالخیرات ہیں۔ مشرف ہوئے ہیں یار و ندیم اور ہوتا ہے اور

Marfat.com

محبت و محبوب اور وہ اسرار و معاملات جو محب و محبوب کے درمیان گزرتے ہیں۔ یارو ندیم کا وہاں کچھ دخل نہیں۔ اگرچہ کمال الفت و انس کے وقت محبت کے خفیہ اور پوشیدہ اسرار کو جلیل القدر خلیل کے ساتھ بیان کر سکتے ہیں اور اس کو محب و محبوب کے اسرار کا محرم بنا سکتے ہیں۔

محبوں کے سر حلقہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام ہیں اور محبوبوں کے سرگروہ حضرت خاتم الرسل علیہ الصلواۃ والسلام ہیں یا ان بزرگواروں کی وراثت اور تبعیت سے جس کسی کو ان دو مقاموں سے مشرف فرمائیں۔ اور وہ مقامات جو مقام محبت سے اعلیٰ ہیں اس فقیر کے کسی مکتوب میں مذکور ہو چکے ہیں ان میں بھی صدر نشین محمد ﷺ ہیں وہ سب مقامات سابقین کے مقام میں داخل ہیں جو وارثان کتاب میں سے تیسرے گروہ کو نصیب ہیں۔

ربنا اتنا من لدنک رحمتہ وھیی لنا من امرنا رشد

(یااللہ تو اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما اور ہمارے کاموں میں ہماری بھلائی نصیب کر) والسلام علی من اتبع الھدے سلام اس شخص پر جس نے ہدایت اختیار کی۔ ۳۴

اس مکتوب میں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے قیوم اور قیومیت کے بارے میں تفصیلاً اظہار خیال کیا ہے۔

قیومیت ولایت کا ایک درجہ : مولانا مفتی احمد یار خان رحمتہ اللہ علیہ قیومیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ولایت کا ایک درجہ قیومیت بھی ہے اس درجہ والے لوگ قیوم عالم کہلاتے ہیں اس لحاظ سے حضرت مجدد صاحب قدس سرہ کی کتب

Marfat.com

میں بعض اولیاء کو قیوم اول اور قیوم دوم وغیرہ کہا گیا ہے وہاں قیوم کے معنی ہی اور ہیں۔ فقہا فرماتے ہیں کہ کسی بندہ کو قیوم کہنا کفر ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ جس معنی سے خدا کو قیوم کہتے ہیں اس معنی میں اوروں کو قیوم کہنا کفر ہے خدا تعالیٰ عالم کا قائم رکھنے والا ہے لہٰذا وہ قیوم ہے ان حضرات کے ذریعے عالم قائم ہے جیسے مرکز سے دائرہ دیوار سے چھت لہٰذا وہ قیوم عالم ہوئے چونکہ آسمان و زمین مثل دائرہ گول ہیں اور دائرہ مرکز قطبین وغیرہ سب ہی ہوتے ہیں ایسے ہی عالم میں ابدال اوتاد قطب اور قیوم کا ہونا ضروری ہے جن سے عالم باقی رہے دیکھو رب کا نام بھی علی ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو بھی علی کہتے ہیں ان دونوں کے معنی میں بڑا فرق ہے ان حضرات کے نزدیک قطب عالم یا قیوم عالم سے تمام جہان اسی طرح قائم ہے جیسے خیمہ کی چوب سے خیمہ یا دل سے تمام جسم کہ خیمے اور جسم رب تعالیٰ ہی قائم رکھے ہوئے ہے مگر ان اسباب کے ذریعے سے یہ بات ضرور خیال رکھیں کہ اسی لفظ قیوم پر بہت دھوکا ہوتا ہے۔۔۔۳۵

انسان کامل کے مختلف نام: حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی ازہری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"جو بات شیخ اکبرؒ اور حضرت مجددؒ نے کہی تمام مشائخ نے کہی اگر فرق ہے تو صرف نام میں ہے کسی نے غوث کا نام رکھا کسی نے قطب الاقطاب کا کسی نے قطب مدار کا کوئی مشکل کشا کہتا ہے کوئی کرتا دھرتا کوئی قیوم حضرت سیدنا عبدالقادرؒ غوث کہلائے حضرت شاہ نقشبندؒ مشکل کشا حضرت مجددؒ قیوم منصب ایک ہے نام مختلف۔

انسان کامل میں بھی تفاوت درجات ہے جیسا کہ حضرات انبیاءؑ میں ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض (ترجمہ) یہ سب رسول بڑائی دی ہم نے ان میں سے ایک کو ایک سے۔

Marfat.com

یہ منصب جلیل قیومیت کے نام سے سب سے پہلے حضرت مجددؒ کو ملا اب قیامت تک جو بھی قیوم ہو گا آپؒ کے ظل سے خارج نہ ہو گا جس طرح پر ہر فقہ عیال ابو حنیفہ ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔۳۶

چند گزارشات

انسان کو خیال کرنا چاہیے کہ اپنی سستی شہرت کے لیے جن خیالات کا اظہار کر رہا ہے وہ کہیں اس کے لیے وبال جان تو نہیں بن جائیں گے اور اس بات کا بھی خیال رہے کہ جس عبارت کی وجہ سے وہ اعتراض کر رہا ہے اس میں عبارت کو سمجھنے کی اہلیت بھی ہے۔

ولی سے دشمنی اللہ تعالیٰ سے جنگ کے مترادف ہے: امام بخاریؒ اور دوسرے آئمہ حدیث نے یہ حدیث قدسی روایت کی ہے:۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کو لڑائی سے خبردار کر دیتا ہوں اور میرا بندہ کسی شے سے بھی جو مجھ کو محبوب ہے میرا قرب نہیں پا سکتا جو کہ وہ میرے عائد کردہ فرض میں پاتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب مجھ کو اس سے محبت ہو جاتی ہے تو میں اس کی وہ سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور وہ بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے طلب کرے البتہ میں اس کو دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے البتہ میں اس کو دوں گا اور مجھ کو اپنے کسی کام کے کرنے سے تردد نہیں ہوتا۔ جو تردد مجھ کو مومن کی جان لینے میں ہوتا ہے (کیونکہ) وہ موت سے ناخوش ہوتا ہے اور اس کی ناخوشی مجھ کو ناپسند ہے

Marfat.com

اور اس کو موت سے مفر نہیں۔ ۳۷

مشرک کو مجدد نہیں کہا جا سکتا: مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے قیوم کہلانے کے بارے میں جو فتویٰ دیا ہے وہ ایسے لوگوں کے لیے ہے جو قیوم کو ذاتی صفت کہتے ہیں۔ جو لوگ اسے عطائی صفت مانتے ہین ان کے لیے یہ فتویٰ نہیں ہے مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی لکھا ہے اور ساتھ رحمتہ اللہ علیہ کا اضافہ بھی کیا ہے مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ جن کو اس صدی کا مجدد بھی کہا جاتا ہے کیسے ایک مشرک کو مجدد الف ثانی لکھتے اور ان کے لیے رحمتہ اللہ علیہ بھی لکھتے۔

عارفوں کے فرمودات سے انکار نہ کیا جائے: حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی کتاب فتوح الغیب کی فارسی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے عارفوں کے دلوں پر ایسے دقیق اسرار اور مخفی علوم وارد ہوتے ہیں کہ ان کے بیان سے دامان عبارت قاصر رہتی ہے۔ لہٰذا ان اسرار علوم کے علم و معرفت کو حضرت دانائے مطلق جل شانہ کے حوالے کیا جائے اور انکار نہ کیا جائے۔ ۳۸

روافض کی خوشنودی حاصل نہ کی جائے: حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے "دین الٰہی" کی بیخ کنی کے ساتھ ساتھ روافض کے عقائد پر کاری ضرب لگائی ہے اگر اہل سنت علماء کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی تکفیر ہو گی تو فائدہ روافض کو ہو گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ بے سروپا اعتراض کر کے مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے کارنامہ کی اہمیت کو کم کرنے کی بے سود کوشش نہ کی جائے۔

اعتراضات کو دوہرانا عقل مندی نہیں: مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی

Marfat.com

ہی میں آپؒ پر اعتراضات کیے گئے جن کا جواب آپؒ نے مکتوبات شریف اور اپنی دیگر تصنیفات میں دیا ہے۔ ان کے علاوہ جید علماء اور مشائخ عظام نے بھی ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جب علمائے اہل سنت اور مشائخ عظام نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرمودات کی وضاحت فرما دی پھر بار بار ایک بات کا بیان کرنے سے فائدہ؟ سستی شہرت تو حاصل کی جا سکتی ہے لیکن ملت کا شیرازہ بکھیرنے کا باعث بن سکتی ہے۔

احتیاط کیجئے: آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ سابقہ بزرگان دین اور علمائے حق کا احترام نہ کرنا بذات خود ایک فتنہ ہے آپ نے کبھی سوچا کہ اگر ان داعیان اسلام کی ذاتی حیثیت کو مشکوک کر دیا جائے تو دین اسلام بھی مشکوک ہو جاتا ہے یہ بات علمائے سو کو تو پسند ہو سکتی ہے لیکن علماء حق کو کسی طور پر پسند نہیں ہو گی اس لیے خدا را احتیاط کریں۔

سلام اس شخص پر جس نے ہدایت اختیار کی

Marfat.com

حوالہ جات (حصہ اول)

۱- القرآن ۴ پارہ ۳ رکوع

۲- بخاری شریف۔ باب کتاب العلم

۳- سنن ابو داؤد باب مابذکرنی قرن المائتہ

۴- مرقاۃ شرح مشکواۃ جلد اول صفحہ ۳۰۲

۵- مشکواۃ المصابیح باب ثواب ھذا الامتہ

۶- محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، تجلیات امام ربانی مکتبہ نبویہ لاہور صفحہ ۳۷

۷- عبدالشکور لکھنوی، تذکرہ امام ربانی صفحہ ۲۰

۸- مولانا مودودی، تجدید و احیائے دین صفحہ ۴۵

۹- محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، تجلیات امام ربانی مکتبہ نبویہ لاہور صفحہ ۳۵ تا ۳۷

۱۰- جواہر مجددیہ صفحہ ۱۰

۱۱- ایضاً صفحہ ۱۷

۱۲- ایضاً صفحہ ۱۸ تا ۲۰

۱۳- جمیل اطہر، شیخ سرہند ادارہ اسلامیات لاہور صفحہ ۴۱

۱۴- جمیل اطہر، شیخ سرہند ادارہ اسلامیات لاہور صفحہ ۳۱

۱۵- جواہر مجددیہ صفحہ ۲۱ تا ۲۲

۱۶- حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ اللہ والے کی قومی دوکان لاہور صفحہ ۱۸۰

۱۷- تجلیات امام ربانی صفحہ ۸۹

۱۸- ایضاً صفحہ ۹۰

۱۹- ایضاً صفحہ ۹۰

Marfat.com

۲۰۔ جواہر مجدیہ ۲۳

۲۱۔ تجلیات امام ربانی صفحہ ۸۹

۲۲۔ ایضاً" صفحہ ۹۳

۲۳۔ جمیل اطہر، شیخ سرہند ادارہ اسلامیات لاہور صفحہ ۲۰۱

۲۴۔ ایضاً" صفحہ ۲۰۲

۲۵۔ حالات مشائخ نقشبندیہ مجدیہ صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۳

۲۶۔ جواہر مجددیہ صفحہ ۲۹

۲۷۔ محمد عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری، تجلیات امام ربانی مکتبہ نبویہ لاہور صفحہ ۱۷۲

۲۸۔ جمیل اطہر، شیخ سرہند ادارہ اسلامیات صفحہ ۲۰۵

۲۹۔ ایضاً" صفحہ ۲۰۵

۳۰۔ ایضاً" صفحہ ۲۰۳

۳۱۔ مولانا محمد میاں علمائے ہند کا شاندار ماضی جدید حصہ اول مطبوعہ دہلی پرنٹنگ پریس دہلی صفحہ ۶

۳۲۔ ماثر الامرا جلد دوم صفحہ ۵۷۸

۳۳۔ تجلیات امام ربانی صفحہ ۳۱۷

۳۴۔ صفدر حیات صفدر عہد مغلیہ مع دستاویزات نیوبک پیلس لاہور صفحہ ۳۳۳

۳۵۔ ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ صفحہ ۱۸۸

۳۶۔ مولانا مناظر احسن گیلانی الفرقان مجدد الف ثانی نمبر دوسرا ایڈیشن ۱۳۶۸ھ صفحہ ۸۱

۳۷۔ صفدر حیات صفدر عہد مغلیہ مع دستاویز صفحہ ۸۳

۳۸۔ محمد عبدالحکیم خان اختر شاہ جہان پوری تجلیات امام ربانی صفحہ ۳۱۸

۳۹۔ ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ صفحہ ۱۸۸

Marfat.com

۴۰۔ ایضاً" صفحہ ۱۸۸

۴۱۔ صفدر حیات صفدر عہد مغلیہ مع دستاویزات صفحہ ۸۴

۴۲۔ ایضاً" صفحہ ۸۳

۴۳۔ ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ صفحہ ۳۱۱

۴۴۔ مناظر احسن گیلانی الفرقان مجدد الف ثانی نمبر صفحہ ۸۳

۴۵۔ ایضاً" صفحہ ۸۳

۴۶۔ کیمرج ہسٹری آف انڈیا جلد چہارم بحوالہ عہد مغلیہ مع دستاویزات صفحہ ۳۴۷

۴۷۔ ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ صفحہ ۳۱۲

۴۸۔ صفدر حیات صفدر عہد مغلیہ مع دستاویز صفحہ ۸۰

۴۹۔ ایضاً" صفحہ ۳۴۳

۵۰۔ ایضاً" صفحہ ۳۳۶

۵۱۔ ایضاً" صفحہ ۸۱

۵۲۔ ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ صفحہ ۳۵۱

۵۳۔ الفرقان مجدد الف ثانی نمبر امام ربانی کا تجدیدی کارنامہ قسط دوم صفحہ ۲۰

۵۴۔ محمد عبدالحکیم اختر شاہ جہان پوری تجلیات امام ربانی صفحہ ۳۲۳

۵۵۔ صفدر حیات صفدر عہد مغلیہ مع دستاویزات صفحہ ۳۴۸

۵۶۔ ایضاً" ۳۳۶ تا ۳۳۷

۵۷۔ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۷۶

۵۸۔ ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ صفحہ ۲۰۸

۵۹۔ ایضاً" صفحہ ۲۰۸

۶۰۔ ایضاً" جلد دوم صفحہ ۲۷۲

Marfat.com

۶۱۔ صفدر حیات صفدر عہد مغلیہ مع دستاویزات صفحہ ۳۴۹

۶۲۔ ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ صفحہ ۲۷۳

۶۳۔ ایضا" صفحہ ۲۷۳

۶۴۔ ایضا" صفحہ ۲۷۳

۶۵۔ ایضا" صفحہ ۲۶۱

۶۶۔ ایضا" صفحہ ۳۲۶

۶۷۔ ایضا" صفحہ ۲۵۹

۶۸۔ ایضا" صفحہ ۲۵۶

۶۹۔ الفرقان مجدد الف ثانی نمبر صفحہ ۱۷

۷۰۔ ایضا" صفحہ ۲۷

۷۱۔ ایضا" صفحہ ۲۷

۷۲۔ صفدر حیات صفدر عہد مغلیہ مع دستاویزات صفحہ ۳۵۲

۷۳۔ ایضا" صفحہ ۳۵۳

۷۴۔ ایضا" صفحہ ۳۵۳

۷۵۔ ایضا" صفحہ ۳۵۱

۷۶۔ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۲۷۸۔۲۷۹

۷۷۔ شیخ احمد سرہندی مکتوبات شریف دفتر اول حصہ دوم مکتوب ۶۵ صفحہ ۴۵

۷۸۔ ایضا" دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۶۶ صفحہ ۱۲۶

۷۹۔ ایضا" دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب نمبر ۴۱ صفحہ ۹۲

۸۰۔ ایضا" صفحہ ۹۳

۸۱۔ ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ صفحہ ۳۰۷

Marfat.com

۸۲۔ عبدالحکیم خان اختر شاہ جہان پوری تجلیات امام ربانی صفحہ ۳۰۹

۸۳۔ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر جلد دوم صفحہ ۱۲۳

۸۴۔ محمد اسلم پروفیسر دین الٰہی اور اس کا پس منظر مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۳۱

۸۵۔ نکولس مینو کی فسانہ سلطنت مغلیہ مترجم سید ظفر علی مطبوعہ آگرہ صفحہ ۱۳۰

۸۶۔ الفرقان مجدد الف ثانی نمبر صفحہ ۸۷

۸۷۔ ایضاً" صفحہ ۸۸

۸۸۔ ایضاً" صفحہ ۱۰۱

۸۹۔ محمد عبدالحکیم خان اختر شاہ جہان پوری تجلیات امام ربانی صفحہ ۹۸

۹۰۔ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۹۴

۹۱۔ صفدر حیات صفدر عہد مغلیہ معہ دستاویزات صفحہ ۴۲۶

۹۲۔ مکتوبات شریف امام ربانی دفتر اول مکتوب ۸۱

۹۳۔ ایضاً" مکتوب ۴۷

۹۴۔ مکتوبات شریف بحوالہ الفرقان مجدد الف ثانی نمبر صفحہ ۸۹

۹۵۔ ایضاً" دفتر اول مکتوب ۴۷ صفحہ ۱۱۷

۹۶۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۶۵

۹۷۔ ایضاً" مکتوب ۱۶۹

۹۸۔ ایضاً" مکتوب ۲۶۶

۹۹۔ دفتر اول مکتوب ۱۶۳

۱۰۰۔ دفتر اول مکتوب ۱۶۳

۱۰۱۔ عبدالحکیم خان اختر شاہ جہان پوری تجلیات امام ربانی صفحہ ۲۵۹

۱۰۲۔ صفدر حیات عہد مغلیہ مع دستاویزات صفحہ ۲۸۹

Marfat.com

۱۰۳- ایضاً" صفحہ ۳۴۰

۱۰۴- نورالدین جہانگیر تزک جہانگیری

۱۰۵- نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر مطبوعہ دوم صفحہ ۱۶۰

۱۰۶- مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب ٦٧ صفحہ ۴٧

۱۰٧- ایضاً" دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب ١٧ صفحہ ٣٨

۱۰۸- ایضاً" دفتر دوم مکتوب ٢٦ صفحہ ٥٨

۱۰۹- ایضاً" صفحہ ٥٩-٦٠

۱۱۰- ایضاً" صفحہ ٦٠

۱۱۱- مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ٢٥١ صفحہ ٧٣

۱۱۲- ایضاً" مکتوب ٥٩

۱۱۳- دفتر سوم مکتوب ١٧

۱۱۴- ایضاً"

۱۱۵- ایضاً"

۱۱۶- دفتر سوم مکتوب ٢۴

۱۱٧- دفتر دوم مکتوب ٩٦

۱۱۸- ایضاً"

۱۱۹- دفتر دوم مکتوب ٦٧

۱۲۰- دفتر دوم مکتوب ٩٦

۱۲۱- دفتر دوم مکتوب ٩٦

۱۲۲- دفتر سوم مکتوب ٢۴

۱۲۳- دفتر سوم مکتوب ٢۴

Marfat.com

۱۲۴- ایضاً

۱۲۵- ایضاً

۱۲۶- دفتر دوم مکتوب ۹۹

۱۲۷- دفتر دوم مکتوب ۳۶

۱۲۸- ایضاً

۱۲۹- ایضاً

۱۳۰- ایضاً

۱۳۱- دفتر سوم مکتوب ۲۴

۱۳۲- دفتر دوم مکتوب ۱۵

۱۳۳- ایضاً

۱۳۴- دفتر دوم مکتوب ۳۶

۱۳۵- دفتر اول مکتوب ۹۴

۱۳۶- دفتر اول مکتوب ۲۵

۱۳۷- دفتر اول مکتوب ۱۷۷

۱۳۸- دفتر اول مکتوب ۱۹۲

۱۳۹- دفتر اول مکتوب ۲۰۶

۱۴۰- دفتر اول مکتوب ۲۶۶

۱۴۱- دفتر اول مکتوب ۲۷۸

۱۴۲- دفتر اول مکتوب ۲۷۸

۱۴۳- دفتر دوم مکتوب ۶۷

۱۴۴- دفتر سوم مکتوب ۳۴

Marfat.com

۱۴۵۔ دفتر اول مکتوب ۱۹۳

۱۴۶۔ دفتر اول مکتوب ۱۹۳

۱۴۷۔ منتخب التواریخ صفحہ ۲۷۴

۱۴۸۔ دفتر دوم مکتوب ٦٧

۱۴۹۔ دفتر اول مکتوب ۴۷

۱۵۰۔ دفتر اول مکتوب ۵۳ .

۱۵۱۔ دفتر اول مکتوب ۳۳

۱۵۲۔ ایضاً

۱۵۳۔ دفتر اول مکتوب ۱۹۴

۱۵۴۔ دفتر اول مکتوب ۴۷

۱۵۵۔ دفتر اول مکتوب ۸۵

۱۵۶۔ دفتر اول مکتوب ۲٦۰

۱۵۷۔ دفتر اول مکتوب ۲۷٦

۱۵۸۔ دفتر اول مکتوب ۲٦۱

۱۵۹۔ دفتر اول مکتوب ۱۰۰

۱٦۰۔ ایضاً

۱٦۱۔ دفتر سوم مکتوب ٦٦

۱٦۲۔ دفتر اول مکتوب ۱۲۲

۱٦۳۔ تجلیات امام ربانی صفحہ ۳۴۰

۱٦۴۔ دفتر اول مکتوب ۲۹

۱٦۵۔ دفتر اول مکتوب ٦۳

Marfat.com

۱۶۶۔ دفتر اول مکتوب ۲۶۶

۱۶۷۔ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۴۵۲۔۴۵۳

۱۶۸۔ ایضاً" صفحہ ۴۵۴

۱۶۹۔ ایضاً" صفحہ ۴۵۴۔۴۵۵

۱۷۰۔ ایضاً" صفحہ ۴۵۵

۱۷۱۔ حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید صفحہ ۸۲

۱۷۲۔ انوار اقبال صفحہ ۱۷۸

۱۷۳۔ اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۴۴

۱۷۴۔ دفتر اول مکتوب ۳۱

۱۷۵۔ دفتر اول مکتوب ۴۱

۱۷۶۔ دفتر اول مکتوب ۴۷

۱۷۷۔ دفتر اول مکتوب ۲۱۷

۱۷۸۔ دفتر اول مکتوب ۲۶۰

۱۷۹۔ ایضاً"

۱۸۰۔ دفتر اول مکتوب ۱۳۷

۱۸۱۔ دفتر دوم مکتوب ۸۲

۱۸۲۔ دفتر دوم مکتوب ۳۷

۱۸۳۔ دفتر اول مکتوب ۲۹۲

۱۸۴۔ دفتر دوم مکتوب ۱۹

۱۸۵۔ دفتر دوم مکتوب ۲۰

۱۸۶۔ دفتر دوم مکتوب ۲۳

Marfat.com

۱۸۷۔ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر جلد دوم صفحہ ۴۸۹

۱۸۸۔ دفتر اول مکتوب ۵۰

۱۸۹۔ دفتر اول مکتوب ۵۲

۱۹۰۔ دفتر اول مکتوب ۱۳۸

۱۹۱۔ دفتر اول مکتوب ۱۳۸

۱۹۲۔ دفتر اول مکتوب ۲۱۵

۱۹۳۔ دفتر اول مکتوب ۴۷

۱۹۴۔ دفتر اول مکتوب ۳۳

۱۹۵۔ دفتر اول مکتوب ۲۱۰

۱۹۶۔ دفتر اول مکتوب ۲۱۴

۱۹۷۔ دفتر اول مکتوب ۱۳۳

۱۹۸۔ دفتر اول مکتوب ۱۳۴

۱۹۹۔ دفتر اول مکتوب ۲۱۹

۲۰۰۔ دفتر اول مکتوب ۱۴۹

۲۰۱۔ دفتر اول مکتوب ۱۵۰

۲۰۲۔ دفتر اول مکتوب ۱۵۲

۲۰۳۔ دفتر اول مکتوب ۱۶۵

۲۰۴۔ دفتر اول مکتوب ۳۶

۲۰۵۔ دفتر اول مکتوب ۵۶

۲۰۶۔ دفتر دوم مکتوب ۳۶

۲۰۷۔ دفتر اول مکتوب ۲۱۰

Marfat.com

۲۰۸- دفتر اول مکتوب ۱۳۲

۲۰۹- ایضاً

۲۱۰- دفتر اول مکتوب ۲۸۶

۲۱۱- دفتر اول مکتوب ۷۶

۲۱۲- دفتر اول مکتوب ۱۳۳

۲۱۳- دفتر اول مکتوب ۲۸۶

۲۱۴- دفتر دوم مکتوب ۱۵

۲۱۵- نوراسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۶۶-۱۶۵

۲۱۶- شیخ سرہند حضرت مجد الف ثانی صفحہ ۱۶۴

۲۱۷- دفتر سوم مکتوب ۱۵

۲۱۸- دفتر سوم مکتوب ۶

۲۱۹- عبدالحکیم خاں اختر شاہجان پوری، تجلیات امام ربانی صفحہ ۱۰۱

۲۲۰- نوراسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۱۶۹

۲۲۱- ایضاً

۲۲۲- عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری، تجلیات امام ربانی صفحہ ۱۰۳

۲۲۳- عبدالشکور لکھنوی تذکرہ امام ربانی صفحہ ۲۷۶

۲۲۴- نوراسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۱۷۰

۲۲۵- ایضاً صفحہ ۱۷۱

۲۲۶- ڈاکٹر اشتیاق احمد قریشی ہسٹری آف دی فریڈم موومنٹ جلد اول صفحہ ۲۰

۲۲۷- محمد یسین اے سوشل ہسٹری آف اسلامک انڈیا صفحہ ۱۴

۲۲۸- عزیز احمد اسٹیڈیز ان اسلامک کلچر باب ہفتم مطبوعہ آکسفورڈ صفحہ ۱۸۹

Marfat.com

۲۲۹- عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری، تجلیات امام ربانی صفحہ ۲۸۰

۲۳۰- محمد عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری، تجلیات امام ربانی صفحہ ۱۰۷

۲۳۱- نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۱۱۱

۲۳۲- ایضاً صفحہ ۱۷۲

۲۳۳- ایضاً صفحہ ۹۷-۴۹۶

۲۳۴- ایضاً صفحہ ۵۰۴

۲۳۵- ایضاً صفحہ ۵۰۴

۲۳۶- ایضاً صفحہ ۴۸۳

۲۳۷- ایضاً صفحہ ۴۸۴

۲۳۸- ایضاً

۲۳۹- ایضاً

۲۴۰- ایضاً صفحہ ۲۲۳

۲۴۱- جمیل اطہر، شیخ سرہند مجدد الف ثانی صفحہ ۲۴۲

۲۴۲- اقبال اور مجدد صفحہ ۹

۲۴۳- ایضاً صفحہ ۲۳

۲۴۴- اخبار الاخیار صفحہ ۶۳۲

۲۴۵- شیخ سرہند مجدد الف ثانی صفحہ ۴۲

۲۴۶- ایضاً صفحہ ۱۵۵

۲۴۷- مولانا اشرف علی صاحب مسائل تصوف قرآن شریف کی روشنی میں ادارہ اسلامیات لاہور صفحہ ۵۳۶

۲۴۸- نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۲۲۰

Marfat.com

۲۴۹- محمد عبدالحکیم خان اختر شاہ جہان پوری تجلیات امام ربانی صفحہ ۱۶۰

۲۵۰- ایضاً" صفحہ ۱۶۳-۱۶۴

۲۵۱- ایضاً" صفحہ ۱۲۳

۲۵۲- حضرت مجدد اور ان کے ناقدین صفحہ ۱۴۰

۲۵۳- ایضاً" صفحہ ۱۴۲

۲۵۴- ایضاً"

۲۵۵- ایضاً" صفحہ ۱۴۳

۲۵۶- دفتر اول مکتوب نمبر ۲۲۶

۲۵۷- حضرت مجدد اور ان کے ناقدین صفحہ ۱۴۴

۲۵۸- دفتر دوم مکتوب ۶

۲۵۹- حضرت مجدد اور ان کے ناقدین صفحہ ۱۴۵

۲۶۰- ایضاً" صفحہ ۱۴۸

۲۶۱- ایضاً" صفحہ ۱۵۰-۱۵۱

۲۶۲- ایضاً" صفحہ ۱۵۳

۲۶۳- ایضاً" صفحہ ۱۵۴

۲۶۴- ایضاً"

۲۶۵- ایضاً"

۲۶۶- ایضاً"

۲۶۷- ایضاً" صفحہ ۱۵۵

۲۶۸- ایضاً" صفحہ ۱۵۶

۲۶۹- ایضاً" صفحہ ۱۷۷

Marfat.com

۲۷۰۔ ایضاً" صفحہ ۱۷۲

۲۷۱۔ ماخوذ از نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر جلد حصہ دوم صفحہ

۲۷۲۔ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر جلد دوم صفحہ ۴۲۲

۲۷۳۔ ایضاً"

۲۷۴۔ مسعود احمد پروفیسر ڈاکٹر حضرت مجدد الف ثانی سرہندی اور ڈاکٹر اقبال مرحوم صفحہ ۶

۲۷۵۔ ایضاً" صفحہ ۷

۲۷۶۔ ایضاً" صفحہ ۸

۲۷۷۔ ایضاً" صفحہ ۹

۲۷۸۔ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۴۶۱

۲۷۹۔ مسعود احمد پروفیسر ڈاکٹر حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر اقبال مرحوم صفحہ ۱

۲۸۰۔ ایضاً" صفحہ ۱۳

۲۸۱۔ ایضاً" صفحہ ۱۴

۲۸۲۔ نقش اقبال بحوالہ نور اسلام صفحہ ۴۴۶

۲۸۳۔ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۴۴۷

۲۸۴۔ ایضاً" صفحہ ۴۴۸

۲۸۵۔ ایضاً" صفحہ ۴۵۷

۲۸۶۔ ایضاً" صفحہ ۴۵۸

۲۸۷۔ (بحوالہ ۲۸۴) صفحہ ۳

۲۸۸۔ ایضاً" صفحہ ۴

۲۸۹۔ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۳

۲۹۰۔ ایضاً" صفحہ ۴

Marfat.com

۲۹۱- نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم صفحہ ۱۷۳

۲۹۲- حضرت مجدد اور ان کے ناقدین صفحہ ۴۶

Marfat.com

حوالہ جات حصہ دوم

۱۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی فتاوی رضویہ

۲۔ ایضاً

۳۔ شاہ رفیع الدین صاحبؒ ترجمہ قرآن پاک پارہ سوم سورہ البقرہ

۴۔ مولانا احمد رضا خان صاحبؒ ترجمہ قران پاک پارہ سوم سورہ البقرہ

۵۔ مولانا سید محمد نعیم الدینؒ مراد آبادی حاشیہ کنزالایمان پارہ سوم سورہ البقرہ

۶۔ پیر کرم شاہ صاحبؒ الازہری تفسیر ضیاء القرآن پارہ سوم سورہ البقرہ

۷۔ قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی تفسیر مظہری پارہ سوم سورہ البقرہ

۸۔ امام رازیؒ تفسیر رازی پارہ سوم سورہ البقرہ

۹۔ ابن کثیرؒ تفسیر ابن کثیر پارہ سوم سورہ البقرہ

۱۰۔ علامہ خازنؒ تفسیر خازن پارہ سوم سورہ البقرہ

۱۱۔ علامہ تفتازانیؒ شرح عقائد صفحہ ۶۱

۱۲۔ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح مشکوٰۃ شریف

۱۳۔ سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ پہلا رکوع

۱۴۔ سورہ دہر پارہ ۱۲ پہلا رکوع

۱۵۔ سورہ توبہ پارہ ۱۱ آخری رکوع

۱۶۔ شاہ نعیم الدینؒ مراد آبادی کنزالایمان حاشیہ نمبر ۲۴۷

۱۷۔ علامہ محمد سعید مجددیؒ البیان حصہ دوم قرآن پاک پارہ ۱۸ پہلا رکوع ۱۴

۱۸۔ ایضاً پارہ ۲۸ رکوع ۱۲ (۱۱)

Marfat.com

۱۹۔ ایضاً پارہ ۳۰ رکوع ۲۰ (۸)

۲۰۔ ایضاً پارہ ۱۵ رکوع ۲ (۲۴)

۲۱۔ ایضاً صفحہ ۲۷۔۲۸

۲۲۔ مولانا احمد سعید صاحب کاظمی توحید اور شرک مرکزی مجلس رضا لاہور صفحہ ۷

۲۳۔ ایضاً حاشیہ صفحہ ۷۔۸

۲۴۔ سورہ آل عمران پارہ ۳

۲۵۔ حالات حضرات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ اللہ والے کی قومی دکان صفحہ ۱۸۸

۲۶۔ بحوالہ ابوالخیر مراد آباد کلمات طبعیات مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۳

۲۷۔ سید محمد عبداللہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۶/۲ صفحہ ۵۹۰ تا ۵۹۳

۲۸۔ روضۃ القیومیہ صفحہ ۵۹

۲۹۔ مجدد الف ثانی مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۸۰

۳۰۔ حضرت جامی نفحات الانس اردو ترجمہ حافظ سید احمد علی چشتی نظامی صفحہ ۳۰۳

۳۱۔ جمیل اطہر شیخ سرہند صفحہ ۱۵۷ ادارہ اسلامیات لاہور

۳۲۔ شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجدد اور ان کے ناقدین صفحہ ۶۵

۳۳۔ حالات حضرات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ صفحہ ۱۸۸

۳۴۔ مجدد الف ثانی مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۴۷ صفحہ ۶۵۹ تا ۶۶۱

۳۵۔ مفتی احمد یار خاں تفسیر نعیمی پارہ ۳ صفحہ ۳۶۔۳۷

۳۶۔ حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجدد اور ان کے ناقدین صفحہ ۶۶

۳۷۔ ایضاً صفحہ ۲۳۔۲۴

۳۸۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فتوح الغیب شرح فارسی

Marfat.com

Marfat.com